



مواجه شریف (مدینہ منورہ)



مزار حضرت مصنف (واقع بہ مسجد کریم اللہ شاہ بیگم بازار - حیدرآباد)
(حضرت سیدی غوثی شاہ)

عربی

580

4-02



ط

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (قرآن)

اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔

الحمد لله و المنة و النعمة لرسوله الكريم سيدنا محمد رسول الله ﷺ

کلام منظوم المسمی بہ

طیباتِ غوثی

بیانِ نعتِ احمدؑ سے معطر ہے وہنِ میرا

خدا منہ چوم لیتا ہے وہ شیریں ہے سخنِ میرا

پڑھوں نعتِ محشر میں رُک رُک کے غوثی

خدا بھی کہے کیوں رُکا کہتے کہتے

مضنفہ

مجدد الطریق کنز العرفان ابو الایقان

الحاج حضرت سیدی غوثی شاہ قدس اللہ سرہ

اشاعتِ حق محفوظ

موقوفہ پچاس سالہ یوم وصال حضرت غوثی شاہؒ

بتاریخ ۴ شوال ۱۴۲۳ھ ۹ م رڈ ستمبر ۲۰۰۲ء بروز دوشنبہ، منعقدہ مسجد کرم اللہ شاہؒ، تنیم بازار

قیمت: Rs. 75/-

ترتیب و تنوید

مولانا غوثی شاہ (نیر، غوثی شاہ)

(خلفِ خلیفہ و جانشینِ الحاج حضرت مولانا صغوی شاہ صاحبؒ)

بہ حسنِ اہتمام:

○ الحاج شاہ بمشرا احمد شاہد ○ الحاج شاہ فضل الرحمن خالد ○ کریم اللہ شاہ قاری ○ اکرام اللہ شاہ اکرام

و ○ الحاج مولانا مشتاق احمد لائشہ اورنگ آباد (خلیفہ حضرت سید اللہ شاہ صاحبؒ)

ناشر: ادارہ النور 16-3-845، چنچل گوڑہ، حیدر آباد۔

طیباتِ غوثی

(6)

ہفتہ وار صدق - جدید لکھنؤ کی نظر میں :-

یہ ایک صاحبِ علم صوفی کے کلام کا مجموعہ ہے جس کا بیشتر حصہ نعتیہ ہے اور غزلیں بھی توحید و معرفت کے رنگ کی ہیں، وجد کے عالم میں کلام کا حدود کے اندر رہنا ذرا مشکل ہی ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ بعض مشاہیر و اکابر بے احتیاطی کی بدترین مثال قائم کر گئے ہیں۔ لیکن حضرت غوثی شاہ صاحب کا قلم حدودِ شریعت کے اندر ہی رہا ہے۔“

”صدق لکھنؤ“

نذر

جو اسم میں ممدوح رب العالمین محمد رسول اللہ
رت میں خاتم النبیین، سیرت میں وانک لعلی خلق
ظہیم حقیقت میں وما ارسلنک الا رحمته
للعالمین ہیں۔ انھیں کے حضور میں انھیں کا عطیہ، باطن
نہایت عجز و انکسار سے پیش ہے۔

وصل اللہ علی نور کزوشد نور با پیدا

فقیر غوثی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد باری

فَللهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الہی غیب و ظاہر تو ہے ، جلوہ ہے عیاں تیرا
مکان سے لا مکاں تک ہے نشان اے بے نشان تیرا

ہر اک ذرہ کا تو خالق ، ہر اک ذرہ کا تو مالک
زمین و آسمان تیرے ، یہ سب کون و مکاں تیرا

ترا انکار بن آیا نہیں کچھ دہریے سے بھی
کہ تو ہی دہر ہے ، یہ دہر کیا ہے اک نشان تیرا

اگرچہ عقل سے ، وہم و گماں سے تو ہے بالاتر
مگر وہم و گماں میں بھی یقین ہے بے گماں تیرا

کسی کو کیا پتہ تیرا ، نہ دے خود علم تو جب تک
جو اپنی ذات کا جاہل ہو ، کیا ہو رازداں تیرا

نظر آتا نہیں گرچہ ، تو ہر اک کی نگاہوں میں
تجسس ہے مگر ہر اک کے دل میں نہاں تیرا

تجھی سے تجھ کو پاسکتے ہیں تیرے فضل سے بیشک
نہیں تو عقل سے مشکل ہے پانا جانِ جاں تیرا

تجھی سے تجھی تجھے سب ملتے ، انکار کرتے ہیں
کہاں معلوم یہ مخلوق کو سزا نہاں تیرا

تری ہستی کا پر تو ہے جہاں میں جزو سے کل تک
ہماری آنکھ میں آئینہ خانہ ہے جہاں تیرا

تری تعریف کوئی کر سکے ، جب خود کوئی کچھ ہو
دل و جان و بدن تیرے ، دہن تیرا ، بیاں تیرا

ثناء الحمد للہ ، احدیت ، جب قل ہو اللہ ہے
تو غوثی میں ہے کیا ، جلوہ عیاں تیرا نہاں تیرا

جل جلالہ



تری ذات تجھ سے ہے اے خدا تری شان جل جلالہ

نہیں تجھ سا کوئی ترے سوا تری شان جل جلالہ

تری کُنہ کا ہو پیال کیا ، تری ہستی کا ہو نشان کیا

نہیں واں گماں کو گماں ذرا تری شان جل جلالہ

ترا ضد نہیں ، تراند نہیں ، ترا ضد تو ہی تراند تو ہی

تو ہے لا شریک فقط ترا تری شان جل جلالہ

نہیں پاسکے تجھے کچھ غرور ، نہیں خود سے دیکھ سکے بصر

نہ سما سکے تجھے دوسرا تری شان جل جلالہ

ترا دو جہاں کو کھنچ ہے ، ترا سب کے لب پہ ہے تذکرہ

ہے ہر ایک ذرے سے یہ صدا تری شان جل جلالہ

تو ہے ساتھ سب کے جمال سے ، تو جدا ہے شان جلال سے

یہ کرشمہ ادنیٰ سا ہے ترا تری شان جل جلالہ

ترا نور دونوں جہاں میں ہے ، ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے

یہ جمال ہے ترا ظاہرا تری شان جل جلالہ

نہ تو لامکل کا مکین ہے ، نہ تو بے نشان کا نشان ہے

تو ہی جانتا ہے ترا پتہ تری شان جل جلالہ

نہ تو باطن اور نہ ظاہرا تو ہی باطن اور تو ظاہرا

وہ ترا ہے کچھ ترا ماجرا تری شان جل جلالہ

ترا ذرے ذرے میں جمید ہے ، ترے سر کی سب میں نمود ہے

نہیں تجھ سا کوئی بھی دوسرا تری شان جل جلالہ

یہ ہے اب تو خوشی کا ماہرا کہ وہ ہو ہی ہو میں ہے گم سدا

بھی خود میں آیا تو بول اٹھا تری شان جل جلالہ

نعت

ورفتن الٰک ذکرک



بیانِ نعتِ احمدؑ سے 'مُعطّر' ہے دہن، میرا
 خدا مُنہ چوم لیتا ہے وہ شیریں ہے سخن میرا
 تمہارے ہجر میں یہ حال ہے شاہِ زمن میرا
 کہ رو دیتے ہیں نقشہ دیکھ کر سب مرد و زن میرا
 مجھے سستی جو رہتی ہے تو مولیٰ ہی کی رہتی ہے
 بڑا ہوشیار ہوں مشہور ہے مستانِ پن میرا
 مرا ہوں میں بڑا ارماں ہجرا عشقِ محمدؐ میں
 بڑے ارماں کا حسرت نے سیا ہے اب کفن میرا
 ٹھکانا دوجہاں میں ہے کہاں آوارہ گردوں کا
 عدم کہتے ہیں جس کو ایک ہے وہ بس وطن میرا
 نگاہِ لطف پر سرکار کی جیتا ہوں میں درد
 نہیں مجھ سا برا کوئی برا ہے وہ چلن میرا
 بلے ہیں جو میں نے داغِ عشقِ مصطفیٰؐ دل میں
 جسے کہتے ہیں رشکِ غلڈ ہاں یہ ہے چمن میرا
 میں بے پردا ہوں عشقِ احمدؑ مُرسل کے صدقے سے
 بگاڑے گا بھلا کیا درد و غم، رنج و محن میرا
 ذرا سی جو جھلک سرکار کے جلوے کی دیکھی ہے
 تو کیا کیا نکلتے ہیں منہ آج، شیخ و برہمن میرا

کلام ، اللہ کا قرآن ہے ، نور اللہ کا احمد
 میری نغمہِ دو عالم میں ہے بس کرد علن میرا
 جو تھکے چُن رہا ہوں میں جو در عالی کے آنکھوں سے
 جنوں بھی دنگ ہے یہ دیکھ کر دیوانہ پن میرا

یہ مانا آپ پر ظاہر ہے سب کچھ جو گزرتی ہے
 ذرا مجھ سے بھی سن لو حال حضرت من و عن میرا
 گریباں چاک ہے کیا کیا نہ کچھ دامنِ وحشت کا
 نبی کے عشق میں جو دھجیاں ہے پیر بن میرا
 گراں پلہ دو عالم میں ہوں ، گو عاصی ہوں میں غوثی
 یہ رتبہ ہے طفیل چار یار و بہتین میرا



غل ہوا دیکھ کے عشر میں ترپنا میرا
 عشق احمد میں ہوا حال تماشا میرا
 اک جھلک دیکھی ہے سرکار کے جو جلوے کی
 آج موسیٰ کہیں منہ نکلتے ہیں کیا کیا میرا
 نوکِ مسٹرنگانِ محمد کا خیال آیا ہے
 آج چلنی بچا جتا ہے کلچا میرا
 ہوں وہ پر درد کے درد کو بھی ہے درد مرا
 آہ رونے پہ بھی رونا ہے رونا میرا
 جان تو پلے نکلے ہی گئی پیشِ حضور
 طیبہ ، نہ رہا قبر میں لاشا میرا

حسرتِ دیدِ نبی میں جو مرا ہوں غوثی -
 صدقہ ہوتی ہے قصا دیکھ کے لاشا میرا



ازل سے ہوں میں عاشق جس کے گھونگر والے بالوں کا
 وہ دل ہے ، جان ہے جاننا ہے سب اللہ والوں کا
 بنانا ان کو جو بگڑے ہوئے ہیں ایک بُرت کے
 یہ ادنیٰ سا کرشمہ ہے رسول اللہ کے چالوں کا
 حقیقت ساری کھل جائے گی عشر میں بتادیں گے
 مزہ آجائے گا ان کے جوابوں کا سوالوں کا
 خدا کا جلوہ عصیاں کی سیاہی دل میں یوں گویا
 سیہ پردہ ہے بیت اللہ میں میرے انفعالوں کا
 نہیں کرتے ، نہیں کرتے مسیحا بھی مسیحائی
 سنا ہے عشق احمد میں جو عالم میرے نالوں کا
 محمد کا ہے نظارہ ، مرے دل اور آنکھوں میں
 مزہ لیتا ہوں ، فرقت میں تصور سے وصالوں کا
 سنائیں گے غزل یہ نعتیہ عشر میں ہم حقانی
 نبی کے سامنے مجمع ہو جس دم عشق والوں کا



کھلا اب من رانی سے ممتا کن ترانی کا
 محمد مصطفیٰ تم راز ہو گنج نہانی کا
 غذائی میری نظروں میں یہ ساری مصطفائی ہے
 خلاصہ ہے یہ میری ایک بینی ایک دانی کا
 عجب کچھ بے نشان ہے وہ کہ ہے ہر اک نشان اس کا
 پتہ دیتا ہے پتہ پتہ اس کی بے نشانی کا
 خدا ہے رتبہ داں اُن کا خدا ہے منح خواں اُن کا
 دو عالم کو کہاں مَن ہے نبی کی منح خوانی کا

محمد کے قدمِ پاک پر جانِ حُزُن نکلے
 تیجہ کم سے کم نکلے یہ میری جانِ فِشانی کا
 نبیؐ کے حُب میں رونے سے عملِ نالے دُھلے خوئیؑ
 بحمدِ اللہ کیا اشکوں نے میرے کامِ پانی کا



پہلو میں میرے دل ہے احمد پہ مرنے والا
 اور دم میرا دم ہے احمد کا بھرنے والا
 مضطر کو چہن آئے ، بے کل قرارِ پائے
 دیکھے جو زُلف اُن کی کوئی بکھرنے والا
 احمدؑ کا عشق چھوڑوں کافر نہیں ہوں فاح
 ترُشی سے یہ نہیں ہے نشہ اُترنے والا
 آتی تھیں یہ صدائیں وقتِ ولادتِ شہ
 اب نخلِ کفر کی ہے ، یہ جڑ کترنے والا
 پھر وارِ تیغِ فرقت ، دل پر لگا ہے کاری
 اب زخمِ دل ہے شاید کوئی اُبھرنے والا
 اُسری کی شب یہ دیتے جبریل تھے صدائیں
 سردارِ دو جہاں ہے اِس دم سوزِ لے والا
 سارے جہاں کا سچا ہے قول کا یہ پکا
 جاناں نہیں یہ اپنا ہرگز مکر نے والا
 اب یا نبیؐ دکھا دو روئے مبارک اپنا
 ہوں عشق میں تمہارے جاں سے گزرنے والا
 و دیکھ لوں میں جلوہ - مولا کے صدقے ہو کر
 خوئیؑ - میں جان اپنی ہوں تدر کرتے والا



محمدؐ راحر بھی ذرا دیکھنا ہمیں بھی اُو نور خدا دیکھنا
 ہمارے دل و جاں کہ جانِ جہاں بتادو تم ہی تم کو کیا دیکھنا
 مسیحا مسیحا کے جانوں کی جاں یہ کشنوں کو اپنے ذرا دیکھنا
 نکلتا ہے دم حسرت دید میں ہمیں اب اُو دل کی دوا دیکھنا
 تمہیں دیکھنے کو ترستے ہیں ہم ہے مضطر دلِ مبتلا دیکھنا
 کلام خدا ہے کلام آپ کا ہے دیدِ خدا آپ کا دیکھنا
 نگاہِ کرم سے ہمیں دیکھ کر ہمارا یہ پھر دیکھنا دیکھنا
 دل و دیں تمہارے حوالے ہیں سب برول کو کرم سے بھلا دیکھنا
 خدا کے سواء اور تمہارے سوا کے دیکھنا اور کیا دیکھنا
 سکونِ جگر ہے مسرورِ نظر جلالِ محمدؐ ذرا دیکھنا
 ہے بلبل کا جینا گلوں سے مگر مری زندگی آپ کا دیکھنا
 سگِ در ہے غوثی - حضور آپ کا
 اے پیارے دیکھنا دیکھنا



پردہ وحدت میں محبوبِ خدا تو ہی تو تھا
 لامکاں میں یا شہ ہر دوسرا تو ہی تو تھا
 گنجِ مخفی میں اُو نورِ کبریا تو ہی تو تھا
 باعثِ ایجادِ عالمِ مصطفیٰ تو ہی تو تھا
 رہنمائیِ گمراہوں کی کرتے اُن کی کیا مجال
 خضرؑ میرے خضرؑ کا بھی رہنا تو ہی تو تھا
 غش تھے موسیٰؑ دیکھ کر جس کی تھلی کی جھلک
 ہم لے جانا طور پر جلوۂ نما تو ہی تو تھا

کوہِ جودی پر لگی جا کر جو کشتی نوحؑ کی
او خدا کے نور اُس کا ٹانگہا تو ہی تو تھا

دیکھ کر خود کو جو بول اٹھا وہ اِنی خالق

ہاں مرے مولا خدا کا آئینہ تو ہی تو تھا

جامِ وحدت سے کیا حوثیؑ - کو بس مستِ است

ساقیہ کوثر وہاں جُرم دیا تو ہی تو تھا

وَ اَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرُقْطُ عَيْنِي وَ اَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ قَلِدُ النِّسَاءَ
آپ کے جیسا حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ کے جیسا خوبصورت کسی ماں نے پیدا نہیں کیا
(حضرت حسان بن ثابت)



جان سب ہم نے چھان مارا حسین یکتا تمہیں کو دیکھا

مثالِ پانی ہر اک حسین کی ، حضورؐ تم سا تمہیں کو دیکھا

کہیں جھلک سی تمہاری دیکھی ، کہیں سراپا تمہیں کو دیکھا

جدھر نظر کی قسم تمہاری ، تو میں نے ہر جا تمہیں کو دیکھا

جو ناز سے تن کے اُس نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے ہم سے اچھا

تو بول اٹھا تن کے ہر بن مو کہ تم سے اچھا تم ہی کو دیکھا

کہیں عجوبِ تم کو پایا ، کہیں پہ بے پردہ تم کو دیکھا

نظر تھی معنیٰ میں بھی تمہیں پر ، ہوئے جو پیدا تم ہی کو دیکھا

ہزار منت پہ جانِ عالم نقاب الہیؑ تو رخ سے ایسی

نگاہ لڑتے ہی چھپ گئے پھر ، حیا کا پتلا تم ہی کو دیکھا

کسی کے دل کے ہو مدعا۔ تم کسی کے مقصد، کسی کے ارمان
سارے ہو ہر اک کے دل میں، یہ سب کا جملہ تمہیں کو دیکھا

تمہارا ہے نام سب کے لب پر کھٹک تمہاری ہے سب کے دل میں
جہاں کے پیارے تمہیں ہو پیارے جہاں کا پیارا تمہیں کو دیکھا
اگر قیامت میں بھی وہ پوچھیں کہ میرا ہمسر کس نے دیکھا
تو سب سے پہلے یہ بول اٹھو نگا تمہیں کو دیکھا تمہیں کو دیکھا

ہزاروں غم کی بلائیں غوثی۔ جو میں نے جھیلیں تو یوں وہ بولے
وفا میں ہم نے جو آزمایا، وفا میں پورا تمہیں کو دیکھا



جو روئے احمد کے میم کا یہ، اٹھا کے میں نے جاب دیکھا
نظر نہ آیا سوا احد کے تماشہ کچھ بے نقاب دیکھا

تمہارے قدموں پہ یا محمدؐ ہمارے تن سے یہ جان نکلے
یہی تمنا ہے دل جلوں کی، اسی میں دل کو خراب دیکھا

تمہاری فرقت میں یا محمدؐ، ہیں جان و دل بے قرار میرے
خبر مسیحا مریض کی لو، کہ اس کو سینہ کباب دیکھا

نقابِ رخ پر سے پھر اٹھا دو، جمالِ اقدس ذرا دکھا دو
ترپ رہا ہے یہ نیم بسمل، ہے جب سے روئے جاب دیکھا

نہیں ہے اب طاقتِ جدائی بڑھی ہے اب حد سے بے قراری
خبر لو غوثی۔ کی یا محمدؐ کہ حال اس کا خراب دیکھا



محبہ	پہ	دل	کیا	مر	آگیا
محمدؐ	کی	جلوہ	نمائی	ہوئی	
جو	تھا	نور	پوشیدہ	جان	جہاں
بنے	نور	سے	جس	کے	دونوں
محمدؐ	محمدؐ	کہا	رات	بھر	
یہ	تھی	سیر	معراج	محبوب	حق
ہماری	نظر	میں	تو	کچھ	اور
جہاں	منظر	جس	کی	آمد	کا
کلیجے	میں	آنکھوں	میں	رکھ	لو
غذائی	تصدق	میں	جس	کے	بنی
بتا کر	قیامت	میں	غوثی	-	کسوں

مجھے	زندگی	کا	مزا	آگیا
خدائی	میں	نور	خدا	آگیا
وہی	شکل	احمدؐ	لیا	آگیا
وہ	نور	خدا	مصطفیٰؐ	آگیا
ترپنے	کا	دل	کو	مزا
سر	عرش	دم	میں	گیا
دو	عالم	کا	مشکل	کٹھا
وہ	محبوب	حق	آگیا	آگیا
کہ	اللہ	کا	لاڈلا	آگیا
وہ	مولا	شہ	دوسرا	آگیا
مجھے	جس	لے	مارا	یہ

سیرِ معراج

بللے آئے تھے جبریلؑ لیکن ساتھ وہ خود تھا
 مچا تھا غلغلہ عالم میں معراج محمدؐ کا
 براتی انبیاء تھے اور محمدؐ مصطفیٰؐ دولہا
 یہ وہ تھے اور وہ یہ تھا مگر یہ عبدوہ مولا
 یہ کہتے یہ تو کہ لے میں سومیں اور تو سو تو آقا
 کہ مازع البصرہ کے ساتھ ہی وہ ماطنی بولا

میں معراج کا کیا ذکر سبحان الذی اُسری
 عجب پر نور شب تھی سینت تھی عرش اعظم تک
 سرت سے جلو میں ساری عوریں اور ملائک تھے
 مد احمد لے تو سین او ادنیٰ سے بھی آگے
 وہ کتا اُذن مئی تھا کہ میں سو تو ہے تو سومیں
 اوسے دیکھا اسی کے نور ہے یوں چشم حضرت لے

مگر پھر بھی سواری پر گئے حضرت براق آیا
انہوں نے اس کو دیکھا اس نے الفت سے انہیں دیکھا
ادھر تھے آپ تنہا اور ادھر وہ آپ تھا تنہا
ہوئیں بحثائش است کی باتیں جانے پھر کیا کیا
پڑھا صل علیٰ خود بھی فرشتوں سے بھی پرہوایا

بھلا ہم کیا کہیں معراج کے اسرار اے خونیؔ
کہا سجان لے جب خود ہی سجان الٰہی اسریؔ



وہ سجا احمد مختار تھا معراج کی شب
گلشنِ دہر میں آئی تھی بہار تازہ
ایک آئینہ تھا اک شخص تھا، دونوں اک تھے
ماہ بھی چہرہ انور کی جھلک سے تھا غجل
دہن نقطہ موہوم میں احمد کے خفی
صدقے جبریل تو اللہ تھا خونیؔ شیدا



آج زوروں پہ ہے یہ درد جگر کیا باعث
لی نہ سرکارِ دو عالم نے خبر کیا باعث
درد و غم میں یہ ہوئی رات بسر کیا باعث
خواب میں آئے نہ سرکارِ نظر کیا باعث
آگنی جانے کہیں جوش جنوں کو بھی قضا
نہ ہوا دشتِ مدینہ میں گند کیا باعث
تھل گئی ہے رگِ دلِ نشترِ غم سے شاید
آج خوں روتے ہیں یہ دیدہ تر کیا باعث

یاد زلف و رخ انور نے کیا ہے بے کل
 جی بہتا ہی نہیں شام و سحر کیا باعث
 اُن کی انگلی کی ادا چاند کے دل سے پوچھو
 اک اشارے میں ہوا شقِ قر کیا باعث
 چُھ گئی ہے کہیں سرکار کے مژگان کی کئی
 کل نہیں دل کو مرے آٹھوں پہر کیا باعث
 ہم کو اللہ و محمدؐ پہ ہے تکیہ واعظ
 ورنہ کیوں رہتے یہ دونوں سے نڈر کیا باعث
 پھر کہیں حجرِ محمدؐ میں کیا ہے نالے
 دلِ حوثی - سے لگتے ہیں شرر کیا باعث



وہ زار ہوں میں الفتِ شاہِ زمن - میں آج
 گویا کہ جان ہی نہیں باقی بدن میں آج
 جوشِ جنوں میں ہم لے اڑائیں وہ دھجیاں
 ثابت نہیں ہے تار بھی اک پیرہن میں آج
 نکلا ہے دم جو عشقِ محمدؐ میں شوق سے
 خوشبو مہک رہی ہے ہمارے کفن میں آج
 پھر دیکھئے تو دیتے ہیں جاں تم کو کتنے ندر
 تشریف لئیے تو ذرا انہن میں آج
 جلوہ پر ان کے گر پڑے سجدہ میں سارے بت
 کیا ہو گیا یہ بکدرِ برہمن میں آج

اس سانگی پر آپ کی ہے لوٹ دو جہاں
 کیا جانے کیا ہو بن کے جو نکلے پھین میں آج
 دیکھا ہے خواب میں جو جہاں حبیب حق
 پھولوں نہیں سماتا ہوں میں پیرہن میں آج
 حُبِ نبی کی ہے بے بڑھی مستی اُست
 ملا ہے تازہ لطف شراب کس میں آج
 سرکار نے بلایا ہے طبیبِ غلام کو
 دم بھر بھی اب نہ ٹھہرنگے غوثی۔ وطن میں آج

سیرِ کعبہ

کعبے میں بھی ہے گریہ بازارِ محمد
 ہم اور سمجھتے تھے یہاں اور ہی کچھ ہے
 سرکار کے پھیروں کے کیا کرتے ہیں پھیرے
 سرکار کے چوے ہوئے کو چومتے ہیں ہم
 یاد آتی ہے ہر طرف کے ہر پھیرے میں ہم کو
 کعبہ کی سیہ پوشی یہ بے وجہ نہیں ہے
 ہر چیز میں ہر شکل سے جلوہ ہے نمایاں
 کونین لگائی ہوئی دکانِ نبی ہے
 کھولو نہ اسے رازِ جہاں اس میں بندھا ہے
 ہم نور ہیں، ہم نور ہیں، ہم نور ہیں، ہم نور
 اللہ کا دربار ہے دربارِ محمد
 کچھ پردہ کعبہ میں ہیں اسرارِ محمد
 ہے بدِ نظر اپنے وہ رفتارِ محمد
 ہے پیشِ نظر وہ لب و رخسارِ محمد
 رفتارِ محمد کبھی گفتارِ محمد
 ہے پرتو کیونے طرحدارِ محمد
 ہے آٹھوں پہر آنکھوں میں دیدارِ محمد
 اللہ خریدار ہے بازارِ محمد
 یہ بولتی ہیں زلفِ گہوارِ محمد
 ہر رنگ میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ محمد

کیا اس کے سوا اور عجبے حُر و شرف ہو
 غوثی۔ ہوں میں۔ اک بندہ سرکارِ محمد



دل میں ہے خیال رخ زیبائے محمدؐ
جنت سے غرض محمدؐ کو نہ دوزخ کی ہے پرواہ
پوچھے جو خدا حشر میں کیا چاہیے تجھ کو
کب تک یہ جدائی میں رہے دل مرا بیتاب
سر جائے محبت میں تو جائے دو نہیں غم
اب دل یہ سنبھالے سے سنبھلا نہیں یارب
ہے پیش نظر حسن تجللے محمدؐ
شیدائے محمدؐ ہوں میں۔ شیدائے محمدؐ
کھدو رنگ کہ دیدِ رخ والے محمدؐ
کب تک دل مضطر سے صداہائے محمدؐ
سُرمے نہ جدا ہو سُرمے سودائے محمدؐ
مضطر ہوں دکھا دے رخ زیبائے محمدؐ

خوشی۔ مجھے پرواہ نہیں کچھ دونوں جہاں کی
زور دل پہ ہے وہ مستی صباۓ محمدؐ



لانیگے کچھ اب رنگ در پاک پہ جا کر
اب کھیلیں گے کچھ کھیل ہم اپنے کو مٹا کر
ہو جائیں گے سرکار کے قدموں پہ تصدق
کردینگے فدا جان یہ سرکار پہ جا کر
سر پر ہند پامر ہند اور چاک گریباں
جاتے ہیں مدینہ کو یہ ہم حال اٹھا کر
مولا۔ نے کرم کر کے دکھائے قدم اپنے
ہم بگڑی ہوئی آتے ہیں آج اپنی بنا کر
گرتا ہی تھا عیش کھا کے میں۔ سرکار کے آگے
جبریلؑ نے تھاا دیں ہاتھ اپنے بڑھا کر
مجھونگا میں کل آگے خدا۔ کے تجھے واعظ
اچھا تو کہاں جاتا ہے دل میرا دکھا کر

اُس سکتا نہیں جا سے مرا ضعف نہ پوچھو
 اُس بیٹھا ہے کچھ ایسا مرا صدمے اٹھا کر
 جاں کستی ہے حاضر ہوں جگر کتا ہے خوش ہوں
 دل بکتا ہے بس الفتِ احمد میں مرا کر
 نہ جا کہیں تا غم سے رہوں بھر میں مدہوش
 نے درد تو ہی درد کی کچھ میرے دوا کر
 پوچھے جو خدا غلہ میں تو ساتھ ہے کس کے
 بلاؤنگا حضرت کو دیں ہاتھ اٹھا کر
 نت میں نہ جاؤں جو نہ یہ حکم خدا ہو
 کوئی روٹھے ہوئے خوشی - کو مناکر

جشن میلادِ محمد عیدِ الاعیاد سلامٌ علیہ یومُ وُلْدٍ ○ (قرآن)



ہے چاروں طرف صلِ علیٰ آج کے روز
 نے پیدا وہ شہر دوسرا آج کے روز
 گنجِ مخفی سے لکل آیا وہ لعلِ روشن
 نور سے بھر گئے سب ارض و سما آج کے روز
 رتے ہوتا ہے کوئی کوئی ہے قدموں پہ نثار
 د جاں کرتے ہیں عشاقِ فدا آج کے روز
 رقص کرتے ہیں یہ خوش ہو ہو کے سب وحش و طیور
 سب کے منہ پر ہیں مبارک کی صدا آج کے روز

کنگرے رگر پڑے کسری کے محل کے چودہ
سربتوں نے بھی ہے سجدہ میں رکھا آج کے روز

مثل مُردہ کے رہا وہ تن بے جان کی طرح
نہ دیا جس نے کہ سر اپنا جھکا آج کے روز

گونج اٹھی نام محمد کی دو عالم میں صدا
بھاگ کر ہے کہیں شیطان پچھا آج کے روز

لگ گئی آج وہ دامن توحید سے چوٹ
شان حق کفر زمانے کا مٹا آج کے روز

جو تھا باطن میں وہی آج ہوا لو ظاہر
راز اول کا یہ آخر ہے کھلا آج کے روز

جلوہ افروز ہوئے ہیں جو خدا کے محبوب
باغ دنیا ہے بہت پچھلا پھلا آج کے روز

دموم دو جگ میں ہے یہ آمد شہ کی خوئی -
عید ہے صلّی علیّ صلّی علیّ آج کے روز



تندر لے جاؤں میں - کیا احمد مختار کے پاس
نہیں جز درد کوئی اور دل بیمار کے پاس

ملک الموت یہاں جز تن خالی کیا ہے
دل بھی ہے جاں بھی جگر بھی مرے سرکار کے پاس

شاہ ہیں شہ کی غلامی کے تصدق سے ہم
بھول کر بھی نہیں جاتے کسی زردار کے پاس

جنس عصیان کو کیا نقد شفاعت نے قبول
ہوئی کھوئی بھی کھری میرے خریدار کے پاس

تیک بٹلتا ہے ظاہر میں زمانہ عجب کو
عجب سا پر عیب نہیں ہے مرے ستارے کے پاس

منہ دکھاتے ہوئے شرماتا ہوں رم اے مولا

اس توقع کے سوا کیا ہے گنگار کے پاس

ہوں غلام نبی شاہنشہ سے بڑھ کر عوثی -

سب شہنشاہ گدا ہیں مرے سرکار کے پاس



بہر احمد میں فقط آنسو بہانے سے غرض
کام کیا دنیا سے ہم کو کیا زمانے سے غرض
دل سے اور جاں نے جگر سے مال سے اولاد سے
ہم کو مولا پر فقط قربان جانے سے غرض
قیس کے فریاد کے واسق کے کیا قصہ سے کام
اپنے قصہ ہے ہمیں اپنے فسانے سے غرض
یا صبا لے جائے مجھ کو یا مجھے لگ جائیں پر
کوئی صورت ہو مجھے طیبہ کو جانے سے غرض
دیتے ہیں منہ مانگے ہم کو اپنے مولا ہیں سخی
کیا کسی کے ہم کو دینے اور دلانے سے غرض
جز درد والا - نہیں منظور کچھ مولا ہمیں
کوچہ گردِ عشق کو ہیں بس ٹھکانے سے غرض
درد عشق احمد مرسل بھی جاتا ہے کہیں
کام عیسیٰ سے مسیحا کو منانے سے غرض
ہم کو کیا عوثی - شہ عثمان ہو دنیا بھر کو دے
اپنے شہ - کے آگے ہم کو ہاتھ اٹھانے سے غرض

خدا حافظ

○

اب حبِ محمدؐ کا سودا ہے خدا حافظ
 یہ جوشِ جنوں مجھ کو اچھا ہے خدا حافظ
 سرنگانِ محمدؐ کا ہے دل میں خیال آیا
 اب دردِ کلیجہ میں ہوتا ہے خدا حافظ
 بیکل ہے ترپتا ہے فرقت میں محمدؐ کی
 کچھ اور سرے دل کا نقشہ ہے خدا حافظ
 ہے جوشِ محبت کا اور زور ہے وحشت کا
 اب میں - ہوں دینے کا صحرا ہے خدا حافظ
 جان و جگر دل سب فرقت میں ترپتے ہیں
 بیتابی میں اب مشکل جینا ہے خدا حافظ
 لانا کہ نہ ملتا ہے فرقت ہی میں مرنا ہے
 جانے مری قسمت میں کیا کیا ہے خدا حافظ
 اب جینا بھی مشکل ہے ہمدردی تھا وہ گم ہے
 پہلو میں بجائے دل پھوڑا ہے خدا حافظ
 پتھر لگتی ہیں آنکھیں رخصت کی ہیں تیاری
 دم ہونٹوں پہ اب میرے آیا ہے خدا حافظ
 آرام نہیں دم مگر ایک لخت نہیں ہے کئی
 اب دردِ جگر بے دھب اٹھا ہے خدا حافظ

سرکار کے قدموں پر دم اپنا نکل جائے
 ارماں یہ مبارک ہو اچھا ہے خدا حافظ
 الفت میں عہد کی لاکھوں ہی سہینگے غم
 غوثی - ہیں فدائی ہم اپنا ہے خدا حافظ



ہوگی سری حالت پر یونہی نہ نظر کب تک
 سرکار یہ فرماؤ یہ درد جگر کب تک
 مراحاں میں - کیا یونہی حسرت میں تمنا میں
 طیبہ میں مرا یدب ہوگا نہ گزر کب تک
 فریاد میرے دل کی سُن لینگے کبھی مولا
 ہوگا میرے نالوں میں آخر نہ اثر کب تک
 دل اور جگر دونوں پہلو میں ہیں یہ زخمی
 خوں روئینگے فرقت میں یہ دیدہ تر کب تک
 تشریف نہ لائینگے دل میں مرے کیا آقا
 آباد نہ ہوگا یہ آخر مرا گھر کب تک
 پہنچونگا کبھی تو میں - طیبہ میں بصد ارماں
 ہوگا مرے مولا کے قدموں پہ نہ سر کب تک
 اب جلد کرم کیجئے غوثی - کو بلا لیجئے
 سرکار جدائی میں ہو یوں ہی بسر کب تک

اَحَلَّ تَحْجَی نَظَرِہِی مَگر بے گماں نہی
اللہ کی زباں ہے نبی کی زباں نہی
آنکھوں سے میری دیکھو وہ کس جا کہاں نہی
پہناں وہ کیا ہے اول و آخر عیاں نہی
ایسے نہاں ہو تم کہ عیاں ہو نہاں نہی
وہ بے نشان بھی نہیں اور بانشاں نہی
ارمان میرے دل میں بھی کیا کیا نہی

نور نبی میں کون ہے گر جانِ جاں نہی
سرکار کا کلام ہے اللہ کا کلام
ذیر و حرم کو شیخ و برہمن چلے ہو کیوں
ہر رنگ میں ہیں اسکے ہی جلوے سمجھ کے دیکھ
پردہ بھی آپ کا نہیں بے پردگی سے کم
جو روپے ہیں اس کے وہ تیرے جاتا ہوں سب
اے کاش مجھ سے پوچھو تو سرکارِ مدعا

غوثی - بھلا وہ جالے خدا اور نبی ؐ کو کیا
جو بے شعور اپنا ہی خود رازداں نہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیف حال یا غوثی؟ (فقال) من فضلك کرمک یا سیدی

تم خدا کے نور ہو ہم نے میاں جانا تمہیں
اب نہ کیجیے ہم سے پردہ ہم نے باں دیکھا تمہیں
حق کا تو ثانی نہیں کوئی مسلم بات ہے
سب خدائی دیکھ لی پایا مگر یکتا تمہیں
جب تمہیں ڈھونڈا نہ پایا جز خدا کے اور کچھ
جب خدا کو ہم نے ڈھونڈا تو میاں پایا تمہیں
چھوڑ کر ہم بے کسوں کو ہو گئے غلوت نشیں
کیا غلاموں سے چھپے رہنا پسند آیا تمہیں

کاش اپنا دور ہی سے جلوہ دکھلاتے حضور
 دیکھ لیتے یہ تمہارے ولی و شیدا تمہیں
 احمد بے مہم بولیں یا کہیں تو رہا احمد
 کیا کہیں تم ہی بتادو یا رسول اللہ تمہیں
 شکر ہے پوچھا کہ غوثی - حال کیا ہے ترا
 سرفرازی بندہ پرور ہے خیال اس کا تمہیں



نور حق ہے احمد مختار میں
 عشق احمد میں جو نکل دل سے آہ
 پھیر لے دامنِ دُرّ مقصد سے سب
 بخششیں صبا ہیں اک اک بات پر
 آگے ان کے جھکتے ہیں عالم کے دل
 ہو گیا انگلیوں سے دو ٹکڑے قر
 یاحمد کی صدا ہے دمدم
 جلوہ احمد پہ کتا تھا خدا
 یاحمد جلوہ دکھلا دو مجھے اب نہیں ہے تب قلب زار میں

عشق احمد میں دیا غوثی - نے دم
 غل مچا ہے کوچ و بازار میں



آنکھوں کی صفت جس کی مازاغ بتاتے ہیں
 اس کو ہی وہ بے پردہ جلوہ بھی دکھاتے ہیں
 مختارِ خدائی کے مطلق ہیں وہ یہ مانا
 پر چلتے ہیں جس کو مختار بناتے ہیں
 کھوتا ہے خودی کو جو کہتے ہیں اسے ناداں
 کیا لوگ ہیں ، دانا کو دیوانہ بتاتے ہیں
 جو عشق میں حضرت کے ارمان بھرا دل ہے
 ہم بحرِ محمدؐ میں روتے ہیں رولتے ہیں
 براق لے آئے ہیں جبریلؑ اس عوثی
 سردارِ رسولوں کے عرش پہ جاتے ہیں



مشاق ہے حق ، بے چین ہے دل ، اب مدحِ نبی کی سنائے دو
 منہ چمے خدا دل ہو یہ فدا وہ نام تو لب پر آئے دو
 گیسوئے نبیؐ کا دھیان ہے اب زنجیرِ گند کھرکالے دو
 سوئے قیامت جالے دو اور حشر میں دھوم مچالے دو
 اب چین نہیں بے دیدِ نبیؐ حالت ہے بہت اب بگڑی ہوئی
 اب پاس نبیؐ کے جا کے جو کچھ ہے حالِ جگر بتلے دو
 دلیز پہ سر رکھ کر یہ کہوں مولا ہو ادھر بھی ایک نظر
 اب ہر خدا دکھلا دو قدم محروم نہ عجب کو جالے دو
 جانا ہے تمہارے بحر میں جی ، لو جلد خبر یا مولائی
 لک روئی تھا اُمی و اُبیؑ اب دردِ جگر بتلے دو
 اے شاہِ شہاں ، اے شاہِ رسلؐ او نورِ خدا اب لیجے خبر
 عوثیؑ کی ترپ پر کیجے نظر اب جلد مدینے آئے دو



بیکل ہے دل مرے سرکارِ خبر لو
جاں لینے کو ہے جگر کا آزارِ خبر لو
دکھلا دو سرخِ پاکِ خدا کے لیے مولا
اب یاس سے حسرت سے جدائی میں ہے نالائ
دم ہونٹوں پہ ہے جان نکلنے کو ہے آقا
آوارہ و بے برگ گرفتارِ الم ہے
عوثیؓ کی تمہارے مرے سرکارِ خبر لو



دل وہ ہے جو دلِ نامِ محمدؐ پہ فدا ہو
حیسیٰ سے دوا عشق کے آزار کی کیا ہو
الفت ہے مجھے درد سے کچھ ایسی کہوں کیا
بیماریِ فرقت کہیں جاتی ہے دوا سے
اللہ کا پیارا ہے وہ کیا پوچھنا اُس کا
سرکار کے قدموں پہ نکل جائے اگر دم
تربت ہو کہ معشر ہو جہاں ہو کہ جہاں ہو
تقدیر ہے اس شخص کی دیکھے جو نبی کو
بے دیکھے یہ بے چینی یہ بیتابی ہے دل کو
کیوں صلِّ علیٰ کا نہ اٹھے غل دو جہاں میں

اللہ سے دلولئے کچھ آپ بھی دیکھئے

عوثیؓ کا دو عالم میں کسی طرح بھلا ہو



عیاں سب میں خدا کی شان تم ہو
میں صدقے دین تم ایمان تم ہو
جہاں میں جلوہ گر ہر آن تم ہو
ہمارے دل ہماری جان تم ہو
ہر اک صورت میں پھر انجان تم ہو
مری جاں ! بولتا قرآن تم ہو
بشر کی شکل میں رحمن تم ہو
کیا جس نے مجھے حیران تم ہو
نظر میں دھیان میں ہر آن تم ہو
مرا مقصد مرا ایمان تم ہو

ظہور حق جہاں کی جان تم ہو
مجھ سے پوچھو ترے کون ہیں ہم
تمہیں ہم جلتے پھلتے ہیں
جائیں کیا تمہیں کیا جلتے ہیں
جاتے ہو ہر اک صورت سے خود کو
تمہاری بات حق کی بات ہے یہ
کرم کرتے ہو ہر اک پر کرم سے
تم ہی تم ہو جدھر میں دیکھتا ہوں
کیسے بولوں نظریں دل میں آؤ
کسوں کیا چسہ کر دیکھو کلچہ

نہاں اک تم میں بے صورت ہے حقانی -
اگرچہ شکل میں انسان تم ہو



نبی کے عشق کی لذت دل رنجور سے پوچھو
تماشا درد کا آہ شبِ دیبور سے پوچھو
جلن تن میں جگر میں سوز دل میں درد جاں مضطر
محبت کا مزا دل کے مرے ناسور سے پوچھو
انا الحق کی صدا تمہی دار کی صورت میں پوشیدہ
مزا سولی پہ چڑھنے کا دلِ منصور سے پوچھو
جو آنکھیں ہوں تو صورت میں نبی کی نور حق دیکھو
خدا کے نور کا عالم خدا کے نور سے پوچھو

تجلی سے جلا ہے وہ یہ آتش سے محبت کی
مرے داغِ جگر کا حال کوہِ طور سے پوچھو
ہے عشقِ احمد مرسل میں حال فقرِ زوروں پر
غمِ فرقت کی حالت غوثی مجبور سے پوچھو

”مدینے سے واپسی“
”روضہ نبوی کے پاس“



حرم سے ہوتے ہیں رخصت ہمیں یا مصطفیٰ دیکھو
ہمیں دیکھو ہمارے حال دل کو ہاں ذرا دیکھو
کرم فرمائیے ہمارے ہوؤں پر درد و حسرت کے
یہ دیوانوں کو اپنے یابی بہرِ خدا دیکھو
ذرا حجرے سے باہر لائیے تشریف یا مولا
کھڑے ہیں کتنے آوارہ تمہارے بتلا دیکھو
یہ سچ ہے دیکھتے ہیں آپ یکساں ظاہر و باطن
ہمیں بھی تو نظر آکر ذرا پھر دیکھنا دیکھو
کہیں کیا رکھتے ہیں ارمان کیا کیا جی میں ہم اپنے
دل شیدا بتاتا ہے ذرا پوچھو ذرا دیکھو
کہیں کیوں الوداع اے مصطفیٰ ہم آپ کو ہاں ہاں
ہمارے جان و دل میں آپ ہیں صلِ علی دیکھو
لگا ہوں میں خیالوں میں تمہیں ہو سید والا
تمہیں مقصد ہمارے اور تمہیں جو مدعا دیکھو
رفیقو ہاں کرو جلدی نہ اب تم تم کے رخصت ہو
بجا لاؤ سلام اور پھر چلو ٹھہرو ذرا دیکھو

سلام اے سید و آقا مبارک جزہ والا
 خوشی سے کیجئے رخصت غلاموں کو شہا دیکھو
 نہ باہر آؤ تجڑے سے وہیں سے جلوہ دکھا لادو
 ذرا اندر سے ہی پردے کو تم اپنے اٹھا دیکھو
 تمہارا کمرین بندہ ہے عوثی - یا رسول اللہ
 عیادت اس پہ رکھو یا محمد مصطفیٰ دیکھو

وَقُولُوا۟ اَنْظُرْنَا (قرآن)

(اور پیغمبر صلعم سے اس طرح ادباً کہو "یا رسول اللہ صلعم ہم پر نظر کرم کیجئے")

استدعائے نظر



ادھر بھی اک نظر مولا محمد رسول اللہ
 سرے دل میں مری جاں میں تمہیں ہو یا رسول اللہ
 یہ کہہ کر چمکتا ہوں آپ کی الفت میں مستانہ
 نہ ہوتے آپ مولا گر خدا ہوتا کہاں ظاہر
 خدائی ساری دیکھی ہم نے اپنے دیدہ دل سے
 خدا کو دیکھنا چاہے کوئی تو ہم یہ کہتے ہیں
 جمال لا الہ الا اللہ دیکھتا ہے وہ
 وہ اپنی سیر باطن سے جو نکلا سیر ظاہر کو

میں دل سے تم پہ ہوں شیدا محمد رسول اللہ
 میں قرباں تم پہ ہوں شابا محمد رسول اللہ
 محمد رسول اللہ محمد رسول اللہ
 کہ نور حق ہو تم آقا محمد رسول اللہ
 نہ پایا ایک بھی تم سا محمد رسول اللہ
 وہ دیکھے آپ کا جلوہ محمد رسول اللہ
 ہے جس کے آگے سینہ محمد رسول اللہ
 بنا الحمد للہ کیا محمد رسول اللہ

بھلا کیا شے ہے عوثی جو نمود و بود میں آئے
 یہ سب ہے آپ کا نقشہ محمد رسول اللہ



جلوہ دکھلاؤ خدا کے واسطے
بتا ہے، نکلتا ہے بڑی حسرت سے دم
انور دکھا دو رحمۃ للعالمین
پیر عشق احمد کی مجھے دیوانگی
روتے ہیں جان و دل جگر سب زار زار
نظر آنا نہیں سرکار کو منظور اگر

بے دلائل کو اب نہ تڑپاؤ خدا کے واسطے
مر رہا ہوں بس نہ ترساؤ خدا کے واسطے
بے کسوں پہ رحم اب کھاؤ خدا کے واسطے
عج کو غم خوارو نہ بہلاؤ خدا کے واسطے
میرے مولا اب نہ رلاؤ خدا کے واسطے
تو ہی رویا میں ہی آؤ خدا کے واسطے

دم نہ دے بے چین ہو کر یاس میں عوثی۔ کہیں
آج مولا جلوہ دکھاؤ خدا کے واسطے



او مبارک سونے والے خواب گاہ ناز کے
اک نظر ہم پر بھی ہم صدقے ترے انداز کے
جس نے دیکھا مجھ کو دیکھا اس نے حق کو بے گماں
ہاں اشارے ہیں یہ تیرے دیدہ غماز کے
دیکھ کر سدہ کے آگے حیرت رفت یا نبی
بول اٹھا جبریل میں صدقے تری پرواز کے
جان سے دل فدا ہیں سوختے سماں ترے
تنگ ہیں ہاتھوں سے گرچہ چرخ فتنہ ساز کے
حال دل ہم سے بھی سن لو رحمۃ للعالمین
ہم نے مانا سب کھلے پردے ہیں تم پر راز کے
نور سے تیرے ہوئی دونوں جہاں کی اجدا
انتہا پر ہوش گم صدقے ترے آغاز کے
اب ذرا حال غریباں دیکھ کر کہدے نعم
تاکہ کچھ تسکین ہو سننے سے تری آواز کے

جاتے ہیں تجھ کو ہم غلوت نشینی کو تری
پر کریں کیا قفل ڈالے تو نے منہ کو راز کے
شکر ہے رونے پہ میرے مسکرا کر یوں کہا
ڈھنگ ہیں خوشی - نالے تیرے سوز و ساز کے



دیکھا ہو جس نے آپ کو مولا وہ کیا کرے
کس نام سے حضور غلامِ الحجاز کرے
کیسے خطاب حق کو یہ بندہ ادا کرے
بندہ تمہیں حضور کہو کیا کہا کرے
بے نام کس طرح جتنے ہائے کیا کرے
میری زباں خدا کی زباں ہو خدا کرے

کس طرح سے پکارے تمہیں کیا کہا کرے
ناموں سے ہے حضور کہ قرآن مجرا ہوا
سب نام ہے حضور کہ حق کے کہے ہوئے
موقوف اک دو نام پہ حق نے کیا نہ خود
طاقت نہیں غلام جو مولا کا نام لے
و فنا رہوں جو محمد کا نام لوں

تن - آپ کا دل آپ کا ہے جان آپ کی
خوشی - کے پاس کیا ہے جو تم پر فدا کرے



تیری رحمت کے سوا ہم نہیں جینے والے
جو تیرے کوثرِ الفت کے ہیں پینے والے
اب جس کیسے تمہیں دیکھ کر جینے والے
رحمت احمد مرسل کے سینے والے

نظر اک ادھر بھی ، اُو دینے والے
جم کو کہیں خاطر میں وہ لاتے ہیں بھلا
واب میں بھی نہ نظر آئیں تو شابا یہ کہو
بحرِ غم سے نہیں ڈرتے ہیں فدائی ہم ہیں

شیخ اکبر کے تصدق سے طفیل احمد
آج عرفان کے خوشی - ہیں غزینے والے



صدقے ترے اور مرے آقلے مدینہ
اور سر نہیں بھرا ہے مرے سودائے مدینہ
کستا ہوں جگر تمام کے اے ہائے مدینہ
آرام میں جس جائے ہیں مولائے مدینہ
آنکھوں میں بسی ہے مری وہ جائے مدینہ
کیا پیارا تماشا ہے تماشاے مدینہ
دل میں لئے بھرتا ہوں تمنائے مدینہ
ہو پیش نظر روضہ مولائے مدینہ
کرتا ہوں طواف آنکھوں میں ہے جائے مدینہ
ہے جوش جنوں اور صحرائے مدینہ

بلوا کے دکھا نقشہ زیبائے مدینہ
ہر سانس میں ہر دم مرے احمد کی صدا ہے
اک لحظہ بھی دل کو نہیں کل جبرئی میں
جنت کو کروں طیبہ پہ سو بار تصدق
آتی ہے نظر آنکھ جدر پڑتی ہے میری
اللہ کی رحمت کے نظر آتے ہیں جلوے
نقشہ مری آنکھوں میں مدینے کا کھنچا ہے
ہوتا رہوں قربان میں سو شوق سے ہر دم
کعبہ میں مرا لطف ہے یہ دید کے قابل
آنکھوں سے میں چٹا ہوں بڑے شوق سے تن کے

اب غوثی - خستہ کی بہت خستہ ہے حالت
بلوالو اے اوشہ والائے مدینہ



میری نظروں میں ہے چہرہ ترا صورت تیری
سب میں مشور ہے مولائے رحمت تیری
نظر آتی ہے ہر اک چیز میں صورت تیری
عجب کو ہو جائے اگر خواب میں رویت تیری
حال پر میری جو ہو جائے عنایت تیری
کہ ستاتی ہے مجھے ہند میں فرقت تیری

دل میں میرے ہے ترا عشق محبت تیری
ہم غریبوں پہ ہو اللہ نظر رحمت کی
دونوں عالم میں ہر اک جائے ہے جلوا تیرا
جان و دل دونوں کروں میں تیرے قدموں پہ نثار
کام بن جائے دونوں عالم میں سراسر میرا
اب کرم کر کے مدینہ میں بلا پاس اپنے

ہے خب و روز یہ غوثی - کی تمنا اب تو
اس کو حاصل ہو کسی طرح زیارت تیری



ہر اک شے سے صورت کا نقشہ حیاں ہے
 نگاہوں میں دیدِ نبیؐ کا سماں ہے
 فدا روئے انور پہ سارا جہاں ہے
 عہدِ سا دونوں جہاں میں کہاں ہے
 کہ ہر ذرہ ذرہ میں جس کا نشان ہے
 یہ دل آپ کا ہے یہ آپ ہی کی جاں ہے
 ہمارا نبی شافعِ انس و جاں ہے

محمدؐ کا آنکھوں میں اپنے مکاں ہے
 تمنائے دیدار کیسی کہ ہر دم
 بھٹنے ہیں دو عالم کے دل گیسوؤں میں
 خدا کا تو ثانی نہیں کوئی لیکن
 ہم اس کے ہیں بندے ہم اس کی ہیں امت
 کریں کیا فدا آپ پر یا محمدؐ
 بھلا کس طرح ہو ہمیں خوفِ محشر

محمدؐ کو کیا جانتا ہے تو عرونی -
 میرا دین و ایمان میرا جانِ جاں ہے



گل شگفتہ میں گھٹا چھائی ہے
 باغِ طیبہ سے ہوا آئی ہے
 رخِ انور کی وہ زیبائی ہے
 جان اب لب پہ مرے آئی ہے
 جس کو تقدیر یہاں لائی ہے

خوب گلشن میں بہار آئی ہے
 غنچہ دل ہے شگفتہ میرا
 دیکھ کر جس کو خدا ہے شیدا
 بحرِ احمدؐ میں نکلتا ہے دم
 سیرِ جنت ہے اسے یثرب میں

سر سے طیبہ کو چلو اے عرونی -
 دل میں گر شوقِ جبیں سانی ہے



مدت میں کہیں اب مری تقدیر لڑی ہے
 دیوائے یہ مئے تو مری گھٹتی میں پڑی ہے
 صورتِ یہ مرے دل کے نگینے میں جڑی ہے

رویا میں نظر زلفِ محمدؐ پہ پڑی ہے
 کم مستیِ عشقِ نبویؐ ہوتی ہے واعظ؟
 تصویر سے کیا کام ہے عشاقِ نبیؐ کو

اٹا ہے مزہ جتنی کہ یہ چوٹ کڑی ہے
سرکار بھی ہیں موت بھی دولہن سی کھڑی ہے
واللہ یہ نایاب مرے دل کی کھڑی ہے

جو لذت الفت ہے مرے دل ہی سے پوچھو
دیکھو تو ذرا مرنا مرا عشقِ نبی میں
ہر سانس میں احمد کی صدا اُٹھتی ہے دل سے

جاں حقوثی۔ لے دی آج فقط عشقِ نبی میں
اتنی سی تو ہے بات مگر دھوم مٹی ہے



جو کچھ بھی ہے نبی کے روبرو ہے
تخلی یار کی ہی چار سو ہے
خدا کا شکر نکلی آرزو ہے
مرے مولا ترا جلوہ ہے تو ہے
وہ ہم میں ہے ہمارے روبرو ہے
یہ میرے یار کے بس ہو ہو ہے

خدا کے پاس کیا ہے ، ایک ہو ہے
انہی کے جلوے ہیں دونوں جہاں میں
احمد کو پردہ احمد میں۔ دیکھا
نہیں ہوں میں ، نہیں ہوں میں ، نہیں ہوں
نکلے یار کو اب دھونڈ کر ہم
محمد پر فدا سو جان سے میں

نہیں حقوثی کو ہستی اور انا۔ بھی
یہ نقشہ یار کا ہے ، رسم ہو ہے

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ (قرآن)



خدا جن پر ہے شیدا اُن کی الفت کا وسیلہ ہے
سلامت ہم کو حضرت کی خفاعت کا وسیلہ ہے
اسے کیا پوچھتے ہو اس کو حضرت کا وسیلہ ہے
اشارے سے کہوں حضرت سلامت کا وسیلہ ہے

جنابِ رحمتِ عالم کی رحمت کا وسیلہ ہے
عبادت کا وسیلہ زاہد و تم کو مبارک ہو
نکیریں آکے تربت میں مری یہ کہہ گئے واپس
جو حق بھی غلہ میں ہمراہ حضرت دیکھ کر پوچھے

میں بے پردا ہوں حقوثی۔ وقفہ سے دین و دنیا۔ کے
دو عالم میں مجھے شہ کی عنایت کا وسیلہ ہے

تو پھر غلام بھی اک شہر یار ہو جاے
ابھی سکونِ دل بے قرار ہو جاے
خدا کرے یہ کلیجے کے پار ہو جاے
تو جبریلِ ترب کر نثار ہو جاے
مہکِ رادھر بھی نسیم بہار ہو جاے
پکٹے ہی وہ درِ شاہوار ہو جاے
چمک کے وہ دیں غورشید وار ہو جاے
کہ جامِ ہستی کا یہ تار تار ہو جاے

جلوں میں آتشِ عشقِ نبی میں یوں خوئی -
جگر بھی سینہ بھی دل داغدار ہو جاے

جس طرف دیکھو اُسی کا نور ہے
سب خدائی میں نبی کا نور ہے
جلوہ احمدؑ ظہورِ نور ہے
جس لے دیکھا شہ کو وہ مسرور ہے
آپ جو کہہ دیں مجھے منظور ہے
کون کتا ہے شبِ دیہور ہے
دور ہے اس سے جو سمجھا دور ہے
آج پھر بے کلِ دل رہزور ہے
داغِ دل ہے یا چراغِ طور ہے
دل میں میرے غورشِ منصور ہے
آپ کا قرآن میں مذکور ہے

عاشقِ احمدؑ اے کہتے ہیں سب
آج کلِ خوئی - بہت مشہور ہے

آنکھ سے کب اس کا جلوہ دور ہے
جلوہ حق ہے محمدؐ کا ظہور
اب احدؑ کی دیکھنا رحمتِ تمام
آپ ہی کچھ اک نہیں ہیں جبریلؑ
اف کتا تھا خدا سراج میں
سف ہے دالیل ان کی زلف کا
پاس ہے وہ پاس سمجھے اُس کو جو
آگئیں کچھ یاد باتیں آپ کی
آتشِ عشقِ نبی میں ہے جلا
لب تک آئے وہ نہیں بخود ہوں میں -
حق کی باتیں ہیں زبانی آپ کی

عاشقِ احمدؑ اے کہتے ہیں سب
آج کلِ خوئی - بہت مشہور ہے

بڑی درد و غم کی جفا ہو رہی ہے
لو اب جان ۰۰ ندر خدا ہو رہی ہے
خدا سے بھی صلِ علیٰ ہو رہی ہے
نبی سے کچھ اب التجا ہو رہی ہے
اے دل پہ فریاد کیا ہو رہی ہے
بس اب مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ ہو رہی ہے
یہاں راقربؑ کی ندا ہو رہی ہے
مری جان تن سے جدا ہو رہی ہے

کھلا سر ہے ، ملتے ہیں لب ہاتھ اٹھے ہیں
وہ بیٹھے ہیں خوئیؑ - دعا ہو رہی ہے

ہپ دل میں اشک آنکھوں میں جینا محال ہے
اک دل کے ساتھ درد ہے ، غم ہے ، ملال ہے
جیتے ہیں ہم اگر تو سدا عرضِ حال ہے
چُپ چُپ کے خواب میں نبی ذوالجلال ہے
ہونا فدا ادب سے نبی پر کمال ہے
بے میم کہتے ہیں ، یہ کمر کی مثال ہے
خاک مزار تک بھی مری پائمال ہے
حُبِ نبیؐ غزانہ ہے ، لشکر ہے مال ہے
زاہد یہ مست عشقِ نبیؐ کو حلال ہے
دل ہے مرا سپرد تو جگر میرا ڈھال ہے
کھلتا نہیں یہ زلفِ محمدؐ کا جال ہے
نورِ خدا جیسے خدا کا جمال ہے

مصیبت یہ فرقت میں کیا ہو رہی ہے
میں ہوں نزع میں لب پہ یا مصطفیٰؐ ہے
زبان ملائک پہ موقوف کیا ہے
درِ پاک پر مل رہا ہوں میں - سر کو
یہ روضہ میں سوتے ہیں سر کاڑ چپ چپ
نکلتا ہے دم دید کی آرزو میں
ذرا سے میں واں ہو گئے عشقِ تھے موئیؑ
محمدؐ محمدؐ زباں پر ہے جاری

فرقت میں یا نبیؐ یہ مریضوں کا حال ہے
اب یا نبیؐ نہ پوچھئے کیا میرا حال ہے
مرتے ہیں ہم تو ساتھ تمہارا خیال ہے
اے درد دل یہ شورِ مدینہ میں ہاں ! ادب
حسرت کے او بھرے ہوئے دل دور دور سے
ناحق ہے بحثِ تیری کہ احمدؑ کو واعظا
حسرت سے عشقِ احمدؑ مرسل میں جان دی
ظاہر میں تنگدست ہوں باطن میں بادشاہ
کوثرِ حرام ہے ، جسے کیفِ نبیؐ نہ ہو
گمائل ہوں تیغِ ابروئے احمدؑ کا دیکھنا
شیرازہ دو جہان کی جلدوں کا کھل سکے
خوئیؑ ہزار جان سے کیونکر فدا نہ ہو



شوق دل اب سوئے محبوب خدا لے چل مجھے
 ٹھوکریں کھائے صبا بھی یوں اڑالے چل مجھے
 یا محمدؐ یا محمدؐ شوق میں کھتا رہوں
 اے جنوں ، عشق دیوانہ بنالے چل مجھے
 رات دن ہے بیخودی میں روئے احمدؑ کا خیال
 جزیہ عشق نبیؐ بنکر ہوا لے چل مجھے
 سارا رونا رو کے کھدوں گا حضورؐ پاک میں
 آرزوئے دل بگولہ سا بنالے چل مجھے
 خاک صحرائے مدینہ منہ پہ مل کر عجز سے
 رو کے مولاؑ کو مناؤں دعا لے چل مجھے
 سر بھی رکھوں ، تن بھی رکھوں ، نذر کھدوں جان تک
 اے تمنائے نبیؐ تو پرہ لگالے چل مجھے
 ہر قدم پر سجدہ شکرانہ طیبہ میں کروں
 اے مرے درد جگر کچھ تو ذرا لے چل مجھے
 اک طرف دل لوثا ہو ، اک طرف میں جان دوں
 اے مری مرگ مبارک تو ہی آ لے چل مجھے
 کل نہ آئے جز محمدؐ کے بڑے وہ بے کلی
 حسرت دیدار وہ بے کل بنالے چل مجھے
 گر نہ جاؤں سامنے سرکار کے ، ہوں بے قرار
 دیکھ اے بیتابی دل ، اب سنبھالے چل مجھے
 ہر درِ اقدس پہ رکھ کر سیدی راحمؑ کھوں
 درد دل اس دم سوئے نور خدا لے چل مجھے
 مرنے جائے حسرت دیدار میں غوثیؑ - کہیں
 اب تو جذبِ عشق سوئے مصطفیٰؐ لے چل مجھے

واجِئِلْ لِي نُورًا ۝ (حدیث)



بنا نور میں - مصطفیٰؐ کہتے کہتے
 پھروں عشق میں احدا کہتے کہتے
 سوا نام اقدس کے دل کو نہ کل ہو
 لپٹا ہے سینے سے وہ کہتے کہتے
 نہ تم نے خبر لی کبھی بے دلائل کی
 لکل جائے روح مقید نفس سے
 تمنا ترستی ہے ارماں ترپتے
 لحد میں جو آئے گی یاد محمدؐ
 بتاتا ہوں درد جگر کھول کر سب
 رانی میں ترپوں مدینہ میں جس دم
 اشارہ کروں حشر میں ہر قدم پر
 فراق محمدؐ میں شب بھر نہ سویا
 بلا حق سے صلّ علی کہتے کہتے
 مروں مصطفیٰؐ مصطفیٰؐ کہتے کہتے
 ترچا رہوں احدا کہتے کہتے
 مچلتا ہے دل حسرتا کہتے کہتے
 کوئی یا محمدؐ مرا کہتے کہتے
 دینے میں یا مصطفیٰؐ کہتے کہتے
 ہوئے چپ نبی ہم کو آ کہتے کہتے
 لکل آدگیا مرجبا کہتے کہتے
 اٹھو یا محمدؐ جانا کہتے کہتے
 لکل آئیں وہ کیا ہوا کہتے کہتے
 یہ دیکھو شفعہ وری کہتے کہتے
 سر ہو گئی مصطفیٰؐ کہتے کہتے

پڑھوں نعتِ معشر میں رک رک کے خوئیؒ
 خدا بھی کہے کیوں رکا کہتے کہتے



مُبَارک رُحمتِ عالم کے ہم دربار میں آئے
 بلکہ تھے نام پر جس کے اسی سرکار میں آئے
 دل شیدا وہ بھولا ہے ، نہیں جاے سماتا ہے
 خوشی یہ ہے کہ کوئے احمد مختار میں آئے
 کریں نفی نہ کیوں ہم بلبلوں سے نعتِ احمد میں
 کہ کس ارباب سے اس فردوس کے گلزار میں آئے
 گہنگارو برعمو اور صدقے ہو کر جمویاں بھر لو
 کہ ہم قسمت سے اپنی اس سخی سرکار میں آئے
 مرادیں آج منہ مانگی ملیں گی شاہِ عالم سے
 بڑی سرکار میں آئے بڑے دربار میں آئے
 اُٹھانا سرخ سے پردہ یا نبی اب جلوہ دکھلانا
 کہ دید حق کی لذتِ آپ کے دیدار میں آئے
 ادب نے رک گیا جب میں تو دی آواز حضرت نے
 کہاں ہے خوشی - خستہ ، کو دربار میں آئے

آمد حضورِ کوثر

جہاں میں اب وہ نورِ خالق کون و مکان آئے
 مبارک مومنوں کو بادشاہ دو جہاں آئے
 وہ آئے نور سے جن کے ہوئے دونوں جہاں روشن
 ظہورِ ذاتِ حق آئے نشانِ بے نشان آئے
 وہ آئے جن کے آئے کے لئے سب انبیاء آئے
 وہ آئے جن کے باعث بن کے یہ کون و مکان آئے
 وہ آئے جن کے آئے سے گئی ظلمتِ زمانے کی
 وہ ماحیِ کفر کے توحید کے وہ ضوئیاں آئے
 وہ آئے جن میں چھپ کر اور کھل کر اُن کا خالق تھا
 عجب سر نہاں آئے عجب رازِ حیاں آئے
 وہ آئے فلسفیانِ زمان ہیں جن کے ابجدِ خواں
 وہ عقلِ کل کے عقلِ کل وہ شاہِ نیکہ دال آئے
 وہ آئے جن کے پردائے میں گے عاشقانِ حق
 وہ شمعِ حق ، چراغِ نور ، جانِ عاشقان آئے
 جو تھے مقصود میں اول ، ظہورِ ذات میں آخر
 وہ نورِ حق ، بشر کی شکل میں با حُر و شال آئے
 بھکاری جن کے در کے ہوئے شاہانِ زمانہ بھی
 وہ سلطانوں کے سلیطان ، بادشاہِ اُس و جاں آئے
 وہ آئے جن کے آئے کی بشارت خود خدا نے دی
 جہاں میں رحمتِ للعالمین ، جانِ جہاں آئے
 محمد مصطفیٰ ، معشر میں جب آئے یہ نقلِ اٹھا
 گنگاروں کے حامی ، وہ خشیعِ حاصیاں آئے
 فدا کیوں اپنے مولا پر نہ ہوں سو جان سے حقانی
 مرے سرکارِ میری روح ، میرے نورِ جاں آئے



محمدؐ جس کو کہتے ہیں وہ جانا ہمارا ہے
ہماری زندگی موقوف ہے دیدارِ حضرت پر
ہماری آنکھ میں اس شاہدِ وحدت کا جلوہ ہے
صدا دیتا ہے ساقی ہمیں دے دیکے پیمانہ
ہمارے دل میں ہے جلوہ گن وہ صورتِ احمدؐ
اترا ہے کہیں نشہ سے حبِ محمدؐ کا
ہمیشہ مست رہتے ہیں شرابِ عشق پی پی کر
خدا کے واسطے آو ذرا اب خواب میں مولا
مجھے دربان لے رو کا جب کہا سرکلے ہنس کر

مدینہ جس کو کہتے ہیں وہ میخانہ ہمارا ہے
وہ شمع نورِ حق ہیں ، حالِ پروانہ ہمارا ہے
خدا کا شکر کعبہ آج بت خانہ ہمارا ہے
پیو تاحشر مستو دورِ پیمانہ ہمارا ہے
بمخالفہ کہ اب آباد ویرانہ ہمارا ہے
شرابِ عشق سے معمور میخانہ ہمارا ہے
مے حبِ نبی سے رنگِ مستانہ ہمارا ہے
منور کیجئے تاریک کاشانہ ہمارا ہے
اے آلے دو یہ غوثی ہے دیوانہ ہمارا ہے

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (قرآن)

رحمتِ عالم



محمدؐ رحمتہ للعالمین ہے
محمدؐ خاتمِ کلِ انبیاء ہے
محمدؐ جان ہے جانِ دو عالم
خدا رحمن ہے دونوں جہاں کا
محمدؐ کو بنا کر حق یہ بولا
محمدؐ کی عجب پیاری ہے صورت
محمدؐ یا محمدؐ یا محمدؐ
محمدؐ پر خدا سو جانِ غوثی -

محمدؐ بادشاہِ مرسلین ہے
محمدؐ نورِ ربُّ العالمین ہے
محمدؐ باحثِ دنیا و دیں ہے
محمدؐ رحمتہ للعالمین ہے
محمدؐ سا دو عالم میں نہیں ہے
کہ شیدا جس پہ صورتِ آفریں ہے
یہی وردِ دل و جانِ حزیں ہے
یہ اُس کا جانِ جاں ایماں و دیں ہے

سلام

سَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ (قرآن)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفْسَحُوا فِي الْمَجَالِسِ
فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَ إِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا
يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ
دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ (قرآن) ۲/۲۸

* سلام علی عبادہ الدین اصطفیٰ ۝

(آداب مجلس کی مناسبت سے) اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں
کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو خدا تم کو کشادگی بخشنے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے
ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان والے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا
ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔

۲/۲۸

حسب مذکور آیت سے بموقعہ سلام بحضور خیر الانام ”قیام“ یعنی کھڑے ہونے
کا جواز ثابت ہے (بدعت حسنہ)

سلام عربی

حضرت غلام مصطفیٰ عشقی کا مقبول و مشہور سلام چونکہ اس کتاب کی پچھلی اشاعت میں چھپ چکا ہے اسی لیے یہاں بھی بطور تبرک آغاز میں درج کیا گیا ہے، معنی مباد کہ موصوف حضرت مولانا صغوی شاہ کے حقیقی پھوپھا بھی ہیں۔ اور یہ سلام حضرت غلام مصطفیٰ عشقی صاحب کے بچپے دیوان "محامد محمدی" میں درج ہے جو اس وقت سالار جنگ میوزیم کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

يَا شَفِيعُ الْوَرَىٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ	يَا نَبِيَّ الْهُدَىٰ سَلَامٌ عَلَيْكَ
خاتم الانبيا سلام عليك	سيد الاصفيا سلام عليك
احمد ليس مثلك احد	مرحبا مرحبا سلام عليك
واجب حبك على المخلوق	يا حبيب العلي سلام عليك
اَعْظَمُ الْخَلْقِ اشرف الشرفا	افضل الازكيا سلام عليك
كشفت منك ظلمت الظلم	انت بدرالدجي سلام عليك
طالع منك كوكب العرفان	انت شمس الضحى سلام عليك
مهبط الوحي منزل القرآن	صاحب الاهتدا سلام عليك
انك مقصدي و ملجائي	انك مدعا سلام عليك
مطلبي يا حبيب ليس سواك	انت مطلوبنا سلام عليك
سیدی یا حبیبی مولائی	تو روحی فدا سلام عليك
هذا قول غلامك عشقي	منه يا مصطفى سلام عليك



ہماری جان ہے تم پر خدا سلام علیک
 ہمارا لیجئے صبح و مسا سلام علیک
 گناہگاروں کا کچھ ہو بھلا سلام علیک
 خدا کا پیارا ہے دولہا بنا سلام علیک
 تو کہہ کے آگیا باہر خدا سلام علیک
 زبان حق پہ ہے صلّی علیٰ سلام علیک
 خبر لو غوثی۔ کی مولا ذرا سلام علیک

دل حزیں کا ذرا لو شہا سلام علیک
 خدا کے پیارے شہ دوسرا سلام علیک
 او دو جہاں کی رحمت ادھر بھی نظر کرم
 چلے جو عرش پہ حضرت تو حوریں کتنی تھیں
 قریب پردہٴ عظمت کے پہنچے جب حضرت
 بنا کے آپ کو خود ، خود پہ ہو گیا مفتوں
 بلاو جلد کہ ہو بقرار کو تسکین



خدا کے نور او جان جہاں سلام علیک
 او اصل کُل و شہ مرسلان سلام علیک
 خبر غریبوں کی لینا میاں سلام علیک
 تمہارے دم سے ہیں روشن جہاں سلام علیک
 ذرا ہمیں نظر آنا میاں سلام علیک
 کہ مضطرب ہے دلِ عاصیاں سلام علیک
 ذرا ہمیں بھی سنا دو میاں سلام علیک
 تو ہی بتا کہ ہے تجھ سا کہاں سلام علیک
 جہاں کی جان ہو تم جان جہاں سلام علیک
 غلام پاتا یہ رتبہ کہاں سلام علیک

حضور سرور کون و مکال سلام علیک
 نبی تھے آپ ابھی آب و گل میں تھے آدم
 غلام دُور سے آئے ہیں دیکھنا شابا
 وعود پاک سے پہلے ہیں نمود میں سارے
 حضور آپ ہمیں دیکھتے ہیں صدقے ہم
 دکھادو چہرہ انور کو رحمتِ عالم
 ہمارا دین ہے دیتے ہو تم جواب سلام
 خدا نے کر کے نبوت کو ختم تجھ پر کہا
 حبیبِ حق بھی ہو محبوب حق بھی شان خدا
 بلایا غوثی۔ کو پاس اپنے سرفرازی کی

سلام بحضور جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

قتیلِ خنجر جو رو جفا سلام علیک
 او چاند بوسہ گہ مصطفیٰ ترا منہ ہے
 نبی کا پیارا جگر گوشہ بتول ہے تو
 او تو کہ سینے سے چملاتے تھے نبی تجھ کو
 سبق جہاں کو دیا تو لے استقامت کا
 کرشمہ کرتا اگر تو جہاں مٹا دیتا
 اس اختیار پہ یہ صبر اُف نہ کی منہ سے
 نہو اچھالا فلک والے کو جو دکھلانے
 حسینؑ غم تیری مظلومیت کا ہے سب کو
 تو ہی ہے سارے جوانانِ غلہ کا سردار
 ترے جمال کا اور ترے کتبہ کا صدقہ

نہ بھول غوثی۔ خستہ کو تیرے لطف کی خیر
 ترا غلام ہے تجھ پر فدا سلام علیک



شہ دوسرا لو ہے تم کو سلام
 او محبوبِ حق کے او پیارے خدا کے
 خدا کہہ رہا تھا یہ معراج کی شب
 بٹھالیں تمہیں دل میں آنکھوں میں اپنی
 روئے مبارک ہے حق جس پہ شیدا
 گل آیا پردہ سے اسری کی شبِ حق
 ادب سے کھڑا دست بستہ ہے غوثی۔

جیبِ خدا لو ہے تم کو سلام
 او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام
 دمرے مصطفیٰ لو ہے تم کو سلام
 ان اہوائوں کا لو ہے تم کو سلام
 دکھا دو ذرا لو ہے تم کو سلام
 یہ کہتا ہوا لو ہے تم کو سلام
 او دل کی دوا لو ہے تم کو سلام



تم کو اے پیارے نبی احمد مختار سلام
دلِ فدا صدقہ جگر جان ہے تم پر قرباں
لو خبر میرے دلِ زار کی حق کے پیارے
آبرو دونوں جہاں میں میری بس ہو جائے
اپ کے آبروئے خمدار لے مارا ہے اسے
لاکے تشریف ڈرا دیکھنیے حالتِ میری
رات دن بھیجتا ہے غوثی۔ یہ ہر بار درود

او شمشاہ دو عالم مرے سرکار سلام
او غریبوں کے فقیروں کے مددگار سلام
اب ستا ہے بہت ہجر کا آزار سلام
سو سلاموں میں تو لے لیجئے اک بار سلام
دلِ پر درد کا لو دین کے سردار سلام
یاس میں کتنی ہے یہ حسرت دیدار سلام
آپ پر یابی ہر بار ہے سو بار سلام

بادِ صبا

سلام (عرضِ حال)

پہنچا سلام بیکساں سُوئے شمشاہ اُم
لیکن بہت مجبور ہوں آلودہ رنج و الم
جینے کو یوں جیتا تو ہوں بھرتا ہوں بس آپ ہی کا دم
جالے کو ہے رنجِ رواں پہنچو شمشاہ اُم
پہلو میں دل کی جالے ہے اب تو مجسم ہو کے غم
جی جان سب کھوتا رہوں نکلے اسی حالت میں دم
مرنے کو مانی منتیں مولا پر اب دیتے ہیں دم
زخمی جگر سب ہو گیا ہے جان پر تیغِ الم
ہوتے ہیں کیا کیا کیا کہیں ہم پر نئے ہر دم ستم

سُن عرض اے بادِ صبا تجھ کو محمد کی قسم
کہہ دل بڑا مشتاق ہے دم بھر جدائی شاق ہے
جینے کی خواہش ہے کسے بے آپ کے کیا زندگی
اب تابِ فرقت کی کہاں ہیں جان و دل بے چین یاں
مولا کو میں کیا نظر دوں اب یا الہی کیا کروں
سرکار کو دیکھا کروں ہر دم فدا ہوتا رہوں
جینے کی کیا تدبیر ہو یاں منتیں ہیں موت کی
دل تیر غم سے چھد گیا چھلنی کلجے ہو گیا
حالت ہماری دیکھتے تشریف حضرت لائے

اُو سبز گنبد کے کلیں ، اُو بادشاہِ مرسلین
 اے شانِ تیری مرجا ، پڑھتا ہے حق صلیٰ علیٰ
 فریاد آہونے ہے کی کی ہے شکایت اونٹ لے
 موسیٰ نے اُنکی پرستی واپس لے کر انسی کی صدا
 چادر مبارک کی ادا ، صد مرجا صد مرجا
 تو باعثِ دنیا و دیں تو ہی ہے ختمِ المرسلین
 بیشک تو ظلِ نبیوں کا ہے تو نورِ حق بے مثل ہے
 ہونیکِ امت میں تیری رکھتے تھے خواہشِ انبیاء
 چلے جے جے جو چلے دے ، اللہ نے قدرت دی تجھے
 تو خاصِ حق کا نور ہے ، تجھ سے جہاں معمور ہے
 سب اونچے اونچے نیگیں لائے جہاں میں گونشاں
 تو تاب ہے قوسین کا منہ ہے تو بحرین کا
 بدرالدجی مولا ہے تو شمسِ الضحیٰ شایا ہے تو
 وحدت میں کثرت دیکھ لی کثرت میں وحدت دیکھ لی
 قطرہ میں دریا کا سماں دریا میں خطرے کی پھین
 تم جس گھڑی پیدا ہوئے شاہوں کے تخت اونڈے ہوئے
 ٹوٹی کمرِ شیطان کی ایوانِ کسریٰ بل گیا
 مونسِ غربیل کا ہے تو والیِ فقیروں کا ہے تو
 تجھ کو ستانے آئے جو ایمان بس لے آئے وہ
 بد ہو کوئی لکھ گر اُترا رہے گو اوج پر
 نہ صدرِ بدرِ حشر ہے ، تلخِ شفاعت تیرے سر
 شقائقِ تیری دید کے فرقت میں سب ہیں لوتے
 لکھوں پہ رکھ لیتے ہیں سب مستی میں آجاتے ہیں

او رحمۃ للعالمین اب بیکیوں پر ہو کرم
 چاروں طرف سے ہے صدا رومی فدا قربان ہم
 صدقِ رسالت پر ترے حیوانوں نے کھائی قسم
 یاں مَن رانی بر ملا اللہ سے فیضِ اتم
 یا اَیُّہَا الْمُدُّشِر کہتا ہے رَبِّ ذوالکرم
 تیری حیاتِ جاوداں کی حق بے کھائی قسم
 کیا مثلِ تیرا ہو سکے سائے کو ہے حکمِ عدم
 ہے نامِ اُنّت کا تری اس واسطے خیر الام
 کون و مکمل مولا مرے ہیں سب ترے زیرِ قلم
 گر تو نہ ہوتا کچھ نہ تھا تھے دو جہاں شکلِ عدم
 ہاں سب سے اونچا تم میاں لائے ہو وحدت کا علم
 مالک ہے تو کونین کا تو ہی تو ہے نورِ قدم
 اللہ کا پیارا ہے تو تو ہی ہے مصباحِ انظلم
 تجھ سے ہی تو ظاہر ہوئے عالم میں اسرارِ قدم
 تیرے سبب نازل ہوئے سینوں میں آیتِ حکم
 سب سر بہِ سجدہ گر پڑے کعبے میں تھے جتنے صنم
 اور مُشکر کا سجدہ کیا اللہ کو بیتِ الحرام
 ہاں سبزِ عالم ہے تو ، ہے آلِ تیری محرم
 اخلاق دیکھا جس نے بھی بندہ ہوا وہ بیدرم
 خیری محبت ہو نہ گر بدراہ ہے وہ بدشیم
 کوئی نبی پایا کہاں شایا ترا جاہ و حشم
 معمور کشتوں سے ترے ہے سب جہاں عرب و عجم
 آگے تمہارے نام کے ہیں اہلِ عالم دل سے غم

شاہوں سے ہاں بڑھکر ہیں وہ جو تیرے در کے خدم
 ہاں منکر و دوزخ مکاں کھاتے ہیں دل میں پیچ و خم
 حیوانوں سے بدتر ہیں وہ گمراہ ہیں وہ بدشیم
 ہیں سانپ اُمت کے تری مولا بڑا ہے ان کا ستم
 جب آپ رکھتے پاؤں کو اٹھ آتا تھا نقش قدم
 جاہل کے بیٹوں کو کیا زندہ بصد لطف و کرم
 لئے وسیلہ جب ترا اے سیدِ عالی ہم
 تیرا نہ ہو گر آسرا ملتا نہیں دارِ نعم
 تعریف تیری سدا قرآن میں ہے ہر جا رقم
 فی النار ملعونوں کو کر لے ہاتھ میں تیغ دو دم
 گو آپ پر معنی نہیں جو کچھ ہے حال درد و غم
 مضطر ہے قلب ناتواں یاد آپ کی ہے دم بہ دم
 رانیِ غلامک یا نبی بولوں میں ، تم کہدو نعم
 دل زار ہے ، نالائک جگر گریاں ہے بے حد چشمِ نم
 بیمار الفت کا ترے ہاں آگیا ہونٹوں پہ دم
 کیا ہو دکھادو شکل گر تسکین تو ہو کم سے کم
 یا مصطفیٰ یا مجتبیٰ یا ذوالکرم یا محشم

دل سے جو ہیں تجھ پر فدا ، ہیں وہ فرشتوں سے سوا
 ہے دو جہاں تجھ پر فدا ، از فرش تا عرشِ علّا
 تیرا ادب جن کو نہیں کرتے نہیں عظمت تیری
 دجال جھوٹے بنتے ہیں ، مہدی ، مسیحا اور نبی
 انساں کہیں کیسا تمہیں جس سے کہ پتھر موم ہوں
 چاہ اُنس میں تھوک کر کھارے کو میٹھا کر دیا
 آدم کو چھٹکارا ہوا ، اور خضر کو رستہ ملا
 طاعت عبادت سے ہو کیا تیرے وسیلہ کے سوا
 اس ایک عالم ہی میں کیا ہے عرش پر شہرہ ترا
 بس اب نکل گنبد سے آ ، او نور حق دستِ خدا
 حالت مری اچھی نہیں ، لیجے خبر یا شاہ دیں
 ہاں بادشاہِ دو جہاں لیجے خبر جاتی ہے جاں
 تشریف لاو خواب میں تسکینِ دلِ غمگین کو دو
 جینے سے بس اب تنگ ہوں فرقت میں بس بے چین ہوں
 گر اب نہ ہو تیری نظر ہوگی بہت حالتِ بتر
 دیری ہو بلوانے میں گر مولا کہیں جاؤں نہ مر
 کر اس پہ رحمت کی نگہ غوثی ہے تیرا بے نوا

مسدس

ولا خمسہ الا هو سادسہم

○

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

گردِ روضہ کے ترے پھرتے ہیں سودائی ہیں تیری جال سے چٹ جاتے ہیں شیدائی ہیں
 دل دیوانے میں ارمان چھین سائی ہیں کیا تماشا ہے ترے در کے تماشاں ہیں
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

خیرِ غم کی . ہمیں وہ ساقی فحشاء دے کچھ تو صدقہ ہمیں اے جلوۂ جانانہ دے
 اپنے ہاتھوں سے چھلکتا ہوا پیمانہ دے دے ترے صدقے دوائے دل دیوانہ دے
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

کوئی تم سا نہیں عالم میں وہ یکتا تم ہو صورت بندہ میں آئے ہو وہ مولا تم ہو
 احاطہ جلتے ہیں . نور خدا کا تم ہو اور کس پردہ میں کیا جلتے کیا کیا تم ہو
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

انبیا جاتے تجھے دیکھ کہ کیا کیا ہوتے میرے مولا ترے بیمار مسیحا ہوتے
 بننے دیوانے جو عشق زلیخا ہوتے آرنی چھوڑ کے یہ کہتے جو مولیٰ ہوتے
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

وہ بھی اک تھے کہ تمہیں دیکھ کے جیتے تھے میاں انکی تم روح رواں اُن کے تھے تم تب و توان
 ایک ہم بھی ہیں کہ دن رات ہے بس آہ و فغاں تم نہ دیکھو تو بتائیں کہ ہم درد نہاں
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

گو ہیں بد بکھر . مگر بندہ سرکار ہیں ہم ہے گنگار بھی تو تیرے گنگار ہیں ہم
 ہم کو رسوا نہ کرو . ہاں جگر افکار ہیں ہم تیرے ہر حال میں اے سید امداد ہیں ہم
 او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

چھوڑے گر تو بتا کون سنبھالے ہم کو
گیوؤں میں لے چھا گیسوؤں والے ہم کو
کریا ہے ہمیں اپنا تو نبھالے ہم کو
کلی والے کہیں، کلی میں چھپالے ہم کو

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

تیرے رستے کی ہوا کھائی اُس کی خاطر
تیرے روئے کی ہوا کھائی ہے اُس کی خاطر
تیرے کوپے کی ہوا کھائی ہے اُس کی خاطر
تیرے پردے کی ہوا کھائی ہے اُس کی خاطر

او مدینے کے مولا ادھر دیکھنا

او ہمارے دل و دیں، اور دل و جاں کے مختار
تیرے صدقے تیرے قربان دکھا اب دیدار
آج تو خوبی کی سن جلوہ دکھادے اک بار
تیری صورت کے تصدیق تیری آنکھوں کے نثار

او مدینے کے ادھر دیکھنا

ہم غریبوں کو بھی اک نظر دیکھنا

○

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھالو میاں

اب تو سرکار کے دیدار سے ہم جیتے ہیں
کچھ نہ سیرِ گل و گلزار سے ہم جیتے ہیں
آپ کے لطف سے اور پیار سے ہم جیتے ہیں
آپ کے جلوہ رخسار سے ہم جیتے ہیں

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تیرے دیدار کو مدت سے ترستے تھے ہم
روز و شب دھن تھی تری دھیان تھا تیرا ہر دم
تیری فرقت میں یہ ہمارا تھا قلب پر غم
تو نہ دیکھے تو بتائیں کہے ہم رنج و الم

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تم جو چھوڑو گے ہمیں، ہم نہ تمہیں چھوڑیں گے
رشتہ الفت کا نہ ہم تم سے کبھی توڑیں گے
ہم سے تم موڑو گے منہ ہم نہ کبھی موڑینگے
تم نہ جوڑو گے تو ہم آپ اُسے جوڑیں گے

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

ہم نے عالم میں تو کوئی نہیں دیکھا تم سا بات پائی نہ کسی اور میں ایسی والد
سادگی پر تری یہ رنگ ہے ائے شانِ خدا دل تصدق کوئی کرتا ہے کوئی جانِ فردا
ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں

تم ہمارے ہو، ہمارے ہو، ہمارے سرکار ہم تمہارے ہیں، تمہارے ہیں، تمہارے سرکار
تم پہ قربان ہے غوثی مرے پیارے سرکار تم نے سب بگڑے ہوئے کام منواریے سرکار

ذرا دامن میں ہم کو چھپالو میاں
ہم تمہارے ہیں ہم کو نبھالو میاں



اظہارِ احوال

میرے وہمِ دہمِ دہم نے مارا مجھے

میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے

سب ملک ہے ملوک ہے عالم ان کا ان کی قوت سے ہر اک شے کو ہے جہشِ والد
اے ہی فیضِ صفت کا ہے جاں میں جلوہ ان کی ہستی کا ہے عالم میں نظارہ سارا

میرے وہمِ دہم نے مارا مجھے

میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے

میرے پاس تھا کہیں اس کو نہیں جانتا تھا نفسِ سرکش یہ مری بات نہیں مانتا تھا
سہر کوپے کی میں اس کے لئے چھانتا تھا سر سے پانک تھا وہی میں نہیں پہچانتا تھا

میرے وہمِ دہم نے مارا مجھے

میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے

کے نظروں میں وہ پوشیدہ ہوا کرتا تھا ہر طرف دھونڈتا میں اس کو پھرا کرتا تھا
نہ دن شور و فغاں آہِ دُکا کرتا تھا تمہاری جاں میں وہ میں جس پہ مرا کرتا تھا

میرے وہمِ دوئی نے مارا مجھے
 میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے
 درد والا مرے رونے پہ ترپ جاتا ہے
 رات دن ہجر میں رونا ہی مجھے آتا ہے
 سگ دل بھی مرا غم دیکھ کے غم کھاتا ہے
 جان میں رہ کے مری وہ مجھے تر پاتا ہے
 میرے وہمِ دوئی نے مارا مجھے
 میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے
 آخر اک روز مجھے اہل خبر نے دیکھا
 کان میں میرے کچھ آہستہ سے پھر اس نے کہا
 میرے وہمِ دوئی نے مارا مجھے
 میرے اچھے پیا سے چڑایا مجھے
 پھر تو بیسانہ غوثی مرے منہ سے نکلا

○

مسدس بر غزل مشہور و مقبول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز المستخلص بہ قدس
 مرجا شاہ رسل اے وہ نبیوں کے نبی
 مرجا صلِ اعلیٰ کتا ہے حق بو العجبی
 مرجا عاشق و معشوق خدا ذوالجہی
 مرجا روجی فدا ہاشی و مطلبی
 مرجا سید سکتی مدنی العربی
 دل و جاں با و ہدایت چہ عجب خوش نعتی
 بزمِ خوباں میں کلیسا میں پھر ادیر و حرم
 تم سا پایا نہیں سب دعوئدا ہے دونوں عالم
 بلخ و صحرا کئے طے چھان دیا عرب و عجم
 صورت اللہ کی کسوں یا کہ پکاروں اکدم
 من بے دل بہ جمالِ تو عجب حیرانم
 اللہ اللہ چہ جمالت بدیں بوالعجبی
 ہمسری کا کوئی کیا کر سکے ان کی دعویٰ
 آپ کا نور ہے خودشید و جہاں میں سارا
 کہیں بٹ جائے رخِ پاک سے پردہ جو ذرا
 اپنی کہنے پر سے قریب اٹھیں موسیٰ
 نسبت نیست بذات تو بنی آدم را
 برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسب

وجہ کا اُس کی بیاں کیا ہو مرا کیا مقدور رحمتِ العالمین اتنا تو کسودنگا میں ضرور
تھا غلاموں سے چھپے رہنا نہ منظور حضورؐ دیکھیں تا بندے بھی اللہ کے اللہ کا نور
ذاتِ پاک تو دریں ملکِ عرب کردِ ظہور

زِ اں سبب آمدہ قراں بربانِ عربی
سُرمۂ اہلِ نظر آپ کے کوچ کی ہے خاک انبیاء کہتے ہیں خوش ہو کے وہ شاہِ لو لاک
کوئی کیا جانے خدا جانے وہ ہے ربّہ پاک چشمِ بددور مبارک ہو وہ جانا بیباک
شبِ معراجِ عروج تو گذشت از افلاک
بمقامے کہ رسیدی نہ رسد پہنچِ نبیؐ

ہر زمانِ دردِ جدائی سے ہے حالتِ ابتر اور ہے نامِ خدا نامِ محمدؐ لب پر
نام پر آپ کے قربان ہیں سب جن و بشر اے خدائی کے سبب شافعِ روزِ محشر
چشمِ رحمتِ بکشا سوئے من اندازِ نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبیؐ

بعد اللہ کہ ہو آپؐ نبیؐ اکرم ہو سکے کس سے بیاں وصف کرے کون رقم
نام کے سنتے ہی غصا ہو کے ہے سجدہ میں قلم میرا منہ کیا ہے گنگنا ہوں سر میرا ہے خم
نہستے خود بہ سگتِ کردم بہ بس مُنفعلمؐ

زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

کیوں ہوا آپ پہ ہو دیں نہ بھلا خاص و عام چالِ اعجازِ تمہاری ہے تو شیریں ہے کلام
مہر کو روشنی دی نبیوںؐ کے برائے ہیں کام ذرّہ جلوہ رخِ پاتا ہے یہ ماہِ تمام

نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

ز اں شدہ شہرہ آفاق بہ شیریں رطبی

عمر سب کٹ گئی عصیاں میں ہماری والدہ خُم سرِ عجز ہے سر پر ہے دھرا بارِ گناہ
حالی خستہ ہے گناہوں کے سبب ہم ہیں تباہ آپ حامی ہیں گناہگاروں کے اب دیکھیے پناہ
عاصیاتِ زِ شانِ نیکی اعمالِ مخواہ

سوئے شانِ روئے خفاقت بکنِ زبے سببی

بچنے جاتے ہیں دوعالم، کرو گیسو کو دراز جز تمہارے نہیں کوئی بھی ہمارا دم سناں
اک نظر لطف کی محبوبِ خدا ہو ممتاز اشک ریزاں ہیں جگرِ تفتہ بصد آہ و گداز
بر درِ فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز

روی و شامی و ہندی، یمنی و حلبی

آنکھیں پتھرا گئیں دم لب پہ ہے گھبراتا ہے جی اب مسیحا کرو جلد رسولِ عربی
آپ کے بحر میں حالت ہے بہت بگڑی ہوئی دیکھ کر عوثی کی یہ حد سے بڑھی بنیابی
ستیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوئے تو تقدسی پئے درماں طلبی

رُبَاعِیَات

اَلَا هُوَ رَابِعُهُمْ

جب گنجِ خفی سے نورِ معنی نکلا اللہ نے نام اس کا محمد رکھا
لئے صلی علی ظاہر و باطن عوثی سب نور محمد ہے یہ اللہ اللہ

یہ نور نبیؐ نورِ خدا ہے واللہ جو دیکھتا ہے کتا ہے اللہ اللہ
کیا شانِ خدا شانِ نبیؐ ہے عوثی اللہ کی زباں سے بھی ہے سبحان اللہ

ط
ٹھریاں
لَحْنُ الْقَوْلِ
نکاتِ معراج



تم کو ہوتی معراج محمدؐ اٹھ گئے پردے آج محمدؐ
دید کو اپنی حق نے بلایا بشتا جگ کا تاج محمدؐ
ترے کارن جگ کو بنایا ترے سب محتاج محمدؐ
حشر میں ہم کو بھول نہ جانا رکھنا ہماری لاج محمدؐ
راجہ پرچا داس میں ترے تم سب کے مہاراج محمدؐ
ترست آنکھیاں کڑس کو ترے دیکھنے درشن آج محمدؐ
غوثی تیرے در کا جوگی رکھو اس کی لاج محمدؐ

نور کی کملی



ٹھری کلمیا میں نور محمدؐ ٹھری کلمیا میں نور

ٹھری کلمیا کو جو کوئی دیکھے وہ جلوۂ طورؐ محمدؐ
بھید کلمیا کا کوئی نہ سمجھا کملی کو معمولی کنگؐ دیکھا
بھید کلمیا کا جو کوئی پایا ہو کے بے خود یہ چچ کے بولا

ٹھری کلمیا میں نور محمدؐ ٹھری کلمیا میں نور

کملی کو نور کی کنگؐ سمجھو اور ہنسنے والے کو نور ہی دیکھو
رازیٰ خدائی اس میں ڈھونڈو دیکھنے والے سے دیکھو کے بولو

ٹھری، کلمیا، نور محمدؐ ٹھری، کلمیا میں نور

اپنی کلیا میں ہم کو بھی لے لو آپ کہ ہم ہیں ہم کو نہ چھوڑو
گرچہ برے ہیں پیار سے دیکھو عوثی کو اپنے مولا نہ بھولو
تمری کلیا میں نور محمد تمری کلیا میں نور

ٹھمری نسبت محمدی^ط

بکی ری مسکھی میں محمد ناقل
محمد ناقل میں صدقہ جاقل
کوئی کسی کے کوئی کی کے
جی سے اُن کے واری جاقل
دو جگ ان کے دم کا اجالا
اپنا یہی ہے رُھکانا ٹھاقل
کوئی نہ ہونا محمد ہونا عوثی پیار اپنا ہے یہ جینا
دو جگ میں بس ان کی چھاقل

جگ کا اجالا

ناقل محمد کے جاقل بلکاری نور کی صورت چھب پیاری پیاری
جگ کا اجالا حق کا پیارا جی سے گنتی اُس پر واری
بتیاں ہے واکل میٹھی میٹھی نیناں ریلی اور مستواری
بھولی صورت پیاری صورت مدد بدھ چھینت ہماری ساری
بابائے پکڑکر بھول نہ جانا میں تو کہاتی ہوں چیری تھاری
اللہ والا مولا والا عوثی پیار کے جاقل میں واری

۹ مَن مَوہِن



مَن مَوہِنُ ہے رِجیا رِجھِنٹ ہے ، وہ جاے نِجریا ملاوت ہے
 وہ کاہے کلیا اُورھت ہے ، جو محمد ناؤں کھاوت ہے
 کہلاتا ہے کلُ جگُ کا داتا ، سب بولت ہیں اللہ والا
 سب جگ کو یہ کلمہ پڑھاوت ہے بیکُنھ کی راہ بتاوت ہے
 کھ بانسری نِحن اَقَرَب کی واکِ بتیاں ہیں سگری پیت بھری
 جن دیکھت میں سُدھ بَدھ بَسری کا مَوہنی رُوپ دکھاوت ہے
 مازاغ کا سرمہ نینوں میں ، وَاللّٰہُ کا لکھا زلفوں میں
 کلمہ کا ترانہ باتوں میں ، اپنے میں پیا کو بتاوت ہے
 بھولا ہے وہ اپنے آپے کو دکھلاتا پیا ہی پیا کو ہے وہ
 وہ چال ہے اس کی مَصَلِ علی جو خدا کو بھی اپنے بُھاوت ہے
 کہیں بات کھری نہیں اب تو سکھی سب بھول رہت پیا کی دُگری
 اب ایک اُمی کی تھوکت ہے ، جو جگت کو نجات دلاوت ہے
 چلو سیں دھریں واکِ نِپیاں پر تن من کو یہ واریں بتیاں پر
 جی جان کو واریں نیناں پر کا ہر میں ہر کو دکھاوت ہے
 واکا درس ہی مَوہ جینا ہے ، واکا چھینا ہی مورا مرنا ہے
 اب کاہے کروں کت جاؤں رِکھی کہیں چھین نہ جی کو آوت ہے
 کا عوثی پیا کو پوچھت ہو ، اب اپنے میں آپ رہت ہے وہ
 سب جگ میں پیا کو دیکھت ہے ، اور جیو میں پُو کو رِماوت ہے

معارف

تَرَىٰ أَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ

رُبَاعی

کیا ہے یہ جہاں کا راز معلوم ہوا سب رمز نیاز و ناز ، معلوم ہوا
نسبت ہوئی جب علم حقیقی سے مجھے معلوم نہیں ، کا راز ، معلوم ہوا



میں ہوں سرِّ حقیقت لامکاں ہے خاص گھر میرا
 مگر ہے عشق میں اس وقت پھیرا در بدر میرا
 دو عالم ہوں ، دو عالم میں ، ہوں دو عالم پہ چھایا ہوں
 میں بہم جا ہوں ، ہر اک صورت ہر اک جا ہے گزر میرا
 مرے اجمال کی تفصیل ہے سب دونوں عالم میں
 کہیں سورج میرا جلوہ کہیں نقشہ قمر میرا
 تماشہ ہوں تماشے میں ہوں اور خود ہوں تماشہ گر
 میں - خود ہی دنگ رہتا ہوں تماشہ دیکھ کر میرا
 حقیقت میں حقیقت میری کیا ہے اک حقیقت ہے
 ادھر بے چوٹی ہے نقشہ ہے باچوٹی ادھر میرا
 میں - لفظ کُن ہوں اور پھر لفظ کُن کی خود حقیقت ہوں
 میں - صورت سرزدی ہوں شور ہے آٹھوں پہر میرا
 کوئی آگہ نہیں اسرار سے میرے حقیقت میں
 جو دیکھی شکل و صورت نام رکھا ہے بشر میرا
 حقائق میں نہیں باتیں مری تقلید کی رو سے
 محقق ہوں حقیقت کے بیاں میں ہے ہنر میرا
 جسے چشم خدا ہیں ہو ، حقیقت کو مری دیکھے
 صاحب ہوں خدا کا غلطہ ہے اوج پر میرا
 محو ہوں کہیں شکل عرب میں عین رب ہو کر
 کہیں تفصیل میں ہے حال پھر شکل دگر میرا
 نہیں ہوں میں نہیں ہوں کچھ نہیں مجھ میں - نہیں ہوں میں -
 جو کچھ ہے بس وہی ہے نام ہے غوثی - مگر میرا



فاش اُس کا راز آخر ہو گیا وہ - مری صورت سے ظاہر ہو گیا
 ہم وہ اور وہ ہم بنے بے انقلاب ہم میں اُن میں سرسبز نادر ہو گیا
 میرے معنی میں وہی تھا باطناً اب میں اُس معنی کا ابھر ہو گیا
 عیسیٰ میں بن کے مرآت وجود اپنے جانے سے میں باہر ہو گیا
 کہتے ہیں مُسلم - مجھے کافر تمام کہتے ہیں مُسلم کہ کافر ہو گیا
 تیرے قرباں ساقیا آباد رہ نشہ لیا بیٹے ہی ساغر ہو گیا
 کھو گیا میں - کھو گیا میں - کھو گیا وہ - ہاں باطن وہ ہی ظاہر ہو گیا
 رب ہی ٹھہرا میں - نہ عوثی - عبد ہی کیا کہوں آخر میں کیا پھر ہو گیا



مری ہستی کا مجھے وہم تھا کوئی پردہ اس کے سوا نہ تھا
 مرا یاد تھا میرے ساتھ گوہ میں خدا نہ تھا وہ جدا نہ تھا
 مری یاد ہی سے یہ بُود تھی مجھے یاد ہی سے نمود تھی
 وہی جلوہ گر تھا وجود میں کسی دوسرے کا پتہ نہ تھا
 میں - غریق بحر وجود تھا مجھے اُس سے اُس کا شہود تھا
 مگر اپنی ہستی کے وہم سے میں جدا تھا اُس سے ملا نہ تھا
 مجھے کھو گیا میری غودی لے خود مجھے مارا میرے ہی وہم نے
 وہ چھپا ہوا تھا مجھی میں ہی ، مگر اس طرح کہ چھپا نہ تھا
 میں انہیں کی آنکھوں میں رہتا تھا ، میری آنکھوں میں وہ سملے تھے
 نہیں وہ ہی اُن میں سملے تھے کہوں کیا کہ کیا تھا میں کیا نہ تھا
 سزا تن نہیں مرا دل ہے ، یہ مرا دل نہیں ، مری جاں ہے یہ
 مری جاں نہیں کوئی اور ہے ، مجھے اس کا راز کھلا نہ تھا

بیادِ حشر

کہا میں نے پاس ہی رہ کے تم رہے دور اتنا تو یوں کہا
تو مرا ہے اب تو تر ہوں میں تو مرا نہ تھا میں تر نہ تھا
میں تھا اپنے بننے سے پہلے واں کہ نہ پہنچے عقل و گماں جہاں
تھا کسی کے علم میں میں مگر یہ تھا رہنا گویا کہ تھا نہ تھا
میں وہی ہوں غوثی بے نشان کہ وہ بانٹاں ہے مرا نشان
وہ ملا تو خود کا پتہ چلا ، مرا مجھ کو خود ہی پتہ نہ تھا



جب کچھ آئینے کی حیرت کا تماشا دیکھا
تو نے جس شکل سے جلوہ کیا ویرا دیکھا
جب سے اس عالم فانی کا تماشا دیکھا
کیا یہ کانوں نے سنا آنکھوں نے کیا کیا دیکھا
دیکھا دیکھا میری جاں بات کا سرور دیکھا
جس طرف آنکھ اٹھی یار کا جلوہ دیکھا

میں نے جو آئینے میں اپنا تجلّا دیکھا
مجھ سے چھپتا ہے تو کیا ہاں تجھے دیکھا دیکھا
رات دن صفحہ ہستی کا مٹاتا ہوں نقش
محو ایسا ہوں کہ مجھ کو نہیں خود اپنی خبر
ہم سے نظروں میں وہ کہتے ہیں کہ ہم تم اک ہیں
مجھ کو ساقی نے پلایا ہے وہ ساغر غوثی



جانِ جاں دل کو ہمارے کرتے ہو تداوج کیا
جب دکھانا ہے تمہیں جلوہ تو کل کیا آج کیا
دیکھنے والوں کو تیرے تب وعدوں کی کہاں
جڑ تمہاری دید کے ہاں کام کیا ہے کلج کیا
یہ کہو کس کو نکالا پاس سے جب ساتھ ہو
ملکِ اطلاقی سے تم نے ہے کیا اخراج کیا

ایک بیٹی ، ایک دانی جس کا شیوہ ہو گیا
 آنکھوں میں پھر اُس کی تداوی ہے کیا اور راج کیا
 جب کہ ہم کچھ تھے تو اپنی لاج اُن کے ہاتھ تھی
 ہم ہی جب ٹھہرے نہ کچھ تو پھر ہماری لاج کیا
 لم یدلہ ٹھہرا وہ - جب ہم لم یکن شیاء ہوئے
 قل موالدہ احدہ ہے نطفۃ امواج کیا
 شاہ غوثی ، ہے فقیری بھیس اب ہم کو پسند
 بس ہمیں فرشِ زمین کافی ہے تخت و تاج کیا



مرے دل میں تم آئے دل کو میرے شاد کر ڈالا
 رہو آباد تم ، تم نے مجھے آباد کر ڈالا
 خودی میں مر رہا تھا ، دُور تھا اپنی حقیقت سے
 چھڑایا کیا مجھے خود سے ، مجھے آزاد کر ڈالا
 تمہارے ہاتھ مردِ بیٹا ہے کیا؟ اک زندگانی ہے
 ہوا آباد وہ ، تم نے جسے برباد کر ڈالا
 میں کیا تھا ایک صورت جس میں جان و دل نہ تن کچھ بھی
 مری صورت میں کیا آئے مجھے آباد کر ڈالا
 بڑی بندہ نوازی کی پڑا احسان کیا تم نے
 جو بھولے سے بھی ہم بھولے ہوؤں کو یاد کر ڈالا
 دیا ایمان اور ایمان لائے تھے ہم جن پر اُن کو بھی
 ہمیں تو آپ نے آباد ہی آباد کر ڈالا
 نظر کیا مل گئی غوثی - کو وارفتہ کیا تم نے
 میں صدقے آنکھوں آنکھوں ہی میں کیا ارشاد کر ڈالا

اسرارِ خودی



تُو نکل کے خود سے خودی میں آ، تو خودی میں اپنی خدا کو پا
 تُو خدا کی ذات کا آئینہ ہے، نکال رنگِ خودی ذرا
 تُو جے سمجھتا ہے یہ خودی، یہ خودی حقیقی خودی نہیں
 تُو خودی کو سمجھے گا جس گھڑی، تُو ملے گا تجھے کو ترا خدا
 تُو خودی سے پہلے گزر تری، کہ خودی ملے تجھے سرحدی
 تُو خودی سے خود نہیں آشنا، تُو خودی کا اپنی پتہ لگا
 نہ سمجھ کہ تیرا گزر فقط، تہ آسمان بہ زمین ہے
 کہ تُو شہسوار ہے روح کا، کہیں عرش سے بھی پرے تو جا
 نہ تُو خود کو جسم فقط سمجھ، نہ تُو دل سمجھ، نہ تُو جاں سمجھ
 ہے کسی کا نقش خیال تو، ہے کسی حسین کا تو آئینہ
 تُو خلاصہ دو جہان ہے کسی ملے نشان کا نشان ہے
 تُو ہی سرِ کون و مکان ہے تُو خودی کو اپنی سمجھ ذرا
 نظر آنے میں تو کچھ اور ہے نظر نہیں میں کچھ اور ہے
 ہے کسی کا نقشِ طلسم تُو، ہے فُوس کسی کی نگاہ کا
 تُو خودی رسیدہ کو پا کہیں تُو خودی کے لینے کو گر کہیں
 تُو اگر نہ خود کو گرائے گا، تُو خودی ملے گی نہ ہی خدا
 نہ سمجھ کہ ہوگا تُو خود خدا، کہیں خود کو بھی ہے وہ بھولتا
 مگر اتنا پیش نظر تُو رکھ، کہ نہیں تُو اس سے کبھی جدا
 نہ تُو ترک طلب میں بڑھے ہی جا، کہ ملے تجھے ترا دعا
 تُو یہاں تک آ کہ کھلے تجھے، کہ تو کیا ہے اور خدا ہے کیا
 تُو نہ پوچھ حقوثی کا ماجرا، کہ ملا کے خود کو وہ کیا ہوا
 جو خودی مٹی تو ملی خودی، جو خودی ملی تو خدا ملا

خودی میں بے خودی



خود تماشا بنی بنا خود ہی تماشا ہو گیا
آپ ہی بندہ نما اور آپ مولا ہو گیا
ہر تعین میں رِزالا رنگ میرا ہو گیا
جو نہ تھا کچھ بھی وہ سب مجھ سے ہویدا ہو گیا
میری غیریت کا ہر اک صورت کو دھوکا ہو گیا
میری یہ بے پردگی خود ایک پردہ ہو گیا
خود ہی پھر کثرت میں وحدت کا معہ ہو گیا
صورت غوثی۔ کہیں عرفان والا ہو گیا

میں خود کو کہ۔ میں اپنے میں کیا کیا ہو گیا
میں خود کو دیکھتا ہوں، خود کا خود ہوں آئینہ
میری شانیں ہیں، میرے روپ، میرے طور ہیں
سیلا ہوں کہ مجھ سے ہے جہاں کی سب نمود
خیالی صورتیں ہیں، ایک ہوں میں ایک ہوں
جو اس کے کہ میں ہی سب میں ظاہر ہوں مگر
کو ہر ہر آئینہ میں۔ دیکھتا ہوں میں الگ
ما نامحرم کہیں رہتا ہوں۔ میں جلوہ فرا



میں آنکھ والوں سے پوچھا کرو تم
کبھی خود کو بھی دیکھا بھالا کرو تم
ذرا آپ اپنے میں سوچا کرو تم
کبھی آنکھ اٹھا کر تو دیکھا کرو تم
مگر اُن کو اپنے میں پایا کرو تم
وہاں جالے کا آج سودا کرو تم
کوئی اس سے ظاہر ہے دیکھا کرو تم
حقیقت کو ہر اک کی سمجھا کرو تم

بی میں کسی کو ٹولا کرو تم
ا آگئے، آگئے کیسے؟ کیا ہو؟
صورت ہے کیا؟ کس نے صورت بنائی
یہ سخنِ اقرب کا ہے جاں میں جلوہ؟
با تم ہو وہ، اور وہ، تم نہیں ہو
ا کون پھر آئے گا، آگئے بس
تم سمجھتے ہو وہ، وہی کب ہے
اور شہد اک نہیں، ایک ہے میں

ذرا کُسنّا" کا تماشا کرو تم
حقیقت کا ہر جا نظارہ کرو تم
میاں نور کو اس میں دیکھا کرو تم
کھرے اور کھوٹے کو پرکھا کرو تم
انہیں شکل غوثی۔ میں دیکھا کرو تم

لفظ لن ترانی سے مایوس کیوں ہو
کسی آنکھ والے سے بینائی لے کر
یہ عالم ہے کیا ؟ سینا یار کا ہے
تم اس میں ہو بیشک وہ تم میں ہے لیکن
پھر اپنی صورت میں دیکھو گے لیکن



کونسی جا ہے جہاں مولا۔ نہیں
کیا بتائیں ہم میں کیا ہے کیا نہیں
بولے وہ بھی تجھ میں کچھ تیرا نہیں
کون ہے بندے میں گر مولا نہیں
دیدہ نادیدہ ہے ، یہ دیدا نہیں
گرچہ بندہ بندہ ہے ، مولا نہیں
تجھ کو ظالم دیدہ عینا نہیں
اب یہ وہ بندہ ہے ، وہ بندہ نہیں
کہتے ہیں وہ دیکھ اگر دیکھا نہیں
اب یہاں مولا ہی ہے بندہ نہیں
پھر نہ کہنا ہم کو جتلیا نہیں
دیکھ کر کہتا ہوں پھر دیکھا نہیں
شاہ و غیر شاہ کی پروا نہیں
تُو نہیں میرا تو میں۔ تیرا نہیں
صورتِ غوثی۔ میں کیا مولا نہیں

میں نہیں کہتا اُسے دیکھا نہیں
ہم میں اپنا کچھ نہیں ان کا ہے سب
ہوں نہیں ایسا بتاتا ہوں انہیں
دیدہ دل کھول ، پھر دیکھ اُس کو تو
آنکھ والے سے نظر لے ، دیکھ اسے
صورتِ بندہ سے مولا۔ ہے عیاں
دیکھ علبد ہر طرف ظاہر ہیں وہ
پالیا مولا۔ کو بندہ میں کہیں
لن ترانی من رانی ہے یہاں
خود کو بھی دیکھا تو پایا تجھ کو ہی
قال اپنا ہے جو کچھ وہ حال ہے
نیاق دید کچھ پوچھو نہ تم
شاہ شاہ دیں کے صدقے سے ہیں ہم
کہتے ہیں تو ہو میرا ، تیرا ہوں میں۔
رہتے ہیں ہر شے میں جب وہ ہر جگہ



بے نشان اور بانٹاں ہوں میں - کہیں باطن کہیں عیاں ہوں میں -
 میں یہاں بھی ہوں اور وہاں ہوں میں - دونوں عالم میں بیگمناں ہوں میں -
 میں ہی ہوں مادتو کے پردے میں - کہیں ظاہر کہیں عیاں ہوں میں -
 دونوں عالم تجلیاں ہیں میری - نئے عالم میں ہر زمان ہوں میں -
 کہیں زندہ ہوں صورتِ معشوق - کہیں عاشق ہوں نیم جاں ہوں میں -
 کہیں ظاہر ہوں عشق کی صورت - کہیں ارمان عاشقان ہوں میں -
 سب ہے مجھ میں وہ ہوں بشرِ غوثی - بوالعجب طُرد چیتاں ہوں میں -



میں دنگ ہوں اپنے میں حیرتِ راسے کہتے ہیں
 پاتا ہوں جہاں خود میں وحدتِ راسے کہتے ہیں
 کر جمع تو تہرہ و تشبیہ کو اسے صوفی
 بتلاؤل میں پھر تجھ کو نُجّت اسے کہتے ہیں
 میں دونوں جہاں میں ہوں ، ہیں دونوں جہاں مجھ میں
 وحدت - راسے کہتے ہیں ، کثرت - راسے کہتے ہیں
 ہے عین نہ خود ظاہر ، ہے غیر نہ خود قائم
 ہم اس کو سمجھتے ہیں حکمتِ راسے کہتے ہیں
 ہیں جمع میں ہم ، اور پھر جمع ہے خالی ہم
 جلالتِ راسے کہتے ہیں خلوتِ راسے کہتے ہیں
 قطرہ - کہیں دریا - ہے دریا - کہیں قطرہ - ہے
 جو راز سمجھتے ہیں قدرتِ راسے کہتے ہیں
 مدہوشی میں لا - کی ہم غوثی - بہت اچھے تھے
 کیا بندہ بنایا ہے اُلفتِ راسے کہتے ہیں



ہم اپنے کو اٹھوں پہر دیکھتے ہیں
 شجر میں جڑ میں سٹک میں بشر میں
 مشاہد ہیں رخسار و گیسو کے اپنے
 ہمیں کھیل ہے موت کیا زندگی کیا
 خودی کو خدا کا کیا آئینہ ہے
 ہمیں شکل باچوں ہمیں رنگ بچوں
 جو کھو کر خودی اپنی خود میں ہوئے ہیں
 نظر ہیں ، نظر ہیں ، نظر ہیں ، نظر ہیں
 مگر ہم کیا کہیں خود کو خوشی -

ہیں ہیں ہیں ہیں ہیں جدم دیکھتے ہیں
 ہم اپنے ہی کو جلوہ گر دیکھتے ہیں
 یہی رنگ شام و سحر دیکھتے ہیں
 یہ دونوں کو ہم اپنے گھر دیکھتے ہیں
 خودی میں خدا کا گزر دیکھتے ہیں
 ہم اک آن میں دو نظر دیکھتے ہیں
 کہاں غیر کو اک نظر دیکھتے ہیں
 ادھر دیکھتے ہیں ادھر دیکھتے ہیں
 خدا جس میں ہے وہ بشر دیکھتے ہیں

خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ (حدیث)



یار اپنی شکل میں ہے ہم ہیں شکل یار میں
 یاں بھی ہم دیدار میں ہیں واں بھی ہم دیدار میں ہیں
 اِنْ فِی قَتْلِ حَیَاتِیْ کَا رَہِ نَشْ جے
 دار پر سو بار لگے لگے لگے دیدار میں
 تو سلامت ساقیا آباد تیرا میکہ
 کر دیا خود سا مجھے اک ساغر سرشار میں
 پاس ہے وہ نَحْنُ اقْرَبُ کہہ کے دیکھو کس قدر
 دُور ہے عالم ہی اُس سے اک غلط پندار میں

تُو ذرا یہ وہمِ دونی مٹا ، تُو جُدا نہیں میں جُدا نہیں
 تری ذات کی نہیں اجزاء تری ہستی کی نہیں انتہاء
 ترے بھید کا ہے یہی پتا تو جُدا نہیں میں جُدا نہیں
 جو فنا ہوا تری ذات میں تو نہ پایا خیر کے دُخل کو
 وہیں بے خودی میں یہ کہہ اُٹھا تو جُدا نہیں میں جُدا نہیں
 رترا نور سارے جہاں میں ہے رترا جلوہ کون و مکاں میں ہے
 تو ہی شکلِ غوثی میں ہے چُھپا تو جُدا نہیں میں جُدا نہیں



ظہور رب ہوں تُو مصطفیٰ ہوں
 ذرا اپنی خودی تم کھُو کے دیکھو
 میں اُس سے دیکھتا ہوں اُس سے سنا
 تماشا ہوں ، تماشائی ہوں اپنا
 نشاں و بے نشاں دونوں میں ہی ہوں
 وہ ہے مجھ میں عجب بندہ ہوں غوثی

تعالیٰ اللہ عجب میں - حق نما ہوں
 خدا کتا ہے ، بندے میں - خدا ہوں
 الگ ہے وہ مدد میں اُس سے جُدا ہوں
 میں ہی جلوہ ، میں ہی جلوہ نما ہوں
 میں پھر اُن دو نشانوں سے رسوا ہوں
 خدا خود کہہ رہا ہے میں - خدا ہوں



حقیقت جلوہ گر مجھ میں ہے ، وہ رمزِ حقیقت ہوں
 مُرکب ہوں میں - اک بے صورتی کا نقشِ صورت ہوں
 حقیقت میں جو کچھ مجھ میں مولا کا جلوہ ہے
 نمایاں مجھ سے وحدت ہے اگرچہ رنگِ کثرت ہوں
 کہیں ہوں مست میخانہ کہیں ہوں طالبِ مولا
 کہیں پیرِ مغاں ہوں اور کہیں شیخِ طریقت ہوں

حقیقت میں جو کچھ ہوں ، ہوں ، خدا ہوں اور نہ بندہ ہوں
 زبانی شان ہے میری ، میں وہ رِآہ حیرت ہوں
 نہیں ہوں میں مگر مجھ سے ہی پھر سب کچھ ہویدا ہے
 نمائش ذات کی کرتا ہوں اپنی اک حقیقت ہوں
 جو کچھ بھی مجھ میں ہے غوثی وہ سب سالان اُسی کا ہے
 اُسی کی دید کی لذت میں ہوں محو عبادت ہوں



گر تجھے بنا ہو تو کچھ عقل کھو دیوانہ بن
 مست بنا ہو تو چشمِ مست کا مستانہ بن
 کیا کسوں پھر تجھ کو میں کیا کیا تو بن کیا کیا نہ بن
 راہ میں دلدار کی نادان بن ، دانا نہ بن
 ڈال دے حیرت میں سب کو اور تُو خیرت خانہ بن
 بے خبر بشیار ہو اب ان کا تُو کاشانہ بن
 یار سے ہو جائے گا نہ آپ سے بیگانہ بن
 شاہ بنا ہو غلامِ رنگسِ مستانہ بن
 عیسیٰ لے پھر تُو مرآتِ نوح جانانہ بن
 روح سے غمِ دل سے شیشہ ، جسم سے پیمانہ بن
 غم سے پھر ہو نمکدہ پھر ساقیِ نغمانہ بن
 صدقے ہونا ہو تو اُن کے گیسوؤں کاشانہ بن
 وہ بنائیں جب تُو پھر تُو جان بن جانانہ بن

نور ہو جا ، شمعِ روئے یار کا پروانہ بن
 سرِ مژ اہلِ نظر بن ، ہو کسی کی خاک پا
 گر تجھے بنا ہو کچھ تو بیچ بن اور کچھ نہ بن
 گرچہ دانا ہے تو دانا یانِ عالم میں مگر
 ایک ہے سب میں تو سب ہیں ایک میں پارِ مرکو تُو
 ڈھونڈو وہ ہے جن کی انہیں کے ہی تُو کاشانہ میں ہے
 دیکھ پھر اس کے یگانہ پن کے جلوے آپ میں
 ساکنانِ کوئے جانناں پر ہو قربانِ جان سے
 رازِ آبادی کا تیری بربادی میں ہے
 پھر شرابِ ہستی دلدار کی ہستی میں رہ
 بن کے پیمانہ سے شیشہ ، پھر شیشہ سے ہو غم
 دید کرنا ہو تو روئے یار کا آئینہ ہو
 گر تجھے بنا ہو غوثی کچھ نہ بن معلوم بن

اپنی بے حجابی



کسی کے حُسن کا جلوہ ہوں، وہ حجاب ہوں میں۔
 کسی کا جلوہ ہے ظاہر، تو اس کا ہوں منظر۔
 کسی کا باندھا ہوا، ایک نقش ہستی ہوں
 تمہارا حسن رہے، اور تم رہو آباد
 وہ بے نظیر حسیں، اور میں اس کا آئینہ
 نہ پوچھو کیا ہوں میں کیا وعدہ ہے میرا
 نہاں ہیں مجھ میں نقوشِ جانِ غیب و شہود
 میں کچھ نہ ہو کے بھی اُن کی نظر میں رہتا ہوں
 میں کیا بتاؤں کہ ہے مجھ میں کیا نہاں غوثی۔

جہاں یار کی ہلکی سی اک نقاب ہوں میں۔
 کسی کی ہستی ہے پانی تو ایک شراب ہوں میں۔
 کوئی ہے بحر تو اس بحر کا حُجب ہوں میں۔
 دُعا میں مٹ کے بھی دیتا ہوں وہ غراب ہوں میں۔
 وہ اپنے حُسن میں بے مثل لاجواب ہوں میں۔
 جو دیکھتے ہیں وہ بیداری میں وہ خواب ہوں میں۔
 تمام حُسن کا دفتر ہوں، وہ کتب ہوں میں۔
 کرم ہے اُن کا کہ لاکھوں میں انتخاب ہوں میں۔
 اگرچہ صورت ڈرہ ہوں آفتاب ہوں میں۔



جسے ہر بشر نہ سمجھ سکے وہ طلسم پردہ راز ہوں
 ہوں بہ شکل بندہ اگرچہ میں، پس پردہ بندہ نواز ہوں
 میں کسے بتاؤں کہ کیا ہوں میں، کسے کہوں کہ میں کون ہوں
 کسی بتلا کا نیاز ہوں، کسی خود غما کا میں۔ ناز ہوں
 مرا رمز اور جہاں میں ہے، مرا رنگ اور جہاں میں ہے
 وہ میں آئینہ ہوں کمال کا، کہ ظہور آئینہ ساز ہوں
 کہیں ہوں میں بلبَلِ خوش نوا کہیں ہوں میں قری غمزہ
 کہیں نغمہ اور سرور ہوں کہیں سوز ہوں، کہیں ساز ہوں

کسی خوش ادا کا مِرام ہوں کسی دلربا کا اغرور ہوں
 کسی دل کا ذوق و سرور ہوں ، کسی دل کا سوز و گداز ہوں
 مری ہستی کا کروں کیا بیان ، کہ ہے دنگ عقل و خرد وہاں
 کہ تماشا ہوں نہیں ہو کے کچھ ، وہ طلسم شعبہ باز ہوں
 وہ ہوں حسنِ صاف کا آئینہ جو نگاہ ڈالے وہ دنگ ہو
 ہیں جہاں بھنے یہ جہاں کے دل وہ کسی کی زلف دراز ہوں
 یہ سہی کہ بیچ ہی بیچ ہوں ، میں کچھ اور ہوں میں کچھ اور ہوں
 کہ نہاں ہیں جس میں حقیقتیں وہ عجیب رنگ مجاز ہوں
 مجھے کسی نے مارا یہ کیا ہوا کہ میں غوثی خود سے گذر گیا
 تو نگہ کسی کی یہ بول اٹھی کہ وہی میں فتنہ طراز ہوں



دیوانہ روئے یار بھی ہوں ، میں حسنِ رخِ دلدار بھی ہوں
 مے اپنی خودی کی پیتا ہوں ، مخمور بھی ہوں خُمرد بھی ہوں
 آزاد جہاں کے دام سے ہوں ، ہاں قیدی زلفِ جانناں ہوں
 میں نقشِ طلسمِ حیرت ہوں ، مجبور بھی ہوں مختار بھی ہوں
 میں مست شراب و حدت ہوں ، میں شاید رنگِ کثرت ہوں
 احوال نہ کچھ نوچھو میرے بیخود بھی ہوں اور ہشیار بھی ہوں
 میں شخص بھی ہوں ، عکس بھی ہوں آئینہ ہوں آئینہ میں میں ہوں
 میں محوِ تھلے یار بھی ہوں ، اور آپ ہی روئے یار بھی ہوں
 کچھ اور ہوں میں کچھ اور ہوں میں ، ہر طور میں اک بے طور ہوں میں
 حیرت کا عجب میں معمہ ہوں غوثی بھی ہوں شکلِ یار بھی ہوں

وارفتگی



آج یہ حال ہے ہر آن کہ میرا میں ہوں
یہ نہ پوچھو کبھی تم مجھ سے کہ کیا کیا میں ہوں
کیا بتاؤں تمہیں کس طرح ہوں کیسا میں ہوں
کہیں مئے کش سرمایازار ہوں رسوا میں ہوں
سارے یہ میرے ہیں ان ساروں میں سارا میں ہوں
وہ کھلاڑی ہوں کہ عجب سا نہیں یکتا میں ہوں
ایک میں ہی ہوں کہ اپنے میں سماتا میں ہوں
اپنی ہستی کی نمائش میں تماشا میں ہوں

یہ سمجھتا تھا میں کل تک کہ کسی کا میں ہوں
ایک میں ہوں کہ مرے دم سے ہیں لاکھوں قائم
ہوں میں جو کچھ کہ ہوں جیسا کہ ہوں ہوں میں ہوں
نیک نام آپ ہوں میں بن کے کہیں شیخِ حرم
چت مری پٹ مری سب تحت مرا فوق مرا
دونوں عالم یہ کھلونا ہے مرے کھیلوں کا
کون ہے جو مری وسعت کو سما سکتا ہے
آگے غوثی مرے ٹھہرے ہے عدم کیا لالشے

راز و نیاز



میں کہتا ہوں تمہیں تم ہو میں کیا ہوں
میں کہتا ہوں تمہارا آئینہ ہوں
میں کہتا ہوں بھلا میں آپ سا ہوں
میں کہتا ہوں تمہارا شعبدا ہوں
میں کہتا ہوں تمہیں سے کچھ بنا ہوں
میں کہتا ہوں تمہیں میں تو بسا ہوں
میں کہتا ہوں عنایت ہے میں کیا ہوں
میں کہتا ہوں وہی ہم آپ کا ہوں
میں ہی غوثی میں ہی غوثی نما ہوں

وہ کہتے ہیں میں اب تو ہو گیا ہوں
وہ کہتے ہیں کہ تو پردہ ہے میرا
وہ کہتے ہیں کہ مجھ جیسا ہے کچھ تو
وہ کہتے ہیں تری ہستی ہی کیا ہے
وہ کہتے ہیں نہیں تھا پہلے کچھ تو
وہ کہتے ہیں کہ تو رہتا کہاں ہے
وہ کہتے ہیں کہ میں تو ایک ہی ہیں
وہ کہتے ہیں کہ تجھ میں سب ہم ہی ہیں
وہ کہتے ہیں نہیں غوثی کچھ اب تو



میں خود کو ڈھونڈتا ہوں وہ ہاتھ آ رہے ہیں
 اب میری شکل سے وہ جلوہ دکھا رہے ہیں
 میں وہ نہیں ہوں ہرگز ، وہ میں نہیں ہیں لیکن
 وہ مجھ کو محو کر کے خود کو بتا رہے ہیں
 میں اُن کا آئینہ ہوں ، وہ میرا آئینہ ہیں
 میں انھیں دکھا رہا ہوں ، وہ مجھے دکھا رہے ہیں
 رہتا ہوں اُن کے کُن میں ، وہ میرے کُن کے کُن میں
 اب تو وہی سراپا مجھ میں سما رہے ہیں
 میں ، میں نہیں رہا اب ، اب وہ ہی میں بنے ہیں

ہر آن اب وہ مجھ میں ، میں بن کے آ رہے ہیں
 اے واہ حضرت عشق اچھے ہیں یہ کرشمے ہیں
 جتنا مجھے بگڑا اتنا بنا رہے ہیں
 ساقی کے ہاتھ سے ہم ، پی کر شرابِ وحدت
 کچھ اور بن رہے ہیں ، اپنے سے جا رہے ہیں
 ے میں کہاں تھی مستی اتنی کہ مجھ کو کھوتی
 اُن آنکھوں کے میں صدقے ، پیوند بنا رہے ہیں
 طالب سے لن ترانی اُن کی چلی نہ آخر
 کہہ کر دِلکِن اُنظر پردہ اٹھا رہے ہیں
 میں کیا بتاؤں خوشی میں کیا مٹ گیا ہوں
 خود کو ڈھونڈتا ہوں وہ ہاتھ آ رہے ہوں



بنوادی ہے مست ہوں سرشار ہوں
گویا خود ساقی ہوں اور میخوار ہوں
ایسا محو جلوہ دلدار ہوں
ہنس کے بولے میں جمالِ یار ہوں
کس سے بولوں میں طالبِ دیدار ہوں
کس قدر مستی میں بھی ہشیار ہوں
میں ہوں کیا اک بندہ سرکار ہوں
کچھ ہوں اُن کا گرمی بازار ہوں
دیکھتا ہوں طالبِ دیدار ہوں
کششِ تیر نگاہِ یار ہوں
آئینہ ہوں آئینہ رخسار ہوں

آج وہ ساقی ہیں میں میخوار ہوں
کیف یہ ہے میں ہوں وہ اور وہ ہیں میں
دیکھتا ہوں خود کو بھی اب تو ہیں وہ
جب ہوا خالی تو مجھ سے بھر گئے
وہ مرے پیش نظر ہیں مجھ میں ہیں
پاؤں پر ساقی کے رکھ دیتا ہوں سر
آپ ہی بندے میں ہیں بندہ نواز
شعبہ ہوں عمر ہوں مشقِ نظر
آپ بے پردہ ہیں جتنا میں عریص
اُن کا ہے وہ ہیں جو کچھ بھی عجب میں ہے
حال کیا بتاؤں میں علوی - رکے



عدم کیا مظہر ذاتِ قدم ہیں
تماشا ہے کہ پھر وہ ہم ہی ہم ہیں
یہ جلوے کس کے پھرائے ذوالکرم ہیں
الہی اب تو ایسے لوگ کم ہیں
جہیں ہے اور آئے نقشِ قدم ہیں
یہی ساغر ہمارے جامِ جم ہیں
نہیں جو چیز کچھ وہ چیز ہم ہیں

خدا موجود ہے اور ہم عدم ہیں
نہیں ہیں ہم وہ اور وہ ہم نہیں ہیں
ظہر آتے نہیں گر ہو کے ظاہر
جو کھو کر خود کو پائے خود میں تجھ کو
رتا در چھوڑ کر جائیں کدھر ہم
پہنچنے ہم ترے ہاتھوں سے ساقی
وہی ظاہر وہی باطن ہے علوی -



چھپے ہم ہی میں رہ کر ہم سے کتنا ناز تو دیکھو
مری صورت میں آئے ایک ہو کر راز تو دیکھو
رہا باقی نہ کچھ جانبازی جانباز تو دیکھو
خدا کی شان ہے یہ رفعت پرواز تو دیکھو
یہ کتا ہے کسی کا دیدہ غماز تو دیکھو
کہاں سے آرہی ہے چھپ کے یہ آواز تو دیکھو
کرشمے کرتی ہے کیا کیا نگاہ ناز تو دیکھو

نکل آئے وہ اپنے گھر ہی میں انداز تو دیکھو
اگرچہ اور ہیں وہ اور ہیں ہم ، سچ ہے یہ لیکن
مٹا پروانہ بے کجھی سے عاشق سب سمجھ رکھ کر
ادھر خود سے چھٹے پہنچے ادھر کوچے میں مولا کے
ہمارے دیکھنے والے سے دیکھو ہم تمہیں میں ہیں
ہم اقرب تم سے ہیں یہ کہہ رہا ہے کون پردہ سے
غضب کیا مل گئیں آنکھیں گئے جی جاں سے ہم عوثی۔



ہر اک شے میں جمالِ یار دیکھو
اے سمجھو ، راسے ہر بار دیکھو
اُنا کے ہیں یہ کیا اقرار دیکھو
خودی میں کون ہے ، خود دار دیکھو
پھر اس میں جلوہ دلدار دیکھو
انہیں اغیار میں ہے یار دیکھو
جہاں ہے گردِ جوں پرکار دیکھو
یہ شے ہے ، اب سرمایار دیکھو
ذرا خود کو تو ، تم اک بار دیکھو

عیانِ حُسنِ دلدار دیکھو
خودی کیا چیز ہے ، خود چیز کیا ہو
میں ہی بندہ ہوں ، کتا ہے میں ہی حق
خودی کو چھوڑ کر ، آؤ خودی میں
جہاں کو آئینہ خانہ بناؤ
بغیر یار ہیں اغیار کس جا
ہو تم قطبِ دو عالم نقطہ ذات
کھلی دوکان ہے اسرارِ خودی کی
تم ہی میں ہے جسے تم ڈھونڈتے ہو

تمہیں سا ہے اگر عوثی۔ تو کیا ہے
تم اُس میں ، کس کے ہیں ، انوار دیکھو

سِرِ عبودیت



یہ ہم میں کون ہے گر تم نہیں ہو
کہ بے پردہ ہو ، پھر پردہ نشیں ہو
عجب جلوہ ، عجائب مہ جبین ہو
نہیں ہو یا ہو ، کیا ہو ، کیا نہیں ہو
یہ دوری کیسی پھر جب تم یہیں ہو
ہمیں میں ہو اگرچہ ہر کہیں ہو
تمہیں کدو کہ ہم ہیں یا تمہیں ہو
میاں تم جس کی جاں ہو جس کے دیں ہو
مگر تم میں ہے وہ ، تم وہ نہیں ہو

یہ مانا تم سراپا نازیں ہو
نظر ہو ، آنکھ ہو ، چٹلی ہو ، کیا ہو
جسے دیکھا بُھایا اُس کو دم میں
وہ ہم سے پوچھتے ہیں کون ہو تم
نہیں ملتے جو کہ کر نَعْنَد اَقْرَب
بھرے ہیں انفس و آفاق تم سے
یہ مستی ہے نہیں کچھ سُوتھا ہے
وہ ہے کچھ اور اُس کا پوچھنا کیا
اگرچہ ایک ہو تم اور وہ غوثی۔

لا الہ الا اللہ



ہے مجھ میں نور خدا لا الہ الا اللہ
میں ہے راز مرا لا الہ الا اللہ
میں ہوں ظہور خدا لا الہ الا اللہ
خدا ہے بندہ نما لا الہ الا اللہ
عجب ہے بھید مرا لا الہ الا اللہ
ہمیں تھے اُس سے جدا لا الہ الا اللہ
کہ آپ خود میں بنا لا الہ الا اللہ
میں ہے صاف چا لا الہ الا اللہ
وہی صُو ہے اَنَا لا الہ الا اللہ

میری فنا ہے بقا لا الہ الا اللہ
میں اُس کا آئینہ ہوں وہ ہے آئینہ میرا
میں ہی ہوں نور محمد جو ہیں رسول اللہ
میں بندہ حق کا ہوں لیکن خدا نما بندہ
خدائی عجب میں ہے ساری خدائی میں میں ہوں
خودی مئی تو خود آیا خدا خودی میں نظر
پڑھایا ہے مجھے اس طرح پیر نے کلمہ
اَنَا کو پلٹوانا سہی ہے ڈھونڈتے کیا ہو
تمہیں میں وہ ہے خبر بھی ہے کچھ تمہیں غوثی۔

وخر موسیٰ صعیقا (قرآن)



مجھ ساتھ بنے دلوانے مجھ سا رہے مستاد
کچھ تجھ پہ اگر گزرے بن جانیگا دیوانہ
یاں خویش پرستی ہے اپنا ہے نہ بیگانہ
میں آپ ہی شاقی ہوں اور آپ ہی میخانہ
طوطی کا میں نغمہ ہوں بلبل کا ہوں افسانہ
ہر آن نئی میری ہر طور جدا گانہ
رکھتا ہوں فقیروں میں سو رنگ فقیرانہ

اک دم کوئی گر دیکھے وہ جلوہ جانانہ
حالت پہ مری زاہد نادان تو ہنستا ہے
مستی کا مرے عالم وہ ہے کہ میں ہی میں ہوں
مے ہے یہ خودی میری مستی مجھے خود سے ہے
گلزار میں گل ہوں گل میں ہوں میں بوہو کر
ہر دم نئے جلوہ ہیں دم سے مرے عالم میں
شاہانِ جہاں میں سوشان سے ہوں غوثی۔



کہ

نظر آتی ہے ہستی صاف یہ وہم و گماں اپنی
خدا جانے کی ہستی چھپ گئی جا کر کہاں اپنی
حقیقت میں تو نکل ذات بے نام و نشان اپنی
تماشا دیکھئے گھر گھر ہے اب تو داستاں اپنی
عجب یہ باعثِ شہرت ہوئیں گنا میاں اپنی
بمحدثہ شیا دیکھو یہاں اپنی وہاں اپنی
وہ کیا جانے جو بھولے راہ خود ہی کارواں اپنی
برہی مدت میں آخر حل ہوئی یہ چیشاں اپنی
نظر آتی وہی صورت عیاں اپنی نہاں اپنی

نظر میں بس گئی جب سے وہ شکل جانِ جاں اپنی
جہاں سب ڈھونڈتے ہیں ہم، نہیں پاتے ہیں اپنے آپ کو
وہ بانام و نشان باوصف بے نام و نشان کے ہیں
مجھے جتنا ہم، اتنی انگلیاں اُنھیں طرف اپنی
ہر اک عنوان سے ہر ایک لب پر ذکر ہے اپنا
خلیفہ خلق کے ہم، ہم ہی مسجدِ ملک ٹھہرے
دلِ مجنوں میں ہے لیلیٰ بتاتا ہے وہ محل کو
جسے ہم ڈھونڈنے لگے تھے آخر ہم میں وہ لکے
ہم اپنے آپ کو کیا کھوئے غوثی۔ ہم ہی ہاتھ آئے



مُت ہوئی ہم ہائے گئے نام و نشان سے
ہم دیکھتے ہیں رنگت یقین شکل گماں سے
یوں دیکھو تو جاتے ہیں وہاں آئے جہاں سے
سستے تو ہمیں چھوٹے فقط نقل مکاں سے
ہم لائے تھے جو داں سے وہ لیجائینگے یاں سے
غوثی۔ تمہیں معلوم ہوئی بات کہاں سے

بے چوئی کے اسرار کھلے چوڑے وچڑاں سے
سمجھا ہے یقین کو بھی گمان ایک زمانہ
اسرار کچھ اور ہی ہیں آنا ہے نہ جانا
ہیں واعظ و زاہد کو قیامت کے جھیلے
مانگی ہوئی ہے اپنی ہی نیکی کہ بدی ہو
پائے انھیں ہم اپنے ہی میں جب تو یہ بولے

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (حدیث)



خود کے پردے میں ترے خود ہے خدا دیکھ تو لے
اے وہ خود گشدر اس بات کو پا دیکھ تو لے
آپ سے آپ ہی تُو خود ہے جدا دیکھ تو لے
اے وہ مدہوش ذرا ہوش میں آ دیکھ تو لے
شرِ لولاک کا ارشاد ہے کیا دیکھ تو لے
اپنی شے رگ کی طرف دھیان لگا دیکھ تو لے
راز فی انفسکم پیر سے پا دیکھ تو لے
آپ اپنے کو ذرا آنکھ اٹھا دیکھ تو لے
اپنی صورت کو تو آئینہ بنا دیکھ تو لے

خود کا پردہ ہے، تُو خود، خود کو ذرا دیکھ تو لے
خود سے جو دور رہے، حق سے بھی وہ دور رہے
کچھ نہیں ہے بھی تو سب کچھ ہے تو ہی بات تو سن
ہے خدا خود میں ترے اور تُو خدا میں گم ہے
آپ اپنے کو جو جانا، وہ خدا کو جانا
بِجَمِ اقْرَب کا اگر بھید سمجھنا ہو تجھے
کر ریاضت نہ تو، اور بھوکوں نہ مر خود کو سمجھ
گر خدا سے تجھے ملنا ہے تو خود سے مل لے
نقد وقت آج ہے دیدارِ خدا کا غوثی۔



ہم ہی مشرود ٹھہرے جب تماشہ غیر کا کیا ہے
ہمیں ہیں دوسرا میں دوسرا میں دوسرا کیا ہے
ہمیں ہم ہیں ہمیں ہم عکس کیا ہے آئینہ کیا ہے
خودی کی مے کو پیٹتے ہیں شراب و میکدہ کیا ہے
عدم آخر ٹھہرا تو پھر غیر خدا کیا ہے
ہماری ہی ضمیریں ہیں ھو اَنْتَ اَنَا کیا ہے
وہ جب تجھ میں ہے ظالم پھر بتا اب چاہتا کیا

جو حُسنِ یار ہم ٹھہرے کسی کا تذکرہ کیا ہے
بشر ہم ہیں، ملک ہم میں یہاں ہم ہیں وہاں ہم ہیں
ہمیں ہیں آئینہ ہم عکس ہیں ہم شخص میں آپ ہی
ہمیں ساقی ہمیں میکش ہمیں ساغر ہمیں مینا
خودی جسدِ مٹی اپنی تو ہم میں لکے وہ آخر
ہمیں ساجد ہمیں مسجود ہم مشرود ہم شاہد
ہم نے لے قربِ حق کے ہمیشہ مست رہ غوثی



کر وہمِ دونی دور، ترے ساتھ خدا ہے
جب صورتِ اعیال سے تو ہی جلوہ نما ہے
ہر ذرہ سے اس وقت اَنالِ حق کی صدا ہے
جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے حقیقت مری کیا ہے
اثبات ہوں ایسا مرے اثبات میں لا ہے
کہتے ہیں فنا ہم جسے وہ عین بقا ہے
کیا اندھونکی آنکھوں سے خدا ہائے جدا ہے
عُشاق کو کب سجدہ ترے در کا روا ہے
حیرت ہوئی آئینہ جب آگے سے ہٹا ہے

وہ تجھ سے جدا کب ہے، ٹوٹی اُس سے جدا ہے
پھر کس سے ہے یہ حشر میں دیدار کا وعدہ
منصور ہی کیا گوشِ حقیقت ہو تو سُن لو
میں کیا ہوں جو میں میں کہوں اے شاہِ حقیقت
ایسا ہوں نفی، ہے مرے اثبات میں اللہ
جلوے میں بٹا ہی کے سنو شکلِ فنا میں
موجود کو معدوم سمجھتا ہے زمانہ
در پر ترے جھک جاتے ہیں خاطر تری در
ہم اپنے ہی سے آپ لے وصل میں غوثی

لَا مَوْجُودٌ إِلَّا اللَّهُ



میں حق کا ہوں ، حق ہے مرا ، میں حق کی ، حق موجود ہے
 نہ وہ ہے الگ نہ میں ہوں جدا میں حق کی ، حق موجود ہے
 دراصل میں یہ میں نہیں ، میں میں مری ہے اس کی میں
 میں وہ وہی میں ، ایسا میں حق کی حق موجود ہے
 میں وہ نہیں دو ، جان لو ، ہے ایک ہی پہچان لو
 پوشیدہ وہ میں ، بر ملا میں حق کی ، حق موجود ہے
 اپنے کو جانو عاقلو ، غافل حقیقت سے نہ ہو
 فانی ہو تم ، باقی خدا میں حق کی ، حق موجود ہے
 اول بھی حق ، آخر بھی حق ، ظاہر بھی حق ، باطن بھی حق
 سب شان حق ہے مرجا ، میں حق کی ، حق موجود ہے
 ہر شکل میں ظاہر وہی ، ہر چیز کا باطن وہی
 کیا باطن کیا ظاہر میں حق کی ، حق موجود ہے
 اول بھی ہم کو میں نہ تھی ، آخر بھی ہم کو میں نہیں
 ہم کو نہیں ہے میں سدا ، میں حق کی حق موجود ہے
 اپنی نہیں یہ میں سمجھ اس میں کو حق کی میں سمجھ
 حق کی ہے یہ ہر دم سدا میں حق کی حق موجود ہے
 اول بھی ذات حق کی میں ، آخر بھی حق ہی کی ہے میں
 خود حق ہے ، میں ، میں بولتا میں حق کی حق موجود ہے
 اندھا ہے ٹٹو ، بینا ہے حق ، گونگا ہے تو گویا ہے حق
 تو کچھ نہیں سب ہے پیا ، میں حق کی ، حق موجود ہے
 ہم تم میں ، وہ ہم تم نما عوثی میں وہ عوثی نما
 حق ہے یہ سب حق کی انا ، میں حق کی ، حق موجود ہے

بنے چنی کے جلوے وہ باہوں وچرا دیکھے
جو خود کو نہ دیکھ ہو وہ دیکھے گا کیا اس کو
منصور کے معنی تھے یہ شان انا الحق میں
وہ دور رہے اُس سے جو اس کو جدا جانے
مولا کہیں بندہ ہے ، بندہ کہیں مولا ہے
جو خود سے گذر جائے ہر جا وہ خدا پائے
دیکھے گا خدا کو وہ بے شک و گلاں غوثی۔

آنکھیں ہوں اگر روشن ہر شے میں خدا دیکھے
جو اس کو نہ دیکھا ہو وہ آپکو کیا دیکھے
خود ، خود ہی یہ مرجائے سولی کا مزا دیکھے
جو وصل خدا چاہے ، خود کو نہ جدا دیکھے
جو بھید سمجھتا ہو ، وہ آنکھ اٹھا دیکھے
کردے جو فنا خود کو وہ رنگِ بٹھا دیکھے
جو اپنی ہی صورت کو آئینہ بنا دیکھے

میں خود کو دیکھتا ہوں میں ہوں تو سب جہاں ہے
مجھے کوئی جانیکا کیا مجھے میں ہی جانتا ہوں
میں وجود دوسرا ہوں ، میں نمود دو جہاں ہوں
میں ظہور نور حق ہوں میں شہودِ عبدیت ہوں
مرا جز مرے ، کوئی بھی نہ حجاب دوسرا ہے
میں کے بتاؤں کیا ہوں میں خدا ہوں یا ہوں بندہ
مری میں وہ میں نہیں ہے جو جہاں کہہ رہا ہے
جو میں آپ کو بھلایا تو پھر آپ ہاتھ آیا
مری میں کارا ز غوثی۔ کوئی مجھ سے آکے پوچھے

جو میں نہ ہوں تو عالم یہ خیال ہے گماں ہے
مری میں میں ہوں دائم مرالامکاں مکاں ہے
میں نشانِ بے نشان ہوں مرا بے نشان نشان ہے
میں وہ ہوں کہ سر مولا مری ذات سے عیاں ہے
مری ذات ہی عیاں ہے مری ذات ہی تنہا ہے
کہ صفاتِ عبد و رب کا مری ذات میں نشان ہے
مری میں وہ میں ہے جس سے یہ نمائش جہاں ہے
کبھی اور کو نہ پایا ، یہ وصال کا بیان ہے
مری میں کی شان کیا ہے مری میں کیا نہاں ہے



ہماری ہستی کا ذکر ہی کیا ذری بھی جس کو بٹھا نہیں ہے
 نہ جان اپنی نہ جسم اپنا کہیں بھی اپنا پتا نہیں ہے
 خدا کو بندہ کس کو نہ ہرگز خدا یہ بندہ بنا نہیں ہے
 نہ بندے کو تم خدا بناد کہ بندہ ہرگز خدا نہیں ہے
 جو یہ ہے وہ ہے جو وہ ہے یہ ہے نہ حق ہے بندہ نہ بندہ حق ہے
 جو یہ ہے یہ ہے جو وہ ہے وہ ہے اگرچہ بندہ جدا نہیں ہے
 خدا ہے کیا چیز کیا کسوں میں خدا کو کیسا خدا کسوں میں
 کہ چھوٹا منہ اور بات بالا یہ بات ہرگز روا نہیں ہے
 ہے مفت حیران کیوں تو زاہد خدا کو کیوں کر چلا مقید
 جدا خدا کو سمجھ نہ اندھے کہ عرش ہی پر خدا نہیں ہے
 بیان غوثی ہو وصل کا کیا عجیب حیرت کا ہے تماشا
 جو دیکھتا ہوں میں دو جہاں میں تو کوئی اُس کے سوا نہیں ہے

ٹوہی ٹوہی



نظر میں ہر زماں آٹھوں پر جانناں ٹوہی ٹوہی ہے
 کریں کعبہ کو سجدہ کس لئے عاشق ترے ہوتے
 قسم تری توہی ہے مجھ میں سر تا پا نہیں ہوں میں
 ہر اک صورت میں ہر صورت سے اس کی مثال ہے
 تجھے ہم جلتے ہیں لاکھ پردوں سے چھپا تو کیا
 جگر ہی دل ہی کچھ زخمی نہیں ہیں اے کہاں انداز
 بتا ہے کونسی شے ذات کی غوثی کی اے جانناں

ہمارے سامنے آبادی کون و مکاں ہو ہے
 تجھے سجدہ کرینگے ہم ہمارے سامنے ٹوہی ہے
 ترا نقش تری ج دج تری رنگت تری ہو ہے
 ہمارا یار ہے بمثل زلفیں ہیں نہ گیسو ہے
 ٹوہی ہر شان سے ہر جا ترا ہی جلوہ ہر سو ہے
 ترے تیروں سے چھلنی دیکھ یہ سینہ یہ پہلو ہے
 ترا ہی جان پر قبضہ ترا ہی دل پہ قابو ہے



تو ہے مرا مولا سی ۔ میں ہوں ترا بندہ سی
لے دو کے اک ظاہر نہیں ، مانا تو ہے یکتا سی
بے اک کہ ہوں لاکھوں کہاں گو ایک ہے تنہا سی
ہم کون جب تیرا ہی ہے ، ہر جا قدر عنا سی
جب ہم ہر اک صورت نہیں تو سب ترا جلوہ سی
ہیں اصل تو تو فرع میں ، تو شخص میں سایا سی
غوثی وہی ہے جلوہ گر پردہ کہ بے پردہ سی

یہ تو بتائیں کون ہوں یکتا ہے تو مانا سی
ہر جا اکیلا تو ہے گر سب کا کہاں بتلا گذر
پوچھا میں اک کیسا ہے تو بولا کہ اک لاکھوں میں ہوں
اول بھی تو آخر بھی تو ظاہر بھی تو ، باطن بھی تو
ہم اول و آخر نہیں ہم باطن و ظاہر نہیں
خود اصل ہوں نہوں فرع میں خود شخص ہوں نہوں عکس میں
میں کون ہوں ، جو عین ہوں میں کون ہوں جو غیر ہوں



دل میں آنکھوں سے آگیا کوئی
بائے کیا جی لبھا گیا کوئی
اپنا نقشہ جما گیا کوئی
ان کو خود میں بتا گیا کوئی
بات ایسی بتا گیا کوئی
میری آنکھوں میں آگیا کوئی
مست و بے خود بنا گیا کوئی
اپنا جلوہ دکھا گیا کوئی
میرے جی میں سا گیا کوئی
جام ایسا پلا گیا کوئی
نام غوثی بتا گیا کوئی

آنکھ ایسی لڑا گیا کوئی
ہو گئے بیٹھے بیٹھے دیوانے
کوئی نظروں کو اب نہیں بھاتا
مجھ سے ایمان و دیں مرا لے کر
باتوں باتوں میں پھٹ گئے خود سے
چھپ کے سارے جہاں کی آنکھوں سے
کان میں جانے کیا کہا چپکے
کیسے دیکھوں ؟ کسے ؟ کہاں دیکھوں
ہو گیا دو جہاں سے مستعنی
کھو کے کچھ اور ہو گئے اب ہم
پوچھا آخر وہ دنواز تھا کون



ان کو خود میں دکھا دیا کس نے
کہہ کے کچھ ، یہ ملا دیا کس نے
یہ اشارہ بتا دیا کس نے
ان کو ایسا دکھا دیا کس نے
ایسا دل میں بسا دیا کس نے
یوں نظر میں جما دیا کس نے
جام ایسا پلا دیا کس نے
سو رہا تھا جگا دیا کس نے
ہم کو ہم سے ملا دیا کس نے

مجھ کو خود سے بھلا دیا کس نے
مدتوں تھے تلاش میں جس کی
خود سے چھوٹے ، تو پایا اس کو
آنکھ ملتے ہی آئے آنکھوں میں
دل میں ان کے سوا نہیں کوئی
آنکھ پڑتی ہے جس طرف وہ ہیں
مجھکو مجھ سے چھڑا دیا دم میں
بھول کر خود کو خوابِ غفلت میں
آج کچھ اور ہی ہیں ہم عوثی -



آپ کے رہنے کی منزل ہے یہی
میری جان دیکھو بسمل ہے یہی
بول اٹھا دل اپنا قاتل ہے یہی
جی میں رکھ لینے کے قابل ہے یہی
خبرِ ابرو کا گھائل ہے یہی
جان ہے ، تن ہے یہی دل ہے یہی
ہاں میاں اک مرد کامل ہے یہی

جس میں تم رہتے ہو وہ دل ہے یہی
جو تمہارے ہاتھ سے ہی قتل ہو
جب نگہ ان لگاہوں سے ملی
آپ کی صورت بھی کیا صورت ہے یہ
کتے ہیں قتل میں بتا کر مجھے
وہ گئے اک نقشِ ایسا مرے
کون ہے عوثی ، یوں ہو گئے بہت



میں۔ تو میں اصلاً نہیں ، یہ جلوہ افزا کون ہے ؟
 تم نہیں ہو گر تو پھر مجھ میں سراپا کون ہے ؟
 ہم تمہارا آئینہ ہیں ، تم ہمارا آئینہ
 اب یہ میں۔ کیسے کسوں کس کا تماشا کون ہے ؟
 ہم سے لہجھا کون ہے ؟ کیا پوچھتے ہو ناز سے
 تم سے اچھے ہو تمہیں ، ہاں تم سے اچھا کون ہے ؟
 سب میں رہتے ہو سراپا ، اور پھر تم سب نہیں
 سب میں رہ کر ایک رہنا ایسا یکتا کون ہے ؟
 سب میں سب کے دل سے ہو کر سب کو دکھاتے ہو تم
 تم کو دکھانے کو تم جیسے ہو ویسا کون ہے ؟
 تم کو تم سے دیکھتے ہیں ، گرچہ ہر شے میں حضور
 پھر بھی تم جیسے ہو ، ویسا دیکھ سکتا کون ہے ؟
 ہم نہیں بھی تو ہو تم ، اور تم نہیں تو ہم کہاں ؟
 تم سے ہی ہیں ہم ، نہیں تو ہم میں کیا تھا کون ہے ؟
 تم بھی ظاہر ہو تمہیں سے ہم بھی ظاہر تم سے ہیں
 پھر چھپا کیا ہے الٰہی کس کا پردا کون ہے ؟
 لہ ترانی گر نہیں گر اضطرابِ شوق کا
 تم وجہ اللہ ہے کیا پھر منہ دکھاتا کون ہے ؟
 ایک ہیں وہ لاکھ میں چھپتے ہیں لاکھوں میں مگر
 جلتے ہیں یہ بھی ہم لاکھوں میں یکتا کون ہے ؟
 گرچہ غوثی۔ کچھ نہیں یہ بات ہے مانی ہوئی
 پھر بھی جیسا کچھ ہے غوثی۔ ویسا سمجھا کون ہے ؟



رستم ہے آپ کا انداز کیا
ہمارا سوز کیا ہے ساز کیا ہے
مرا انجام کیا آغاز کیا ہے
ہمارا اور تمہارا راز کیا ہے
کسی کا دیدہ غماز کیا ہے
کسی کی چھیر ہے آواز کیا ہے
یہ جادو ہے کہ اعجاز کیا ہے
ہماری رفعت پرواز کیا ہے
دمیدہ کون ہے دمساز کیا ہے

رگ جاں کھینچتا ہے ، ناز کیا ہے
تمہاری دید جینا ، ہجر مرنا
تمہیں ہو سب مرا آغاز و انجام
عیاں ہم تم سے ، تم ہم سے عیاں ہو
یہ کہتا ہے کہ ہم تم دو نہیں ہیں
رگ جاں تدا طلبورہ ہے گویا
دکھاتے ہیں وہ اس کو جو نہیں کچھ
نہیں ہونا ہی ، ہو جانا ہے سب کچھ
تمہیں عوثی۔ میں ہو مولا کسوں کیا

***** ظہور حق ○

سنا ہم نے یہ کل منہ سے کسی کے
مقابل آرسی ہے آرسی کے
میں صدقے لیے دل کے لیے جی کے
تو کیا کیسے ہے اُس کی زندگی کے
نہ جاتے جی میں کیا آیا کسی کے
تصدق جلیے بے صورتی کے
گلے عجب کو نہیں اب بے کسی کے
کرشمے دیکھنے اس نیستی کے
نظر میں تم بھی کیا ہو کا کسی کے

ظہور حق ہے جلوہ میں نبی کے
خدا کا نور ہے نورِ محمد
نبی کی ہے محبت جس کے دل میں
لے جو جان و دل قربان نبی پر
خود ہی پر ہو رہا ہے اپنے صدقے
ہر اک صورت سے دکھلاتی ہے خود کو
وہ سامان ساز ہے خود میرِ سامان
نظر آتے ہیں سب ہستی کے جلوے
خدا تم میں نبی تم میں ہے عوثی۔

نحن اقرب من جبل الوريد (قرآن)



جے تم دھونڈتے ہو وہ یہیں ہے
ہمارا وہم تک بھی اب نہیں ہے
ارے وہ جان کا دل کا مکس ہے
عجب بے پردہ وہ پردہ نشیں ہے
نہ سمجھو تم کہیں اور وہ کہیں ہے
ہمارا تن ہے • دل ہے جاں ہے دیں ہے
مگر تم جس جگہ ہو کیا نہیں ہے
درجائے ہے • اور اپنی جہیں ہے
یہ بہت • آفریں صد آفریں ہے
یہ کیا حُسن ہے کیا نازیں ہے
تمہیں سب کچھ ہو عوثی۔ کچھ نہیں ہے

تمہارے پاس شہ رگ کے قریں ہے
شہود یار ایسا نقد دم ہے
پتہ کیا پوچھتے ہو لا مکاں کا
عیاں ہے تن سے دل سے اور جاں سے
جہاں تم ہو • وہیں ہے وہ یہ سمجھو
بتائیں کیا کہ کیا ہے وہ ہمارا
نہیں ہیں کچھ تو اک ہم ہی نہیں ہیں
نہ چھوڑینگے چھڑائے سے کسی کے
نکلے دھونڈ کر اپنے میں اُس کو
ہر اک صورت سے کرتا ہے تماشا
میں صدقے کیا • کہا عوثی۔ نہیں کچھ



اب تو ہر آن بلا کرتے ہو ہر جا ہم سے
واہ جی بھول بھلیاں کا تماشا ہم سے
اب یہ بتاؤ کہاں چھپتے کس جاہم سے
کوئی پوچھتے تو سی آپ کا پرواہم سے
لامکاں کہتے ہو کیوں اپنا ٹھکانا ہم سے
نہ چھپا آپ کا آخر کو تجنا ہم سے
اب تو اپنا ہی پتہ خود نہیں چلتا ہم سے

لامکاں چھپ نہ سکا یار تمہارا ہم سے
چھپتے ہو سنانے کے سنانے کیا کیا ہم سے
دیکھنے والے تمہیں دیکھتے ہیں ہر شے میں
بے جابی نے کیا ہے تمہیں خود پردے میں
اول آخر ہو • تمہیں • ظاہر و باطن ہو تمہیں
لن ترانی نہ سنی آپ کے اڑ بازوں نے
اک زمانہ تھا اُسے دھونڈتے تھے ہم عوثی۔

تلاوتِ ذات



یہ مکال سے تا سر لامکاں اُسی اک وجود کا خواب ہے
یہ ظہور دونوں جہان کا رخ یاد ہی کی نقاب ہے
کسوں کیسا بحرِ وجود ہے دو جہاں کی جس میں کہ بود ہے
کوئی قطرہ ہے کوئی نقش ہے، کوئی موج کوئی حُب ہے
ہے عجب چمن کا یہ رنگ دھنگ کہ آپ کا تو ہے ایک رنگ
پہ ہزاروں قسم کے پھول ہیں، کہیں سُنبل اور گلاب ہے
یہ بقا مری، یہ خامری تری ذات سے ہے اے دلربا
تری ذات سے ہوں میں ظاہرا مری ہستی نقشِ بر آب ہے
مرا عین تو ترا عین میں، نہ تُو غیر ہے نہ میں اور ہوں
مرے یاد پردہ نہ مجھ سے کر، مجھے کچھ نہ تجھ سے حجاب ہے
وہیں بخودی میں بھلے تھے ہم، کہ نہ اپنی ہستی کا ہوش تھا
نکل آئے یاں تو ہوا غضب، کہ خودی میں حال خراب ہے
کرو تم تلاوتِ ذات بس، میں کامِ غوثی رکھو سدا
یہ قرآن ہے حق کے وجود کا یہ خدا کی خاص کتب ہے

اینما تولوا فثم وجه الله (قرآن)

رموز حقائق

○

تجھے دیکھتا ہوں جہاں جہاں نظر آ رہا ہے وہاں تو ہی
گو بری ہے رنگِ جہاں سے تو مری جاں مگر ہے جہاں تو ہی
تو نہیں تو پھر یہ جہاں کہاں، ترے دم سے ہے یہ جہاں جہاں
گو جہاں ہے اور، تو اور ہے، ہے مگر جہاں کی جاں تو ہی
ترا بھید مجھ پہ یہ کھل گیا، ترا جلوہ مجھ سے نہ چھپ سکا
مرے جسم سے ہے، عیاں تو ہی، مری جان میں ہے نہاں تو ہی
تو ہی نور ہے تو ہی نور ہے، ترے نور کا یہ ظہور ہے
ترے لامکاں کا ہے یہ نشان کہ کیس تو ہی ہے مکاں تو ہی
مجھے تھا گناں مرا تن ہے یہ، مرا دل ہے یہ، مری جاں ہے یہ
یہ یقین ہے اب مرا تن تو ہی مرا دل تو ہی مری جاں تو ہی
تجھے جانتا ہوں تجھ ہی سے ہیں، تجھے دیکھتا ہوں تجھی سے میں
ہے بجان عوثی نہاں تو ہی، ہے بشکل عوثی عیاں تو ہی

كُنْتُمْ أَمْوَاقًا فَاحْيَاكُمْ (قرآن)

میں آتی سہیلی

○

میں آتی سہیلی عدم کے مگر ہے وجود حقیقی نے لایا مجھے
عدم میری بستی میں، ہو کر نہیں تھی نہیں سے وہ ہے لے دکھایا مجھے

میں۔ بیت ، میں جاہل ، میں مضطر ، میں عاجز۔
 میں۔ بہری ، میں۔ اندھی ، میں۔ گونگی ازل سے
 وہ زندہ ، وہ عالم ، مرید اور قادر
 وہ سنا ہے بنا ہے ، گویا ، میں۔ صدقے

مرا مجھ میں کچھ بھی نہیں ہے کھیلی
 وہی تیری صورت سے ظاہر ہوا ہے
 میں۔ کیسے پیا کو یہ بھولوں سہیلی
 محو کی صورت سے جلوہ دکھا کر
 خدا میرا سانچا نبی میرا سانچا
 تجھی میں خدا کو تجھی میں نبی کو
 اُسی سے اُسی کو میں۔ پاتی ہوں عوثی۔
 وہی کسر سے پا تک سنوارا مجھے
 یہ مُرشد لے کر رہے بتایا مجھے
 جو ہاتھوں سے اپنے بنایا مجھے
 مرے من موہن لے لہایا مجھے
 گردو بھی ملا ہے تو سانچا مجھے
 میں۔ صدقے گرد کے دکھایا مجھے
 عجب اُس لے جلوہ دکھایا مجھے

ۛ

تو اپنے وہم ہستی سے نکل ہستی کی ہے
 وہ ہر ذرہ کا خالق ہے وہ ہر ذرہ کا مالک ہے
 مرا مجھ میں جز اک وہم ہستی کے نہیں کچھ بھی
 تو ناقص ہے وہ کامل ہے تو مردہ ہے وہ زندہ ہے
 نرابِ عشق و عرفان پی کے ہر دم مست ہوں عوثی
 تو اسکے علم کا معلوم بن ہستی اسی کی ہے
 بلندی بھی ہستی کی اور یہ ہستی اسی کی ہے
 میں اپنی ذات سے خود نیست ہوں ہستی اسی کی ہے
 عدم ہے تو وہی آباد ہے ہستی اسی کی ہے
 مجھے مستی جو رہتی ہے تو یہ ہستی اسی کی ہے

خود شناسی



تو خود کو دیکھ بھی آخر ، کہ تو ہے کون کس کا ہے
 خودی کیا چیز ہے کس کی ہے ، خود کیا ہے خدا کیا ہے
 تُو میں میں بولتا ہے ، جانتا ہے میں ہوں میں لیکن
 نہ تو تن ہے نہ تو دل ہے نہ تو جان ، کون گویا ہے
 تو کتا میں ہے ملتتا ہے اعضاء اور بواسطہ کہ
 خدا کو جانے گا کیا ، خود کو ہی جب بھول بیٹھا ہے
 نکل اپنی خودی سے ، پا خودی میں ہی خودی اپنی
 نہیں ہے وہ خودی تیری خودی جس کو تُو سمجھا ہے
 خودی کو اپنی جب سمجھے گا ، پائے گا خدا کو بھی
 خودی سے اٹھ ، خودی کو پا ، خودی کا خود تُو پردا ہے
 خودی سے اپنی اے خود ہیں خودی خود تو لے کھوئی ہے
 اگر خود کو تُو سمجھے گا تو پائے گا خدا کو بھی
 خدا ہے آئینہ تیرا تو آئینہ خدا کا ہے
 نہیں ہو کر بھی عوثی - اُن کی نظروں کا تماشا ہوں
 نظر بندی ہے کیسی اور یہ کیسا تماشا ہے

سرظہور

○

کھیل ہے نظروں کا عالم نام ہے
 پاک ہے مئے اور پینا ہے حلال
 ہاں دل عاشق بھنے کیونکر نہ اب
 حُسن پردہ میں بھی بے پردہ ہے آج
 دیکھتے ہیں زلف کو رخسار کو
 گر نہیں خوش ہم سے عالم تو نہ ہو
 گر نہیں تم پاس ہے آرام مکہ
 ظاہر و باطن ہیں سب کچھ آپ ہی

صفتِ پختہ یہ کس کا کام ہے
 کیا ساقی ہے یہ کیا جام ہے
 جلوہ ہے دانہ تو گیسو دام ہے
 خاص محفل اور جلوہ عام ہے
 یہ بہاری صبح اور وہ شام ہے
 ہاں میاں ہم کو تو تم سے کام ہے
 تم اگر ہو پاس مکہ آرام ہے
 کیا ہے غوثی صرف اس کا نام ہے

مشاہدہ

○

میں اُس کے روؤ ہوں وہ میرے روؤ ہے
 ہے لا ظہورِ اِلَّا ظہورِ اللہ
 ہیں لا یہ دونوں عالمِ اِلَّا ہیں شاہِ عالم
 وہی ساقی اور میکش وہی ساغر اور مینا
 اک وقت اپنے دل سے پوچھا کہ کون ہے یاں
 جسے دیکھنا ہو اسکو، کہو مجھ کو دیکھے غوثی

ہوں اُس کے دوبدو میں، وہ میرے دوبدو ہے
 اللہ ظہور اللہ، اللہ ہو ہی، ہو ہے
 اللہ جانِ عالم، اب آگے ہو، ہی ہو ہے
 وہی میکہ صراحی وہی جام اور صبو ہے
 تو کہا کہ ہوش میں آ، مد ہوش یاں تو، تو ہے
 کہ میں اسکے ہو ہو ہوں وہ میرے ہو ہو ہے

وَفِي أَنْفُسِكُمْ (قرآن)

معائنہ خودی



ٹولا میں - لے جب خود کو تو کیا ہے
 پتہ میرا نہیں نام خدا ہے
 خودی میں کوئی خود سے چھپ گیا ہے
 خودی نکلے تو پھر کیا ہے خدا ہے
 میں - تم کو دیکھتا ہوں یا تمہیں سے
 تمہارا نور آنکھوں میں بسا ہے
 نہ دیکھے مہر کو کسپر نہ دیکھے
 عقاب آنکھوں سے اپنی دیکھتا ہے
 بڑا بُت ہوں میں - کیا پوچھوں بتوں کو
 وہ بُت گر میری نظروں میں بسا ہے
 سنا کب ہے جاہ میں وہ اپنے
 جسے وہ آئینہ رد مل گیا ہے
 ملا دے گا وہ پھر تم کو بھی دم میں
 لو تم اُس سے جو اُس سے ملا ہے
 کہاں ڈھونڈوں میں - اُسکو خود سے باہر
 کہ وہ مجھ میں سراپا چھپ گیا ہے
 نہیں ملتا نہ کنا آپ مجھ سے
 تمہارا پتہ پتہ میں پتہ ہے

نہیں غوثی - یہ کچھ بھی ہم لے مانا تم ہی ہو صورتِ غوثی - میں کیا ہے

مُتَقَبِّبٌ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

حقائق باب حکمت



حقیقی علی کا نظارہ علی ہیں رسول خدا کا سراپا علی ہیں
 محمدؐ کی آنکھوں کا تارا علی ہیں خدا کی نگاہوں میں اعلیٰ علی ہیں
 وہ دوش محمدؐ نے رتبہ بڑھایا کہ یہ عرش اعظم سے اعلیٰ علی ہیں
 خدا بھی ہے مولا علیؑ بھی ہے مولا مگر جس کے حق میں یہ مولا علی ہیں
 رہیں انکی سرگوشیاں خاص حق سے وہ ہراز حق ، نور حق کا علی ہیں
 ولی آج بتا ہے اُن کی نظر سے وہ نور محمدؐ کا جلوہ علی ہیں
 غلامان احمدؑ کے مشکل کشا ہیں مصیبت زدوں کا سہارا علی ہیں
 خدا اور محمدؐ علی میں ہیں عوثی۔ مرے حق میں کیا جانے کیا کیا علی ہیں

رباعی



جب پردہ غیب سے ندا یہ پہنچی سر باز ہے میدان رضا کا کوئی
 یوں بڑھ کے کہا شاہ شہیدان لے وہیں اس کام کو حاضر ہے حسینؑ ابن علیؑ

آہ حسینؑ



امتحانِ صبر و رضا کا تھا بلا کے سامنے
شیر گیدڑ کیوں نہ ہو شیرِ خدا کے سامنے
شہ نے بڑھ کر رکھ دیا سرِ مسکرا کے سامنے
شرم سے پھر جاتے تھے ظالم بھی آ کے سامنے
بہلِ شمشیرِ تسلیم و رضا کے سامنے
ایسا پھڑ پھڑ جاتا ہے کیا کوئی بلا کے سامنے
اک نہ ٹھہرا ہم شبیرِ مصطفیٰ کے سامنے
دیکھنا جاتا ہے کیا دُلوہا خدا کے سامنے
داغِ دل جلتے ہیں شاہِ کربلا کے سامنے

تھے شقی کیا چیز شاہِ کربلا کے سامنے
کانپ جاتا تھا دلیری سے جو آتا تھا شقی
جب ندا آئی، ہے میدانِ رضا کا مرد کون
کوئی پامالِ ستم ایسا ہمیں بلّائے تو
کیا کسی کی تیغ اور نیزہ کسی بد بخت کا
خانمں برباد آوارہ وطن، بے آسرا
بھاگے سارے اشتیاقِ یہ کچلے اب آئے نبی
ساتھ ہے تسلیم کی دولہن جلوسِ صبر و شکر
ماتمِ شیر میں عوثی۔ ہے سینہ کربلا

خطاب بہ حضرت قطب الاقطاب سیدنا غوث الاعظم محی الدین جیلانیؒ

○

افتخارِ انبیاء یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 ہادیِ راہ صفایا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 آیتِ حق بر ملا یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 کشفِ سرِّ خدایا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 روئے حق کا آئینہ غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 واہ کیا صلِّ علیٰ یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 اک سرِ پایا معجزہ یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 کیسے پیار سے حق نمایا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 نورِ شاہِ دوسرا یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 مظہرِ رَبِّ العالیٰ یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 آج کچھ غوثی نمایا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں

تاجدارِ اولیاء یا غوثِ اعظمؒ آپ ہیں
 محی دیں، سرِّ حلقہ اہل بصیرت، مرجبا
 مظہرِ ربِ قدیر، اوّٰ نورِ خاصِ مصطفیٰ
 حاملِ اسرارِ دیں محبوبِ ربِّ العالمین
 خود سے فانی (حق سے باقی ہیں سرِ پایا حق نما
 شکل میں گویا علیؑ، سیرت میں ہیں گویا نبیؐ
 استقامت اور کرامت، کشف اور الہام میں
 کردیا کتنوں کو تم لے حق نما اور باخدا
 آپکا فیضان جاری ہی رہیگا حشر تک
 حامی، اہل بصیرت دستگیرِ عاجزاں
 رنگِ قرآن میں نمایاں ہے حقائق کا بیلاں

جذبیۃ عقیدت

○

ظہورِ نورِ یزدانی کے صدقہ
 ظہورِ شانِ ربّانی کے صدقہ
 ہم اس تصویرِ لاشانی کے صدقہ
 ہم اس تصویرِ نورانی کے صدقہ
 ظہورِ شانِ یزدانی کے صدقہ
 غلامِ شاہِ جیلانی کے صدقہ
 ہم اپنے پر لاشانی کے صدقہ

ہم اپنے پرِ ربّانی کے صدقہ
 جمالِ حق کا آئینہ ہے واللہ
 محو کے ہیں جلوے اس میں ظاہر
 محی الدین، معین الدین ہے یہ
 بتاتا ہے خدا کو اور نبیؐ کو
 شرف رکھتا ہے شاہوں پر جہاں کے
 دکھایا جلوہ حق خود میں غوثی -

حضرت حسینؑ کا شوقِ شہادت

حسین ابن علیؑ کو بلا کو جاتے ہیں
سوارِ دوش نبی آج راہِ مولا میں
حسنؑ کے بھائی، سبطِ نبیؐ کی جان
غضب کی گرمی ہے شدت کے بھوکے پیاسے میں
وداع ہوتے ہیں اہلِ حرم سے ملتے ہیں
بہن کو دیکھ سکینہؑ کو پیار کرتے ہیں
وہی گلا ہے کہ لیتے تھے جس کو بوسے نبیؐ
دلاسے دیتے ہیں سپا اپنے اہلِ خیمہ کو
اڑے ہیں عابد بیمارِ رن میں جانے کو
سکینہؑ اور علیؑ اصغرؑ ہیں پیاسے لے چین
خیر میں دجی، شہادت پہ جن کے آئی تھی
عمامہ نانا کا پستکہ کمر میں بھائی کا
بندھی ہے ٹٹکی سیمے ہیں سارے اہلِ حرم
علیؑ ہیں فاطمہؑ ہیں اور حسنؑ ہیں حمزہؑ ہیں
نبیؐ ہیں آج پریشان شیشہ لائے ہیں
سب انبیاءؑ ہیں پریشان نبیؐ کے ساتھ آئے

خدا کی راہ میں اپنا گلا کٹاتے ہیں
شہید ہوتے ہیں اپنا گلا کٹاتے ہیں
سراپنا دیتے ہیں اُمت کو بخشواتے ہیں
بلا کا صبر ہے اف تک نہ لپٹ لاتے ہیں
گلے سے عابد بیمار کو لگاتے ہیں
ہر اک طرح انھیں بہلانے کو جاتے ہیں
اُسی گلے پہ شقی تیر اب چلاتے ہیں
ہر اک کو مبر کی تلقین کرتے جاتے ہیں
اور آپ دیکھ تسلی انھیں مناتے ہیں
پیشِ خشک حلق نہیں ہونٹ ٹک جاتے ہیں
وہ اب شقیوں کے ہاتھوں لہو نہاتے ہیں
لگائے بابا کی تلوار رن میں جاتے ہیں
اب ان کو آخری دیدار شہدہ دکھاتے ہیں
کھڑے ہوئے شہدہ کو سب جلاتے ہیں
لہو شہیدوں کا ہاتھوں سے سب اٹھاتے ہیں
فرشتے جن و بشر حوریں غل پچاتے ہیں

جو ہوتے غوثی ہم اس وقت شہدہ پہ جان دیتے
ہم اپنے جب کے ہونے کا داغ کھاتے ہیں

یہ وہی منقبت ہے جسکو حضورِ نظامِ میرِ عثمان علی خان اور جوش ملیح آبادی نے سن کر
حضرت غوثی شاہ صاحب کی ستائش کی اور داد دی تھی۔

معارفِ حضرتِ خواجہ



سرِ حلقہ ، اولیاء ہو خواجہ تم بند کے بادشاہ ہو خواجہ
 تم نورِ خدا ہو نور احمد کیا جلتے اور کیا ہو خواجہ
 اولادِ علی مرتضیٰ ہو آئینہ مصطفیٰ ہو خواجہ
 پھیلانے رموزِ دین و نعمت بادی رہ صفا ہو خواجہ
 عالم میں دکھایا جلوہ رب آئینہ حق نما ہو خواجہ
 اسلام کو بند میں بسایا نورِ شہِ دوسرا ہو خواجہ
 خالی ہو خودی سے حق سے پُر ہو آئینہ ہو آئینہ ہو خواجہ
 لاکھوں ہی غریبوں کو نوازا دستِ کرم خدا ہو خواجہ
 بھیجے گئے ہو رسولِ حق کے مشکل میں تم آسرا ہو خواجہ
 اسرار ، خودی کے تم نے کھولے اللہ سے تم بھی کیا ہو خواجہ
 بے پردہ معینِ دین حق ہو پردے میں نہ جانے کیا ہو خواجہ
 کیا چیز ہے کشف اور کرامت تم اس نے کہیں سوا ہو خواجہ
 ارشاد ہے معجزہ نبی کا تم بولتا معجزہ ہو خواجہ
 باتوں میں دکھاتے ہوں خدا کو تم کیے خدا نما ہو خواجہ
 لاکھوں کو بنادیا ہے تم نے اب ہم پہ عجب کچھ دیا ہو خواجہ
 کتنوں ہی کو حق نما بنایا اب غوثی میں جلوہ را ہو خواجہ

در در وصف حضرت قطب العارفین امام الموحدین سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ

خدا کے نور کا جلوہ ہے جلوہ شیخ اکبر کا
وہ ہے محروم جو منکر ہے اندھا شیخ اکبر کا
یہ نور باطن احمد ہیں بیشک آیت حق کا
ہزاروں اولیا ہوتے ہیں روح و کشف حضرت سے
خدا کی شان حق کو دیکھتا ہوں دونوں عالم میں
مقدر اس کے ہیں منہ دیکھتا اس کا سعادت ہے
ولی تھے آپ اس دم جبکہ آدم آب و گل میں تھے
محمدؐ کی ولایت خاص کے ہیں خاتم اصغر
علوم کشف میں کوئی کہاں ہے آپ کا ہمسر
مد کو ان پہنچے بعد مرون دم میں کوسوں سے
طفیل مصطفیٰ حق نے دیے دوزر ہیں غوثی

سرپا نور احمد ہے سرپا شیخ اکبر کا
وہ ملتا ہے خدا سے جو ہو والا شیخ اکبر کا
مری آنکھوں سے دیکھے کوئی نقشہ شیخ اکبر کا
جہاں میں آج تک جاری ہے صدقہ شیخ اکبر کا
قسم حق کی ہے دیکھا جب سے نقشہ شیخ اکبر کا
جو دیکھے خواب میں وہ روئے زبا شیخ اکبر کا
ہے نور خاص احمد نور والا شیخ اکبر کا
لہب ہے اس لیے ختم الولایہ یہ شیخ اکبر کا
ہے سارے اولیاء میں رتبہ اعلیٰ شیخ اکبر کا
کسی نے نمرہ مارا جس گھڑی یا شیخ اکبر کا
وسیلہ شیخ اکبر کا سہارا شیخ اکبر کا

فیض مستانہ خداوندی

بہ یاد پیر و مرشد حضرت کمال اللہ شاہ المعروف سیدنا مچھلی والے شاہؒ

از کثر العرفان اعلیٰ حضرت سیدی پیر غوثی شاہ قدس اللہ

کوئی مست عجب کو بنا گیا وہ پیالہ مجھ کو چلا گیا
دیا کان میں مرے پھونک کچھ مجھے جانے کیا وہ بنا گیا
وہ نسل تھا اس کی نگاہ میں کہ نسل بھی جس کو نہ کہ سکس
مجھے خود نظر وہ بنا گیا وہ نظر ملا کہ چلا گیا

وہ شراب اس کی شراب تھی کہ حلال بھی تھی وہ پاک بھی
 وہ تھا نہ اس کا بھی نشہ کچھ، کہ میں خود کو کھویا بھی پا گیا
 دیا میں نے جان بھی تن اُسے دیا میں نے دین بھی دل اسے
 لیا، لے کے پھر کیا مُسترد، انھیں اور کچھ وہ بنا گیا
 کوئی دیکھنا، اُسے دیکھنا کہ نظر میں اُس کی ہے کیمیا
 کہ میں پہلے کی طرح اب نہیں، مجھے جانے کیا وہ بنا گیا
 عجب، اُس کی باتوں میں بات تھی کہ چھٹی ہوئی کوئی ذات تھی
 کہ پتے تھے سارے کھلے ہوئے، وہ بتائے سب کو چا گیا
 کوئی اک کو سب ہی سمجھتا تھا کوئی سب کو سب اسے چھوڑ کر
 وہی وہ ہے سب میں، یہ سب نہیں، وہ بکھوں میں ایسا جا گیا
 جسے دھونڈتا تھا میں، جا بجا وہ نظر بچا کے تھا ہر جگہ
 وہ نظر نواز ہر ایک جگہ مجھے اس کا جلوہ دکھا گیا
 وہ بلا کی اس کی تھی سادگی کہ نظر جہاں کی نہ جیتی تھی
 مگر اس پہ بھی وہ کریم تھا کہ بتائے سب کو چا گیا
 کیا جام ہستی سے مست جب، تو لگا وہ غوثی کو چھوڑنے
 بڑی رشتوں سے پتہ لیا تو کمال - نام بتا گیا

حضور قبلہ عرفان خود

(یعنی بہ شان حضرت مچھلی والے شاہ) تو قبلہ عرفانی یا شاہ کمال اللہ



تُو قبلہ عرفانی یا شاہ کمال اللہ
 پیدا است جمال تو پنهانست کمال تو
 اندر نظر مجز تو یک لحظہ نمی گنجد
 اندر تن من ہم تو اندر دل من ہم تو
 من غیتم و بستم از جلوه تو شاہا
 من بے نمی داتم من بے تو نمی بینم
 من عوثی بیچارہ در عشق تُو آوارہ
 پیدائی و پنهانی یا شاہ کمال اللہ
 تو ایی و تُو آئی یا شاہ کمال اللہ
 ہر جا تویی رخسانی یا شاہ کمال اللہ
 سم جانی و جانانی یا شاہ کمال اللہ
 تو راز مرادانی یا شاہ کمال اللہ
 تُو باقی دمن فانی یا شاہ کمال اللہ
 لطفے بمن ارازان یا شاہ کمال اللہ

عشق

والقیت علیک محبت منی



اللہ رے کیا آپ کا ہے حُسنِ بلا کا
دیکھے جو دمِ فَنکِ ادائیں تری قاتل
جو تیرے دلدوز ہے، جو بات ہے دلچسپ
حیرانِ خدائی ہے تجھے دیکھ کے پیارے
ایک ایک ادا سے مئے لاکھوں ہی وفا میں
خود جانے کی طاقت نہیں، وہ آئینے آپ ہی
تھے دور تو بے پردہ تھے، پاس آئے تو محبوب
گو لاکھوں ہی پردوں میں دل اپنا یہ چھپایا
برباد ہوئے ہم تیری سہ سہ کے جفائیں
شہ میں اُسی درہی کا ایک خاکِ نشین ہوں

ہوگا نہ دو عالم میں تو اس سن و ادا کا
ہو جائے قضا کو مری ارمانِ قضا کا
آتا ہے مزہ تیری جفا میں بھی ادا کا
لیتے ہیں جگر تھام کے سب نامِ خدا کا
کیا سیکھ لیا آپ نے بھی ڈھنگِ جفا کا
احسان نہ لونگا میں کبھی بادِ صبا کا
یہ سیکھ لیا تم نے چلن کس سے حیا کا
لیکن تری نظروں نے اسے دور سے تاکا
بھولے سے بھی تولنے نہ لیا نامِ وفا کا
رُتبہ ہے جہاں ایک سبھی شاہ و گدا کا



ادا کا کشتہ، جفا کا بسمل، شہیدِ ابروئے نازنین کا
جو میں نے حسرتِ جان دی ہے، سو جاتا ہے آستین کا
ترپ ہے وہ، اور وہ بے قراری، کہ جانِ عمگسں جگر ہے پر غم
تمہارے غم میں بہت ہے بیکل، نہ حالِ پوچھو دلِ حزن کا
خیالِ دنیا نہ ہوشِ ایماں، نہ فکرِ عقبی نہ دیں کی پروا
بنادیا عشق نے رنگما نہ اس نے رکھا مجھے کہیں کا
جو اُس کی فرقت میں دلِ جلا ہے تو دل سے اُٹھے دھوئیں میں میرے
فلک جسے تم سمجھ رہے ہو، دھواں ہے یہ آہِ آتشیں کا
ہم اپنی ہستی میں مرچکے ہیں، کہ مرنا جینا ہے کھیں ہم کو
بڑے نہ برگرزِ نفاں ہمارا، بڑے نفاںِ آسماں زمیں کا

جو خون میں جوشِ عشق کا تھا، مزے تھے الفت کے جو رگوں میں
 بلائیں لینے لگا گلو کی، ترپ کے خنجر بھی مرے جہیں کا
 خدا ہی جانے یہ بات کیا ہے، کہ اُس پہ مرنا ہے سارا عالم
 جگر کو لیتے ہیں تھام عاشق جو نام آئے وہ دلنشین کا
 وہ قتل کر ڈالے جانے کیونکہ کہ گر پڑا اُن کے پاؤں پر سر
 لبو کے قطروں نے میرے، اُڑ کر، مچا دیا شورِ آفریں کا
 ابھی تو اچھے تھے آپ غوثی۔ ابھی ابھی میں یہ ہو گیا کیا
 جو ہو گئے سُت آپ اک دم، خیال آیا کسی حسیں کا

حالتِ غوثی



خالی تو نہ ہوتا کبھی میخانہ کسی کا
 آبرو کا نہ خنجر کا ادا کا نہ کسی کا
 تم درد سے رو دو گے بڑا درد بھرا ہے
 ہاتھوں میں سُبُوب پہ فُغاں پاؤں میں لعشِ رش
 جلوے پہ ترے کرتے ہیں، سجدہ تجھے بُت بھی
 دل نکلے جگر چاک ہے اور جان پہ صدمہ
 مڑتا بھی ہے صدمے بھی ہے حسرت سے ہے نکلتا
 اُڑتی ہوئی کہ ان سے صبا حالتِ غوثی۔

پھر کیا تھا جو بھر دیا وہ پیمانہ کسی کا
 مارا ہوا ہے یہ دل دیوانہ کسی کا
 دیکھو نہ سنو چھڑ کے افسانہ کسی کا
 کیا شورشِ مستی میں ہے مستانہ کسی کا
 اب کعبہ ہوا ٹوٹ کے بُت خانہ کسی کا
 کیا کیا نہ ستم ڈھاتا ہے یارانہ کسی کا
 کس دھوم سے جلتا ہے یہ پروانہ کسی کا
 غم سے کہیں بے گل نہ ہو جانہ کسی کا



مستوں ہو جو دیکھے ادا مستانہ کاکل کی ذرا
ہم کچھ خبر رکھتے نہیں پیمانہ و مل کی ذرا
اے کاش سن لیتا وہ گلی فریاد بلب کی ذرا
ہاں مست سن لیتے ہیں جب آواز قلقل کی ذرا
ہاں دیکھنا لینا خبر اس شور و غل کی ذرا
کچھ مہربانی سے کرو شرکت مرے قل کی ذرا
کچھ بھی نہیں ہم کو خبر اب جز و کل کی ذرا

بہزود بنے کوئی اگر، بو سونگھے اُس گل کی ذرا
ہاں تیری چشم مست کے ستانے ہیں ہم ساقیا
مانا اثر ہوتا نہ کچھ پھر بھی طبیعت ہی تو ہے
بس دھوم، باہو کی مجاہدیتے ہیں ساقی جھوم کر
سُن کر میری آہ فغاں اپنی گلی میں یوں کہا
آتے جازے پر نہیں گر تم نہ آؤ نہ ہاں مگر
ہم عشق میں اُس یاد کے عوثی۔ ہیں یوں کھوئے گئے



شاد کر پہلو میں اب آکر مجھے بہر خدا
اب نہ چھوٹا آگیا کچھ مجھے بہر خدا
مستی الفت کا دے ساغر مجھے بہر خدا
چھوڑ دے اب اے دل مضطر مجھے بہر خدا
منہ تو دکھلا اب دم آخر مجھے بہر خدا

مت ستا زانا بُت کافر مجھے بہتر خدا
مسکرا کر وصل کی شب یوں کہا وہ مست ناز
تیری چشم مست کا مستانہ ہوں میں ساقیا
جان کرتا ندر ہے کیوں اک بُت بے رحم کو
رات دن عوثی کے لب پر ہے یہی پیارے صدا



بتا ہے یہ دل کا حال ہر اک اشک تر میرا
سلاسل واقعہ گو تذکرہ ہے دار پر میرا
مرنے سرکار یاں جینا ہے خود تلوار پر میرا
ادھر بالیں پہ ہیں وہ دم نکلتا ہے ادھر میرا
وہ عکس ہوں کہ غم کرتی ہے ہر اک چشم تر میرا
اُچھل کر جا پڑا قاتل کے ہی پاؤں پہ سر میرا
خدا کا شکر عوثی۔ ان کے دل میں ہے گزر میرا

بلجہ ہو گیا پانی وہ ہے درد جگر میرا
جنوں افسانہ گو اور بے گنی اب مرثیہ خواں ہے
کے اُبڑو چڑھا کر آپ مرنے سے ڈراتے ہیں
عجب خسرت ہے اچھی یاس لپٹا وصل جاننا ہے
مرکا حالت پہ اب اختیار تک ٹپکتے ہیں آنسو
غضب کا شوق پابوسی نہ دیکھو ہو کے بسمل بھی
بہت ہی اب مزے میں ہوں بڑی مستی میں لکتی ہے



جاتی ہے جس پہ جان وہ پیارا کب آئیگا
 اللہ! وہ ہمارا دل آرا کب آئیگا
 وہ ماہ پارہ آنکھوں کا تارا کب آئیگا
 پیارے! وہ دن ہمارا تمہارا کب آئیگا
 آگے مرے وہ زلف سنوارا کب آئیگا
 آرام جاں وہ دل کا سہارا کب آئیگا
 وہ اُوج پر راہی ستارا کب آئیگا
 جو اب نہ آیا پھر تو وہ پیارا کب آئیگا
 جس نے لیا ہے دل وہ دل آرا کب آئیگا
 ملنے لگے وہ یار ہمارا کب آئیگا
 اُن کو یہ رٹ ہے غوثی ہمارا کب آئیگا



دریائے بحر کا یہ کنارہ کب آئیگا
 ویراں ہے جس کے واسطے میرا دل حزیں
 بے چین اک نگاہ میں جس نے کیا مجھے
 تم ہم سے ہمنما ہوں ہم تم سے ہمنما
 اللہ کب یہ دل کی پریشانی جلے گی
 آہٹ پہ کان در پہ نگاہیں ہیں لب پر آہ
 کس دن قدم پہ یار کے ہوگا یہ سر میرا
 ہونٹوں پہ دم ہے آنکھیں ترستی ہیں دید کو
 آتا ہے کوئے یار سے جو پوچھتا ہوں میں
 بے یار ہم کو عید کا دن غم کی شب ہے آج
 غوثی ہے اضطراب ہمیں وہ کب آئیگا

بائے کیا ظالم ہمارا دین و ایماں لے چلا
 لے چلا پہلو سے دل اور دل سے ارماں لے چلا
 لے چلا ارماں کو میں اور مجھ کو ارماں لے چلا
 عشق میں جوش جنوں سوئے بیاباں لے چلا
 چیدہ کر پہلو سے دل اور دل سے پیکل لے چلا
 ایک حسرت نے چلا اک یاس و عرماں لے چلا
 دل یہ پہلو میں تڑپ کر سوئے جاناں لے چلا

اک جھلک دکھلا کے جان و دل وہ جاناں لے چلا
 کیا کہوں اُس دلربا کی دلربائی کیا کہوں
 وہ کشش جذبِ محبت کی دکھائی عشق لے
 سر نکالے خارِ صمراے بلا کیا دیکھنا
 دیکھتے اس ناؤکِ افکن کے ستم کو دیکھتے
 دل جگر دونوں کے دونوں حیرے مجنوں ہو گئے
 دل بچا کر تھام کر لائے تھے غوثی - یار سے

میں ترپتا رہ گیا وہ کام اپنا کر چلا
ہائے کیا بیدرد ظالم نیم بسمل کر چلا
دل لگا کر ساتھ میرے ہے کدھر دلبر چلا
دم لبوں پر ہے مرے اور وہ پری پیکر چلا
راس کو مت محروم اپنے در سے اے دلبر چلا
پھر لے گا کب تُو دلبر اب تو ہے یہ مر چلا

پھیر کر منہ چھین کر دل وہ بُتر خود سر چلا
قتل کرتے کرتے مجھ کو ہاتھ سے رکھ دی چھری
گر تو جاتا فتنہ گر ہے جان لیتا جا مری
کیا کموں میں اس بُت پر فن کی حالت کیا کموں
اک نظر اے شاہِ خوباں اپنے عاشق کی طرف
اب دم رخصت تُو جاناں، غوثی بسمل سے مل

وفا میں حضرت دل دیکھتے ثابت قدم رہنا
جتا دیتے ہیں تم کو جفا میں تم نہ کم رہنا
لگاؤں بن کے متصل میں تری تیغِ دودم رہنا
ادھر بھی حضرت باری کبھی چشمِ کرم رہنا
تمنا ہے کہ کعبہ میں بھی اک بیتِ الصنم رہنا
رہے بس ہو ہی ہو باقی نہ تم رہنا نہ ہم رہنا
مرے اشعار کو شاخِ محبت کا قلم رہنا
نہیں منظور ہم کو دولت و جاہ و حشم رہنا

بلا سے بٹلتے درد یا رنج و الم رہنا
مٹا ڈالو وفا میں جتنا جی چاہے ہمیں لیکن
بیکر، دل دونوں پر اڑاں اب آتے ہیں شہادت کو
مانا ہم نے ہر شے پر نظر ہے آپ کی لیکن
ہمارے دل میں یارب اُس بت ہر جانی کا گھر ہو
مزہ الفت کا جب آئے کہ گم ہو جائیں دونوں بھی
ہو کاغذ صاف دل کا اور سیاہی یاس و اڑاں کی
غلاموں میں نقطہ اُس یار کے نام اپنا ہو غوثی

کس طرح دیکھتے ہو تم دیکھ لو قابو اپنا
لاکھ دھلے جو ستم کیش ستم تو اپنا
درد کا حال بتاتا ہے یہ آنسو میرا
وار اک اور چلا او بُتِ خوشرو اپنا

دل تمہیں دیتے ہیں لو چیسر کے پہلو اپنا
ہم نہ جانتے کبھی چھوڑ کے کوچہ حیرا
باہرا غم کا تو آہوں سے ہے افشا لیکن
دستِ بسمل کا اشارہ ہے تڑپ میں ہر دم

کیا کیا ٹوٹنے یہ چلتا ہوا جادو اپنا
ذکر رہتا ہے ترے حیر میں ہو ہو اپنا
کھول کر تم نکس آؤ گے جو گیسو اپنا
خالِ دل میں جو سناؤں بھی کس کو اپنا
اُن سے کرتا ہے بیاں پھیر کے پھر ٹو اپنا

بان وایماں دل و دین دے دیا تجھ کو پیارے
جب نظر تو نہیں آتا ہے تو درد و غم سے
جان دنگے ابھی عشاق پریشاں ہو کر
کون سنا ہے مرے دردِ جگر کا قصہ
نام تک کے مرے دشمن وہ ہوئے ہیں غوثی



لبوں پہ جان ہے صورت ذرا دکھا دینا
تو صدق حسن کا کچھ درد ہی بڑھا دینا
یہ تم نے سیکھا ہے کیا درد کی دوا دینا
مسحِ بھول گیا درد کی دوا دینا
نشانِ گورِ غریباں کوئی بتا دینا
ہماری خاک ٹھکانے کہیں لگا دینا
لگی ہے سینے میں آتش ذرا بجھا دینا
ہمارے سونے ہوئے بخت کو جگا دینا

نقابِ چہرہ سے اے جانِ جاں اٹھا دینا
پسند تم کو ہے ملنا نہ کچھ دوا دینا
لگا کے وار بڑھا دیتے ہو تپِ دل کی
جو دیکھی شکل مری ہو گیا وہ خود بیمار
سنور کے آتے ہیں وہ گورِ میری ٹھکانے
عزیزو مجھ کو کرو دفن اُس کے کوچہ میں
بھٹکے چلے ہیں مرے جان و دل مگر پیارے
جو یوں نظر نہیں آتے تو خواب میں آو

ضبا یہ کہہ دے کہ ہر جا ہیں حضرت غوثی -

اگر وہ پوچھے مکاں • لامکاں بتا دینا



لے کے دل کوئی روان ہو گیا
آج دیوانہ سیان ہو گیا
اب مرا گھر گھر فسانہ ہو گیا
دل نہیں غم کا نشانہ ہو گیا

آنکھ لڑنے کا بہانہ ہو گیا
چن یا ہے تکتے کوئے یار کے
انگلیوں سے لوگ بتانے لگے
روز ہیں تیر ستم اُس پر پا

پھنس گیا دل پرگئی جس کی نگاہ
آنکھ سے پردہ دُوئی کا اٹھ گیا
بیکسوں کی قبر پر دیکھو تو آج
دل نہیں ہے آج پہلو میں مرے
اس کے کوچہ میں لگا بستر مرا
مشتوں سے آئے وہ دل میں مرے
چل بے اب حضرتِ غوثی - کہاں

زلف کیا ہے قید خانہ ہو گیا
آج بیگانہ یگانہ ہو گیا
ابرِ رحمت شامیانہ ہو گیا
کون پہلو سے روانہ ہو گیا
کوچہ گردوں کا ٹھکانہ ہو گیا
آج روشن آشیانہ ہو گیا
مدتیں گزریں زمانہ ہو گیا



جو گیا اس کی گلی مارا گیا
ان کی زلفوں میں ٹولا دل جو میں -
جب کہا میں - لٹ گیا تو یوں کہا
پھینک کر خنجر ، گے سے لگ گیا
باتھ چھاتی پر دھرے پھرتا ہوں میں -
کتے ہیں اُس کو سرا راس واسطے
دیدئے دل دیکھتے کے دیکھتے
تکے ہی چُن کے بہلاتے تھے دل
پوچھتا پھرتا ہے مجنوں کو بہ کو
تیر بھی ظالم کا ظالم تیر ہے
کون غوثی - کو نہیں پہچانتا

ہو گیا مردہ اگر عیسیٰ گیا
تو کہا کیا دھونڈتے ہو کیا گیا
کیا گیا ، کیا گیا ، کیا گیا
جانے کیا قاتل کے جی میں آگیا
ہائے کیا غم کلجے کھا گیا
اس جہاں میں جو کوئی آیا گیا
کیسا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا
اب تو دشت سے بھی جی گھبرا گیا
کیا مرادھر سے عمل لیا گیا
سیدھا نکلا سینہ میں رترچھا گیا
جس کا لوبا بند تک مانا گیا

میرے بعد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ !

میری الفت کا اثر اُن کو ہوا میرے بعد
ہاتھ ملتے رہو گے کر کے جفا میرے بعد
نہ لے گا تمہیں ہرگز مری تربت کا نشان
پائے نازک میں کہیں چوٹ نہ آئے پیارے
وہی برباد ہوں تم نے جسے برباد کیا
دور سے دیکھ لے حسرت بھری تربت میری
میں وہ ہوں کشتہ حسرت کہ مری حسرت پر
مرگیا حسرت دیدار میں غوثی۔ افسوس

دیکھ کر روئے وہ خالی مری جا میرے بعد
خون رولائے گی تمہیں میری وفا میرے بعد
ٹھوکریں کھائے گی پھر باد صبا میرے بعد
میری مرتد پہ تو ٹھوکر نہ لگا میرے بعد
پوچھتے پھرتے ہو پھر کس کا چا میرے بعد
نہ مری قبر پہ تو پھول چرہا میرے بعد
غم مرا کرتی ہے رو رو کے قضا میرے بعد
شور آفاق میں ہر سو یہ چا میرے بعد

☆ میری جا (میری جگہ)

☆ کشتہ (قتل کیا ہوا۔ مجازاً عاشق)

شعائر اللہ (قرآن)

دایور کے اطراف پھرے یار کی خاطر
دل جان کئے اردو د مڑگاں پہ تصدق
سجدے کئے در کے ترے چوکت کبھی چوی
پھر حال بتائیں تمہیں ہم قلب و جگر کا
دل فرس قدم جان کریں بات پہ ترسان
اک دل ہی نہیں جان بھی ایمان بھی دیں ہی
جالے دل پر غم کو بھلا کیا دل بے غم
کیا حال کہیں لذت دیدار کا غوثی۔

پتھر کے بھی بوسے لئے دلدار کی خاطر
خنجر کی کبھی کی کبھی تلوار کی خاطر
کیا کیا نہ کیا ہے ترے دیدار کی خاطر
دو ایک قدم آؤ تو بیدار کی خاطر
رفتار کی خاطر کبھی گفتار کی خاطر
حاضر ہے یہ سب خاطر دلدار کی خاطر
غموزار کیا کرتے ہیں غموزار کی خاطر
کھوئے گئے ہم ہستی دلدار کی خاطر



اور پھر وار کے دل رکھ دیا تلوار کے پاس
موت آتی نہیں جو بسمل پر زار کے پاس
آکے منصور نے آواز دی ، دار کے پاس
ایک حسرت ہے ترے کُشتہ دیدار کے پاس
اور جگہ دوسری بھی تو نہیں نادار کے پاس
سر جھکا دوں میں اُدھر خنجرِ خوشنوار کے پاس
مار کر بیٹھوں میں آسن تری دیوار کے پاس
آکے جاتا ہے زمانہ دلِ بیمار کے پاس
عیب دھک جاتے ہیں کیا کیا مرے ستار کے پاس
اک یہ اُمید ہے بس تیرے گنگار کے پاس
باتھ پھیلاتے ہیں سب شہ مرے سرکار کے پاس



ندہ دی جان ، ہوا پیش جو میں یار کے پاس
مُنہ ترا دیکھ کے گھبراتا ہے شاید قاتل !
عشق بازی کی ہوس ہے تو چڑھے سولی پر
صدتے ہو ہو کے قضا روتی ہے خود لاشہ پر
کیا جگہ دوں تمہیں دل میں یہ ہے غم سے مملو
باتھ لٹھے جو اُدھر قتل کو قاتل کا مرے
ہے یہ جی میں کروں چندن ترے در کی مٹی
وہ تو کیا اُن کی بلا بھی نہیں آتی یاں تک
عج سے پر عیب کو رسوا نہ کیا دیکھو تو
منہ ترا نکلتا ہوں میں اب اسے شفاعتِ رحمت
جاتا ہے تو میں کس در کا گدا ہوں غوثی۔

رستم کوئی سے آخر کہاں تک
کہ منہ میں رکھتے ہیں سب انگلیاں تک
ذرا آکر دیکھو آشیاں تک
جو بتلا دوں کہ احسا ہے یہاں تک
ذرا تو دو قدم آو یہاں تک
ہوا افشا یہ لو رازِ نہاں تک
دکھانے کو سنی تو داستان تک
یہ شہرت ہے زمیں سے آسماں تک
خُشکایت آ نہیں سکتی زباں تک

ہے منظور اب تو مرگِ ناگہاں تک
لکا دھونڈ کر ایسے کو ہم نے
مرے دل میں بھی ہیں اداں کیا کیا
مرے غم کی کوئی حد ہی نہیں ہے
یہ ہے گورِ غریباں دیکھ جاؤ
نہ مانا تم لے دل چیسرا ہی آخر
اثر اُن کو ہوا کچھ بھی نہ آخر
بڑی حسرت سے میں نے جان دی ہے
جو گھبراتا ہوں ۰۰ دیتا ہوں دعائیں

تعب ہے ہنسی آتی ہے ان کو مری حالت پہ روتا ہے جہاں تک
خبر سن کر مرے مرنے کی بولے ارے ہے ہے ! گئی غوثی۔ کی جاں تک



کر خوفِ خدا اب تو اتنا نہ ستا ظالم ہاں دل کو دکھانے سے اب ہاتھ اٹھا ظالم
دل دیدیا جاں دیدی دیں دیدیا ایماں بھی دنیا کی نہیں خواہش مطلب نہیں عقبی سے
منظور نہیں تجھ کو جینا یہ مرا بچھا اب دیکھنے کیا کیا ہو ، کتنے ہیں گلے کتنے
معشوق مرا غوثی۔ بھولا ہے زمانے کا کب تک سہیں آخر ہم یہ جوڑ و جفا ظالم
ہم رشتیں کرتے ہیں ، کر اتنی دیا ظالم میں تیری محبت میں برباد ہوا ظالم
میں عشق میں تیرے ہوں دیوانہ بنا ظالم لے سر کو جھکاتا ہوں تو وار چلا ظالم
بدلا ہوا بیٹھا ہے غصہ میں بھرا ظالم یاروں لے یونہی اُس کا ہے نام رکھا ظالم



کسی کے عشق میں بیکل ہوں اتنا تیل لاتا ہوں کسی پہلو نہیں آرام ہر دم جاں کھپاتا ہوں
کبھی حیراں ہوں ، مضطر ہوں کبھی سکتہ ہوں خشنود ہوں مریض عشق ہوں ہر دم تے صدے اٹھاتا ہوں
ستالو آج جتنا جی میں آئے آپ کے صاحب خدا کے سامنے کل دیکھنا ، فریاد جاتا ہوں
فراقِ یار میں رو رو کے کر لیتا ہوں دل ٹھنڈا میں۔ اپنے آنسوؤں سے آتشِ فرقت بجھاتا ہوں
نہیں آثارِ اپنی زندگی کے اب نظر آتے غذا کے بدلے میں۔ غوثی۔ غم دلدار کھاتا ہوں

چوموں کبھی خنجر کو کبھی تیر سے لپٹوں
کب تک تری تصویر سے تحریر سے لپٹوں
لپٹوں ترے سینے سے تو تقدیر سے لپٹوں
اللہ کرے میں اس بت بے پیر سے لپٹوں
سو پیار سے اس چاند سی تصویر سے لپٹوں

قاتل جو نہ لپٹے تو میں شمشیر سے لپٹوں
آغوش کھٹے بکھرے ہوئے بال سے آجا
اسباب تو ملنے کے نظر کچھ نہیں آتے
ملنے کے عُدو اُن کو اجازت نہیں دیتے
گر عید کے حیلے ہی میں عوثی۔ وہ نظر آئے

حسرتیں ہیں سو دل بیمار میں
ڈھیر ہے لاشوں کے سب بازار میں
بڑھیاں ہیں کیا نگاہ یار میں
خار تک باقی نہیں گلزار میں
پھل لگا حسرت کا نخلِ دار میں
فرق ہے اقبال میں انکار میں
کتنی پھریاں ہیں نگاہ یار میں
مرگیا ہوں حسرتِ دیدار میں
لگ گئے دل سب دل و دیوار میں
دفن عوثی۔ کا ہے کوئے یار میں

مر رہا ہوں میں۔ خیال یار میں
سادگی پر ان کی مرتا ہے جہاں
کردیا چھلنی کلیجے کو تمام
میرے نالوں نے جلایا سب چین
اڑ کے سرِ قاتل کے قدموں پر گرا
زندگی ہے اُس میں اس میں موت ہے
ایک دم میں سینکڑوں گھاسل ہوئے
گور پر حسرتِ برستی ہے مری
اُن کا گھر آئینہ خاند ہو گیا
کھد رہی ہے قبر تلواروں سے آج

وہ کس کس دھنگ سے صورت دکھاتے ہیں پُچھاتے ہیں
مجھے ہر طرح سے اپنا وہ دیوانہ بناتے ہیں
مذہ یہ وصل کی خب دل لگی میں خوب آتا ہے
جلاتے شمع ہیں ہم مسکرا کر وہ بھاتے ہیں

ستم کا اور جفا کا حال کیا کیجے بیان اُن کے
 چلاتے مارتے ہیں ، مارتے ہیں پھر چلاتے ہیں
 تماشا بسمل و قاتل کا ہے یہ دید کے قابل
 ادھر ہم لوٹے ہیں اور ادھر وہ مسکراتے ہیں
 بڑی آفت میں رہتے ہیں شبِ فرقت میں ہم بیکل
 سکتے ہیں ، ترپتے ، لوٹتے ہیں تلملاتے ہیں
 غضب ہے وصل کی شب روٹھنا دونوں حریفوں کا
 کبھی دل کو مناتے ہیں کبھی اُن کو مناتے ہیں
 خیال ایسا ہے ، خوں گرنے کا ہم کو ہو کے بسمل بھی
 ترپ کر ہاتھ سے قاتل کے دامن کو بچاتے ہیں
 هجومِ حسرت و یاس تمنا لے کے جان و دل
 شہادت کو یہ دو ادراں بھرے دیوانے جاتے ہیں
 ارے جالے بھی دو غوثی۔ تم اپنی جان کی دیکھو
 کسی کے واسطے کیا آپ اپنے جی سے جاتے ہیں

☆ یاس (بالوسی)

☆ جلانا (زنگی دنا)



وہ رکھ کر حلق پر ٹیوں خنجر خونخوار کہتے ہیں
 سنا ہے تم ہو مرے کے لئے تیار کہتے ہیں
 نظر آتا نہیں جو دردِ پنہاں تو وہ کہتے ہیں
 بہت اچھے ہیں یہ اُن کو بھلا بیمار کہتے ہیں
 جگر بھی دل بھی جاں بھی ہم بھی سارا گھر کا گھر بیمار
 مری جاں اس مرض کو حسرت دیدار کہتے ہیں

دھاکر اُردو و سرنگاں کو کہتے ہیں راشاروں سے
 راسے برچی راسے خنجر راسے تلوار کہتے ہیں
 یہ کیا پھولے پھلنگے عشق میں دل اور جگر دونوں
 نہیں جی ہونہاروں کے خود ہی آثار کہتے ہیں
 جلانا اور ستانا • مارنا • ترپانا دکھ دینا
 تمہیں انصاف سے کہہ دو اسی کو پیار کہتے ہیں؟
 ذرا پوچھو تو مرے اشک درد و آہ و نالہ سے
 دل پر غم کی حالت ایک کیا دوچار کہتے ہیں
 اچھل جاؤ گے رو دوپگے ترپ کر کانپ اٹھو گے
 سنبھل بیٹھو کہ ہم حال دل پر راز کہتے ہیں
 مرا دل لے کے وہ کہتے ہیں جو ہم نے پڑ پایا
 کہو ! لیسوں کو پھر دنیا میں کیا دوچار کہتے ہیں
 غوثی میں رگڑ پھر پھر کر ہم اُن کو پیار سے غوثی -
 کبھی دلدار کہتے ہیں • کبھی سرکار کہتے ہیں

☆ سرنگاں Mishgan (آنکھ کی پلکیں)

کیا کروں؟

○

تم کو دوں نہ گر تو مری جان کیا کروں
 جو پہ جان دوں کہ مروں روئے صاف پر
 کافر بنوں کہ صاحبِ ایمان کیا کروں
 زلفوں نے کر دیا ہے پریشان کیا کروں
 مجنوں بنے ہیں دیدہ حیران کیا کروں
 محرا میں بلغ میں کہیں لگتا نہیں ہے جی
 بڑ یا دیکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں کچھ

اللہ اب میں صورت بے جان کیا کروں
بے یار لے کے رتبہ ذی شان کیا کروں
بس خاک آستان ہے مجھے شان کیا کروں
غوثی میں اپنے یار پہ قربان کیا کروں

زلفوں نے بھانسا آنکھوں نے بسمل بنا دیا
فرشِ زمین بھی عرش ہے جب یار ساتھ ہو
کیا کم ہے یہ شرف کہ میں ان کا غلام ہوں
اک جان ہے تو وہ بھی انھیں کی ہے دی ہوئی

وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ (قرآن)

بات رات کی



میں نے سواراں سے ہے یہ نذر مانی رات کو
رو پڑے جس دم سنی میری کہانی رات کو
اگئیں کچھ یاد پھر باتیں پرانی رات کو
کھل گیا جو کچھ کہ تھا رازِ نہانی رات کو
تم کو طلق اشک تھی آفتِ بچانی رات کو
اور ادھر تھا چلنے دلِ شر کا بانی رات کو
اب یہاں سے سیرِ کلکتہ کی ٹھانی رات کو

جان دوں گا آئے گر وہ میرا جانی رات کو
یوں تو اک قصہ پُرانا جان کر سنتے تھے وہ
خوب روئے یار کا دامن لگا کر آنکھ سے
کھل گئے کیا جانے وہ کس بات میں تھے بے حجاب
صبحِ کردی لگ گئے روئے تو روئے اس قدر
تھی طبیعت گرم اُن کی شوخیاں اس پر تھیں گرم
ہو کے دلی آگرتے آئے تھے غوثی لکھنؤ

جو ہو سو ہو !



اب ہم پر اُس کا لطف ہو یا ہو جفا جو ہو سو ہو
کام کسی سے اب نہیں تیرے سوا جو ہو سو ہو

ہم لے تو اُس کو دل دیا نامِ خدا جو ہو سو ہو
دونوں جہاں کی چھوڑ دی ہم لے تو ساری نعمتیں

پردہ اٹھا کے دلربا سامنے آ جو ہو سو ہو
 تو بھی تو مجھ سے کہہ کبھی ٹو ہے مرا جو ہو سو ہو
 میں نے تو راہِ عشق میں پاؤں رکھا جو ہو سو ہو
 لے تو سی تو ہاتھ میں تیغ ادا جو ہو سو ہو
 تو سی آ یہ کٹ لے میرا گلا جو ہو سو ہو
 نہ سنی ناخدا نہیں، بس ہے خدا جو ہو سو ہو
 غوثی۔ نے اپنے میں تجھے دیکھ لیا جو ہو سو ہو

اور ہے ٹو نہ غیر میں۔ کیسی حیا حجاب کیا
 ٹو ہے مرا، میں ہوں ترا ایک نہیں ہزار یاد
 رنج و الم ہو درد و غم یا مجھ پہ ہو پیا ستم
 میں۔ ایک کیا ہوں خاص و عام اپنا گلا کٹا بیٹنگ
 بدلی ہے ٹو نے کیوں نظری تیری خوشی ہو اس میں گر
 کشتی خدا پہ چھوڑ دی سوجھوں کا کچھ نہ کر کے ڈر
 ٹو ہے جہاں وہیں ہوں میں کرتا ہے مجھ سے چھپ کے کیا



یہ تیر نیم کش سرے دل سے جدا نہ ہو
 وہ آنکھ آنکھ ہی نہیں جو ہفتہ زانہ ہو
 وہ کیا جگر جگر ہے جو تیر آشنا نہ ہو
 اچھا نہ دو کوئی تجھے اس کا پتہ کہیں
 خلوت میں جب ہی وصل کا لطف آئے میری جاں
 منہ زخم لہولہ رہیہ۔ جلتے ہیں ہر گھڑی
 جُز دلربا کے کوئی تمنا نہ ہو مجھے
 ارمان و یاس و شوق تو کرتے ہو تم شہید
 غوثی۔ سے آپ بگڑے تو بگڑے بھی اس قدر

☆ تیر گلن (چبھا ہوا تیر)

☆ ناخدا (ملیج کشتی چلا لے والا)

آہستہ آہستہ



نکل آئنگے بے پردہ جناب آہستہ آہستہ
 کرو خانہ خرابوں کو خراب آہستہ آہستہ
 کھلے گی ان کی چشم نیم خواب آہستہ آہستہ
 اتر آئے گا نیچے آفتاب آہستہ آہستہ
 جو مقتول میں وہ آئے بے نقاب آہستہ آہستہ
 نکل جائے گی بیانی میں تاب آہستہ آہستہ
 نقاب آہستہ آہستہ آہستہ جناب آہستہ
 ذرا تھم تھم کے اے چشم پر آب آہستہ آہستہ
 جگر دل دو کے دو ہونگے کباب آہستہ آہستہ

اٹھے گی اٹھے اٹھے وہ نقاب آہستہ آہستہ
 کیا دیوانہ اور چنوائے تیکے اب نہ تڑپاؤ
 تجھے کیوں پرگنی اے برگس شہلا پریشانی
 یقین ہے فتنہ محشر کی چالوں کا ترے پیارے
 غضب ہو قہر ہو آفت ہو دشت کربلا ہو جائے
 پلٹ جاؤں چٹ جاؤنگا قدموں سے ترے قاتل
 مرے عریانہ پن دیوانہ پن لے سب الٹ ڈالا
 جگر کا ماجرا کچھ حال دل کا ہے نہ رو اتنا
 لگی ہے آگ دونوں میں دھوئیں اٹھتے ہیں اب غوثی۔



بس اب اٹھانہ یہ تلوار تو سنبھال کے ہاتھ
 لگاؤ دل پہ مری جان دیکھ بھال کے ہاتھ
 یہ بات آئی ہے عالم میں خال خال کے ہاتھ
 ہوئے خراب ہم اس قلب پر ملال کے ہاتھ
 یہ آپ دیکھ لیں سینے میں میرے ڈال کے ہاتھ
 بنا جہاں کے ہاتھوں کوئی جلال کے ہاتھ
 ہوئے حلال ہم اپنے جی اک خیال کے ہاتھ

ہم اب تو مر چلے قاتل ترے خیال کے ہاتھ
 تمہارا دھیان ہے اس میں تم اس میں رہتے ہو
 حدیث عشق کی گتھی میں ہے جہاں حیراں
 کسی پہ آتا نہ دل ہم نہ جان سے جاتے
 نہ مجھ سے پوچھیں کہ اس دل میں کون رہتا ہے
 بنے ہم اس کے جلال اور جہاں کے ہاتھوں
 کسی حسین نے نہ بسمل کیا ہمیں غوثی۔



خوب ہے یاد دل لگی تیری
اب ستائے گی بے کلی تیری
مجھ کو بس آج یاد تھی تیری
ایک ٹو اور ستم گری تیری
میں نے کیا کیا جفا سی تیری
خیر لیا ہے تو خوشی تیری
میں۔ سُنوں سب ذری ذری تیری
ایک فقط یاد رہ گئی تیری
کھائے جاتی ہے بے کلی تیری

میرا رونا ہے اور ہنسی تیری
چھوڑ جاتا ہے مجھ کو یاد رہے
شکر ہے ٹو نکل کے آہی گیا
ایک میں اور بے کلی میری
کچھ تجھے بھی خیال ہے اس کا
میری بربادی ہے تجھے منظور
تو وہ۔ راک بات مان لے میری
عشق میں تیرے سب کو بھول گیا
دیکھ کر مجھ کو یوں کھا خوشی۔



قسم تم کو میرے دل کی جگر کی جان کی، سر کی
نظر آتی ہے جو ہر چیز میں تصویرِ دلبر کی
کہاں جاتی ہے ہم کو چھوڑ کر گردشِ مقدر کی
یہ تربت ہے جگر کی، یہ مری، یہ قلبِ مضطرب کی
قسم ہے الفت کی نائے کی مری جاں کی کوثر کی
نہ جالے آج کیا ہوگا مری آنکھیں تو ہیں چھری
نہ حاجت تیغ کی تم کو نہ خنجر کی نہ لشکر کی
سروازت اب نہ کچھ باقی رہی زخموں کو نشتر کی
جو کچھ تجویز کی میرے لئے اُس نے سمجھ کر کی

نہ سنا تم مری فریاد سُن لو قلبِ مضطرب کی
یہ کیسا جامِ الفت ہم کو ساقی نے پلایا ہے
جو آئے لکھنوت پر بھی تو وہ باغِ لب آئے
بتا دیگی تمہیں حسرت مری گورِ غریبوں میں
ستاؤ خوب ترپاؤ نہ بھولو اپنے عاشق کو
ستم ہوگا غضب ہوگا کہ ہوگی پیار کی بانیں
فقط اس سادگی ہی پر تمہاری کشتہ عالم ہے
نکلیں پڑ رہی ہیں تیر سی اُن کی مرے دل پر
کرم سمجھو ننگا دونخ یا کہ جنت جو لے خوشی۔

☆ آنکھ پھر کی (آنکھ پھر کا خدشہ کیا ہوگا کیا نہیں)



تو نے وہ تیر سی نظر ڈالی بس کلیجے کے پار کر ڈالی
 ہم ہیں اُس تیری آن کے قائل جو نگہ ڈالی کارگر ڈالی
 دل لیا ، جان لی ، جگر ٹوٹا کیا نظر ٹانگ ٹانگ کر ڈالی
 تیشہ بے رُخی سے ظالم لیے ڈالی امید کی کتر ڈالی
 ہم نکلتے کہیں کے بھی نہ رہے خوب جادو بھری نظر ڈالی
 کفر و ایماں مٹادیے اُس نے نظر ایسی رادھر ادھر ڈالی
 گئے ناحق کے مارے ہم عوثی - بات ایمان کی جو کر ڈالی

وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْ (قرآن)

التب



اُو بے مثال سایہ ذرا مجھ پہ ڈال دے مستانہ قال دے مجھے وجدانہ حال دے
 صدقہ جو حُسن کا وہ بُت بے مثال دے تو سو دعائیں دل سے مرا بال بال دے
 رنگِ خودی کو اپنے جو دل سے نکال دے جب لازوال ہستی اُسے لایزال دے
 آزار چل کو دل کو ٹھپ دے ، جگر کو درد مولانہ جاہ دے ، نہ خشم دے نہ مال دے
 اچھا نہیں ، نہیں نہ سی وصلِ دلربا دھن اپنی دھیان اپنا دے اپنا خیال دے
 آدم کا جو نکلنا ہے معلوم ہے ہمیں شبابا نہ ہم فقیروں کو در سے نکال دے
 اے درد مجھ کو عشق میں اُس کے جلانے جا اے عشق مجھ کو سانچے میں ٹوٹانے ڈھال دے
 دے وہ خیال ، کر دے جو صفت خیال کی عوثی - کو بے کمال میں صاحب کمال دے

مُسخرِ دونوں عالم ہیں تمہارے اسمِ اعظم سے
 کہ تم بھی رو پڑو گے دیکھ کر رونا مرا غم سے
 ہر اک ذرہ میں ہم رہتے ہیں بن کر جانِ عالم سے
 کبھی مرہم کی زخموں سے کبھی زخموں کی مرہم سے
 کہ دریا بن گئے قطرے جو نپکے چشمِ پُر نم سے
 عزاداری سے ارمانوں کی حسرت کے ماتم سے
 نکلتی ہیں صدائیں بائے ہو کی کیوں مرے دم سے

نمودِ دو جہاں جانِ جہاں ہے آپ کے دم سے
 نہ پوچھو پچھیر کر کچھ حالِ میری چشمِ پُر نم سے
 جو پوچھا کیوں نظر آتے نہیں ہو تم تو یہ بولے
 خدا جالے یہ کیا ہوتی ہیں شبِ بھر راز کی باتیں
 جو تم یاد آئے تو جی کھول کر ہم اس قدر روئے
 مری میتِ جہومِ یاس کا تابوت ہے دیکھو
 کسی کی برچھیوں کے زخمِ کاری لگ گئے عوثی۔

جو لیسوں کا ہوا یا حال میں قربان ایسے کے
 یہ کہتے کیوں نہیں ہم چھپ گئے ہیں تیرا دل لے کے
 کہ تھکے بھی چنے تو جانِ من تیرے ہی کو پے کے
 مری جاں اب رہا کیا جو تیرے قابلِ ہولینے کے
 ہوا آغرو بی ہونا تھا جو قسمت میں لے دے کے
 یہ طعنے کس لئے سنتے الفت کا ایک دو بے کے
 دے کیا دل لگا ہوں سے گرے اپنے پرانے کے

پری کیا حور کیا سب نظر ہیں تیرے جلوے کے
 برے پردہ نشین میں ہوں صدقے لیے پردے کے
 یہ حالت ہے مرے دیوانہ پن کی دید کے قابل
 جگرِ تحفہ ہے دل تو نذر ہے ہم مفتِ صدقہ ہیں
 پھٹسا بیڑھپ سمجھایا لاکھ یاروں لے مجھے لیکن
 نہ مرتے تم پہ دل دیتے نہ تم کو سرُ غرو رہتے
 نتیجہ یہ ہوا عوثی۔ بلائیں جھیلنے پر بھی
 ✽ عزاداری (ماتم، مصیبت)

کر کے برپا شورشِ معشر چلے
 جس طرف دیکھا ادھر خنجر چلے
 ہم برہنہ پا برہنہ سرِ چلے
 پھیر کر جب جلتی پر خنجر چلے

دل کو میرے ہائے ٹھکرا کر چلے
 مسکرا کر قتل گمہ میں ناز سے
 اس قدر شوقِ شہادت کا ہے بولش
 پائے قاتل پر مرا سرِ گر پڑا

دردِ فُرت میں جھپک دکھائی کیا داغِ دل پر داغِ پھر دیکھ کر چلے
 بزم سے تیری بڑی مشکل سے ہم تھام کر دل کو اٹھے اٹھ کر چلے
 حُسن پر تیرے دے بس جان و دل بن کے دیوالے ترے ششدر چلے
 سر کا اور گرد اُس قاتل کے ہم صدقہ ہونے لاشِ بے سر چلے
 انقلابِ دہرِ غوثی - دیکھ کر روتے آئے بنتے اپنے گھر چلے

استدعا



بہرِ زماں یا رب خلیل چشمِ مستند رہے بادہِ وحدت رہے اور ذکرِ مانا نہ رہے
 قلقلِ مینا رہے اور دورِ پیمانہ رہے دلِ رُبا ساقی رہے اور شورِ مستانہ رہے
 تیرے قرباں ساقیا بحرِ بحر کے دے جامِ طُور تو مُلاست ہو ترا آبادِ میخانہ رہے
 تو رہے آنکھوں میں میری تجھ کو میں سجدہ کروں کعبہ آنکھوں میں مری ٹھہرے نہ بُخانہ رہے
 دیکھ کر صحرا میں مجھ کو وہ یہ دیتے ہیں دعا قیس کا یارب مرے آبادِ ویرانہ رہے
 یوں ہوں پالال ادا تیرا میں - اوجادو ادا میں بھی دیوانہ ہوں اور دل بھی دیوانہ رہے
 یدِ دعا دیتے ہیں میرے ذکر پر وہ اس طرح دھجیاں دامن کی ہوں حالتِ فقیرانہ رہے
 عجیب کو یوں عجیب بنایا ہے خیالِ یار نے کہ جنوں بھی دنگ ہو عجیبوں بھی دیوانہ رہے

دستِ ساقی کے تصدقِ جامِ کچھ ایسا دیا ہے
 ہم رہے غوثی - جہاں بھی پیرِ میخانہ ہے

مصور جس کا خود شیدا ہے صورت ایسی ہوتی ہے
قیمت میں قدرِ زیبا کا ان کے کیا کسوں انداز
یہ کہتے ہیں وہ محشر میں گنہگاروں کو بخشا کر
جگر نالال ہے دل مضطربوں پر دم ہے آنکھیں نم
دو عالم ان پر قرباں نہ ہو تو کیا کرے غوثی۔

دو عالم جس پر قرباں ہے نزاکت ایسی یوتی ہے
کوئی دیکھے قیامت میں قیامت ایسی ہوتی ہے
شفاعت اس کو کہتے ہیں شفاعت ایسی ہوتی ہے
تمہارے عشق میں اے جان حالت ایسی ہوتی ہے
مصور جس کا خود شیدا ہے صورت ایسی ہوتی ہے

میں اس کا نقشہ ہوں جس کی کمافی تیغ ابرو ہے
دکھا کر اپنی چتون کو یہ کہتے ہیں اشاروں سے
تلاش یار میں شاید کوئی کھوتا ہے اپنے کو
عدم کا کس لئے نقشہ کھینچنا شامِ جدائی میں
پرہی جائے گی پھانسی اب دل رنجور میں غوثی۔

لگا ہوں تیر چتون بے تحیاں ہیں ، چشمِ جادو ہے
یہ بر چمی ہے یہ نشتر ہے یہ فتنہ ہے یہ جادو ہے
مرے دل کی صدا سے کس لئے آواز ہو ہو ہے
مجھے سونا نظر کیوں آ رہا عالم یہ ہر سو ہے
خدا حافظ بت عیار کا بل کھائے گیسو ہے

نور کی صورت

نور کی صورت ہے تیری نور کی تصویر ہے
ہوتی ہے دل میں کلک رہ رہ کے اس کی وجہ کیا
بلبل و گل سب میں شیدا اس گل بے خار کے
اس بت عیار کو مستی میں گر سجدہ کیا
دید کے قابل تماشا قتل کا غوثی کے ہے

کھینچ گیا خود ہی مصور اس کی تو ، تصویر ہے
دے بتایا رب یہ کس کی چتونوں کا تیر ہے
گردن قری میں اس کے عشق کی زنجیر ہے
زاہدا ، ملا تو مجھ کو کیا مری تقصیر ہے
یاں سر تسلیم خم ، وہاں ہاتھ میں شمشیر ہے

کتاب ہذا "طیباتِ غوثی" کے مصنف (حضرت سیدی غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) نے ۱۸ سال کی عمر میں اپنے والد الحاج حضرت
سیدی کریم اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر اس نعت (نور کی صورت ہے) کو فیالبدیہ لکھ کر سنایا اور دادِ تحسین حاصل کی
☆ چتون (نظر، بلکس، نگاہ)



رادھر اُن کی مہر و عطا ہو رہی ہے
 تمہیں یاد کرتے ہیں مشکل میں مولا
 جو یہ دمدم ہچکیاں آ رہی ہیں
 جو نکلا جنازہ کسی کا تو بولے
 مگر جاؤ گے تم ٹہینگے نہ دھبے
 یہ تم یاد رکھ لو ، نہ چھوڑو دگا الفت
 تُلّا قتل پر وہ ، تو میں مرے پر ہوں
 ذرا مڑ کے دیکھو تو لاشہ کسی کا
 مزے تیرے خنجر کے لے کے قاتل
 بکھانا کوئی آگ دل میں لگی ہے
 اشارے پہ بسل جہاں ہو رہا ہے
 مٹاتے ہیں مدفن کو وہ بادِ مُزون
 مزہ یہ اٹھا سن کے اشعارِ غوثی -
 رادھر کچھ رادھر کی صدا ہو رہی ہے
 بچانا مرے ناخدا ہو رہی ہے
 ہمدی کہیں یاد کیا ہو رہی ہے
 یہ کیسی قیامت بپا ہو رہی ہے
 دمِ فزع تکرار کیا ہو رہی ہے
 سخی لاکھ مجھ پر جفا ہو رہی ہے
 وفا ہو رہی ہے جفا ہو رہی ہے
 کہ صدقے کسی کے قضا ہو رہی ہے
 لبِ زخم سے مرجھا ہو رہی ہے
 ارے میں - جلا ، میں - جلا ہو رہی ہے
 نقطہ ایک طرزِ ادا ہو رہی ہے
 کوئی اور رسمِ جفا ہو رہی ہے
 ہر اک لب سے صلیٰ علیٰ ہو رہی ہے

دردِ لا دوا



بس غم سے جی یہ میرا اب روٹھ کر چلا ہے
 مرا قتل کرنا تجھ کو قاتل اگر کُدا ہے
 نہ دوا کرو طبیبو مرا دردِ لا دوا ہے
 اب تک ٹھیس بھی باقی نہیں ہے پیارے
 لینا بتو خُدارا دُم لب پہ آگیا ہے
 تو تیز کر لے خنجر حاضر مرا گلا ہے
 یہ بڑھے تو خود دوا ہے بس اسی سے ہی شفا ہے
 چھیرو نہ دل کو میرے پھوڑا بنا ہوا ہے

مر کر بھی تیرا کشتہ آفت میں مبتلا ہے
ہوتا وہی ہے جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے بے پردہ
بے پردہ سب میں ہے تو اور نام پردے کا ہے
مجھے تیرا شکوہ کیا ہے، مرا تجھ پہ کیا گلا ہے
روکو زباں کو غوثی یہ کیسا تذکرہ ہے

چھوٹا نہ بعد مردن بھی تیرا خیال دل سے
دونوں جہاں کی فکریں بے کلام ہیں ہماری
او پردے والے دلبر ترا پردہ جانتا ہوں
مجھے دل سے ہے شکایت مجھے اس نے مار ڈالا
کتے ہو میں خدا ہوں، جو بے خودی میں ہر دم



ہماری اس کے کوچے میں لہ زبانی جاتی ہے
طبیعت ہی طبیعت ہے طبیعت ہی جاتی ہے
منادی آج میرے قہر کی پھر دانی جاتی ہے
طبیعت تکی ہی چن چکے اب بہلائی جاتی ہے
کئی ہیرے کی گھس کر اب ہمیں کھلوائی جاتی ہے
ہماری نقش پائے فیل سے کھنچوائی جاتی ہے
طبیعت اور ہی سرکار کی اب پائی جاتی ہے
کلیجے بے کلی اندر ہی اندر کھائی جاتی ہے
طبیعت اب کی یاں کی سیر سے آگاہی جاتی ہے

بہن چٹنگے



جگر کو آج کچھ تیغ نظر دکھائی جاتی ہے
تماشاے حسینان جہاں کو کیا کروں واعظ
سوا میرے نہیں منظور ہے ان کو کسی کا سر
عجب سودا ہے یہ اچھا جنوں ہے خوب دشت ہے
مرے تھے ہم جو اس کے سبزل پر جان سے اپنی
کسی کو پھر نہ جرات ہو کسی سے دل لگانے کی
نگہ بدلی ہوئی تیور میں بل، بگڑے ہوئے اردو
ستم ہے قہر ہے، آفت ہے، ہجر یار کا آزار
چلو! حمیر کو اب بیہوشی سے حضرت غوثی۔

جس سے ہے سارے جہاں کو دیکھ کر سودا مجھے
ہو برا اس عشق کا کیا کر دیا رسوا مجھے
صدقے میں اچھے مسیحا کیا کیا اچھا مجھے
لوگ الفت میں کسی کی کہتے ہیں کیا کیا مجھے
تیرا جلوہ دیکھتا ہوں جو نظر آیا مجھے
یہ بھی بے جانان نظر آتا ہے اب سونا مجھے

اس پری کا ہو گیا ہے ان دنوں سلیہ مجھے
لنگیاں اٹھتی ہیں بتلاتے ہیں دیوانہ مجھے
وہ دوا دی بیٹھ گیا دردِ محبت اور بھی
کہتا ہے بیدل کوئی مجھوں کوئی وحشی کوئی
کیا کروں اپنی نظر کو جانے کیا مجھ کو ہوا
سیر، کلکتہ سے جی بھرتا نہیں غوثی۔ مگر



آفتابِ عرشِ حق ہے آج ڈھلنے کے لئے
 طرَفِ تریا ہے دم بھی نکلنے کے لئے
 حیلہ کرتی ہے قصا خنجرِ چلنے کے لئے
 اب زمانہ چلے دل کے سنہلنے کے لئے
 جی میں بٹھے ہیں کلیجہ میرا کٹنے کے لئے
 ہے دلِ بدرد پہلو سے نکلنے کے لئے
 اب نہالِ آرزو اپنا ہے چھلنے کے لئے



بجر میں پہلو سے دل ہے اب نکلنے کے لئے
 اس کی لاپرواہی ایسی اضطراب ایسا مرا
 ہاتھ قاتل کا مرے اٹھ پٹھ کے رہ جاتا ہے کچھ
 آگیا اک دم بس اُس کی چشمِ فتاں کا خیال
 اک گھڑی اک دم نہیں دیتے ہیں وہ آرامِ چین
 درد والا اپنے اپنے دل پہ رکھ لو ہاتھ تم
 مُسنے ہیں اُن کو ترس آتا ہے خوشی ہم پہ کچھ

حیرانِ دو جہاں کے ہوشیار ہو گئے
 کافر کئی ہوئے کئی دندار ہو گئے
 کچھ اور اب مریض کے آثار ہو گئے
 یہ چھوٹے ہی دل کے مرے پار ہو گئے
 رُسوا ہوئے ذلیل ہوئے غوار ہو گئے
 خنجر ہوئے کبھی ، کبھی تلوار ہو گئے
 کتنے ہی بے گناہ گنگار ہو گئے
 رگس ہی ایک ، سینکڑوں بیمار ہو گئے
 چٹن پہ مر رہا ہے ، کئی وار ہو گئے
 کتنے فصیح رشک سے فی انار ہو گئے

بے پردہ جب وہ آئینہ رُخسار ہو گئے
 رخ پر فدا کوئی قربان زلف پر
 بچنے کی اب امید مسیا نہیں ہے دیکھ
 چٹن کے بانگے تیروں کا پوچھو نہ بانگن
 دل دے کے تم کو غم بھی اَلَم بھی رستم سے
 مرنگاں کے وارِ دل پہ لگے اس طرح مرے
 رحمت گناہگاروں پہ دیکھی جو روزِ حشر
 اس سُرخ کی نگاہ بلا ہے میں کیا کسوں
 مجھ سا تو دل ہونگا کسی کا جہان میں
 خوشی۔ ہماری تیز زبانی پہ کھا کے زہر

☆ طرَف - (عجیب و غریب) نہال - (پودا - جھاڑ - کا) ☆ رگس (آنکھ جیسا پھول)
 ☆ فی انار (آگ میں جل گئے)



نہ کچھ سمجھے نہ کچھ سوچا ترے جلوہ پہ مری بیٹھے
 ہم اپنے آپ کو تیرے لئے برباد کر بیٹھے
 جگر بھی ، دل بھی ، تن بھی ، جان بھی ، ایمان بھی ، دین بھی
 جو کچھ بھی پاس تھا اپنے وہ نذر یار کر بیٹھے
 بنایا ہے دل اپنا ہم نے اُن کا آئینہ خانہ
 کیا کرتے ہیں ، اب تو یار کا دیدار گھر بیٹھے
 کہاں چھٹے ہیں تجھ سے کشتہ تیر نظر تیرے
 جہاں بھی بزم میں بیٹھے ترے پیش نظر بیٹھے
 فنا ہو جائینگے یا اُن کو خود میں لیکے اٹھنگے
 کہ مدت ہو گئی ہم کو درِ دلدار پر بیٹھے
 الہی کیا نفاذ ہے آنکھوں سے نہیں بنتا
 اُنہی کو دیکھتے ہیں جس طرف لٹکے جدھر بیٹھے
 جتنے کیسے ، کئے فرقت میں اُس کی زندگی کیونکر
 تمہارا دیکھنے والا کہاں جائے کبھر بیٹھے
 کہا مچکے سے تم - ہم - دو نہیں گو اور ہیں حوثی -
 نوازش کی کہ اپنا راز آپ ہی فلاں کر بیٹھے

کلام فارسی

ومن اياته خلق السموات والارض واختلاف السنتكم والوانكم



وے فدائے گیسوئے تو دینِ ما و جانِ ما
 خطِ پیشانی ، تو صد مرجا قرآنِ ما
 یک دو گلے از کرمِ در کلبہ اغزانِ ما
 اے حیاتِ عالمیں تو جانِ ما جانانِ ما
 عشقِ زلفتِ کُفرِ ما عشقِ رختِ ایمانِ ما
 گفت من عینِ ہمہ آں و گر ہر آںِ ما
 ہستیِ ما جملہ از تو نیستی شایانِ ما

اے رُخِ تو کعبہٗ ما حُصنِ تو ایمانِ ما
 والضحیٰ والیل تفسیرِ رخِ تو گیسوئے حست
 درِ دل و جانِ فدا یانِ خودت جا کردہ
 ہستی ہر دو جہاں ، جملہ نمود روئے تو
 عکسِ روی و زلفِ تو نور و ظلمِ دہد ورود
 گفتش تو کیتی از جملہ چیزے دگرگی
 زندگی غوثی - پیارہ جُز تو نیستی است



روز و شبِ کلامِ بدیدارِ خدا افتادہ است
 رشتہٗ جبلِ الودیدِ در بُلے افتادہ است
 ہر جلوہ نقطہٗ زیرِ آمد ، چہا افتادہ است
 ہستی ، مہومِ ما اندر فنا افتادہ است
 پیشِ ما شکلِ فنا عینِ بقا افتادہ است
 تیز بیناں را عدمِ ہستی نما افتادہ است
 از درونِ من شُئو چوں ناہا افتادہ است
 طرُفِ ہیں اکنوں کہ کارِ ما ہما افتادہ است
 در نگاہِ صورتِ ما و شما افتادہ است
 خود نمی یا ہم عجب کارے مرا افتادہ است
 خود تلاشِ حضرتِ غوثی - مرا افتادہ است

پیشِ من آئینہٗ ہائے اے ایما افتادہ است
 ایں جمالِ نحنِ اقربِ در التم بندہ کرد
 من ہماں نورم کہ بودم شکلِ نقطہٗ با خدا
 کرو جعجِ کلّ شیِ حاککِ ہما عدم
 علے پیند بقلے را بہ مراۃ فنا
 پیشِ کوراں ہستی موجودہ افتادہ است عدم
 سرِ من گرافش گردو ، علے برہم شود
 در رضائے یادِ کردم دُستِ عمرے بسر
 منّ یکے خوانم یکے دانم یکے بینم یکے
 من یکم من کیتیم یا جملہ او یا کل منم
 خلقِ ی گوید مرا غوثی - تماشاے یہ ہیں

صدائے حق بزبانِ عبد



منم ذاتِ قلِّ حوائد احد ہم شان من دال تو اللہ صمد
منم ہستیم از ازل لم یلد کولم یولد ایں کنم من تا ابد
ولم ہم منم ہم یکن ہو منم من آل لا شریکیم کہ کفوا احد
بروں اسم و وصفم ز قید شمار من آل واحد کوہری از عدد
جہان تعین دال غیر من کہ ہر دم بشائے ظہورم بود
ہم خیر و شر جلوہ گاہے من است جلال و جہالم ہم نیک و بد
ظہور دو عالم ہم رنگ من کہ شان ظہور مرا نیست حد
ہمون است حقّی - کہ گوید من ہم ادست ایں صورت و خال و خد

نکاتِ حقیقت



نمود دوجہاں شد از وجودم اگرچہ قبل عالم خود نہ بودم
میرس از ہستی بے ہستی من نہ دانی چیچ از بود نہ بودم
من آل نورم کہ از نور آفریدم شود یار من باشد شہودم
چہ جوئی از وجود من نشائے کہ نابودست ایں جملہ نمودم
ازال مسجد جملہ کائناتم کہ باشد قرب مسجد از مجودم

من اندر منّ نهم جمله من او وجود او شده جمله وجودم
 چو مقصودم ز مرگ و زندگی اوست نیم آگاه از نقصان وسودم
 رغرد جمله جنوں در راه عشق است جنوں عقل است بسیار آرمودم
 چوں آں شایه تجلی کرد غوثی - مرا از من بود داز وجودم

★★★★★

کیفِ خودی



چوهر ایک را رہے دادست یارم نہادہ پیش اودارا نگارم
 مرا اندر کنارِ خویش دارد چہاں گویم کہ او اندر کنارم
 مرا بود ز خود بیچ اختیارے ولے از اختیارش اختیارم
 ریاضت در طریق عشق بود مرا ای بس کہ میرم پیش یارم
 کمپرس از من کہ مقصود دلت چیست کہ جز دید تو مقصودے ندارم
 اگر اے جانِ جاں در جاں نباشی کہ باشد جز تو اندر جان زارم

چو او در غرقہ ام غوثی نہان است

شہنشا ہم اگرچہ دلق دارم

جامعیتِ انسان

”ہم حضرت قرآنِ منم“



حضرت قرآنِ منم، ہم حضرت فرقانِ من
 من یم جانناں، و لیکن صورت جانناں من
 من چہ گویم من کیم من کیتیم، من چیتیم
 تو نمی دانی مرا اے زاہد صورتِ پرست
 قربِ جانناں کے بدست آئید بجز افضال او
 فضل حق غوثیؒ مرا از دو جہاں برداشت است
 تن منم ہم، دل منم ہم جاں منم، جانناں منم
 آنکہ خود را یافتہ در ہستی سُبْحان منم
 ایں نیم، من آں نیم، من ایں منم، ہم آں منم
 نورِ حق گرچہ شکلِ حضرت انسانِ منم
 پنجم عرفانِ زده در دامنِ رحمانِ منم
 نعمت حق را چہ گویم، صاحبِ عرفانِ منم

انکشافِ حقیقت



من طلسمِ بستہ مولا ستم ہیں غبارِ محملِ لیلہ ستم
 تو سہرس از من نشانِ ہستیم عینِ آیم صورتِ دریا ستم
 من کہ من ہستم نمی دانی مرا یافتم خود رازِ خود بر غلام ستم
 من منم لیکن نیم آں من کہ تو آں من دارم ز من گویا ستم
 آدم در صورتِ غوثیؒ - عیان غیبِ غیم نقطہ پیدا ستم



منم آں عاشق شیدا کہ دلدارے دگر دارم
منم آئینہ و آئینہ ہیں آئینہ رخسارم
منم آں طرفہ صلح کو ، بطن غویشتن ظاہر
منم جسم و منم قلب ، و منم جان و منم جانال
گذشتہ کار من از کفر و ایمان شما یاراں
انا عبد یگویم باناللق طرفہ منصورم
گئے در صورت مجنوں پریشاں حال دآشفته
گئے در پیغودی باغود گئے در باغودی پیغود
بہ شکل شہ کمال اللہ عجب دریائے عرفانم
بہ شکل غوثیم انداز گفتارے دگر دارم

☆ حضرت میدی شاہ کل اللہ المعروف حضرت میدی پچل والے شاہ حضرت میدی غوثی شاہ کے پیر و مرشد ہیں۔

لبِ حق



از لبِ حق شنو یا حق منم و خدا منم
ذات منم ، صفت منم آئینہ ، لیکن منم
من منم و شما منم ہم ہمہ ایں و اس منم
از ہمہما گذشتہ ام چلن و چرا گشتہ ام
در دلِ بیدل من شکل بد بتاں منم
لَمْ یَلِدْ اَمْ کُودَ منم خالق و کبریا منم
من بہ لقلعے غویشتن عکس منم لقا منم
انت منم ہما منم مو منم و انا منم
در کن من نشستہ ام مطلق خود نما منم
در ہمہ جلوگر منم از ہمہ با جدا منم

مثل مرا عدم بدال صورت ہستم جہاں بود و نمود دوجہاں از من و ایں ہمہ منم
 اول و آخر جہاں ، ظاہر و باطن ہمہ جملہ ز ہستیم بدال بے حد و انتہا منم
 سائل بینوا منم ، صورتِ اغنیا منم ہر طرفہ باہرا بیہی شاہ منم گدا منم
 منجہ اعدم و احمد منم ، شیخ منم علی منم صورتِ غوثیم - عیاں عارف باخدا منم

شورشِ مستی

”مستانہ ام مستانہ ام“



من بہ جامِ غوثیتن مستانہ ام عاشقِ حُسنِ خودم ، دیوانہ ام ، دیوانہ ام
 نوالعجبِ مستم کہ غیرِ خود ، نمی بینم دگر بر جہاں شمعِ خود پروانہ ام ، پروانہ ام
 کوست صیّا ، و شکارے کوست دانہ کوست دام من بہ صیدِ غوثیتن خود دانہ ام ، خود دانہ ام
 در لباسِ قیسِ منجہ در حُسنِ لیلہ ہم منم خود بٹالے دیگرم بیگنہ ام ، بیگنہ ام
 خود بہم ہم خود پرستارِ بہم چوں برہمن ہم پئے آں برہمن بت خانہ ام ، بتخانہ ام
 بر فروشم جامِ صہبائے خودی خود میکشم ہم برائے میکشی مے خانہ ام ، مے خانہ ام
 اُو من و ہم ، تُو من و ہم جملہ غوثی من منم من بخود نازاں منم جانا نہ ام ، جانا نہ ام

کیفِ مستی



گم صورتِ عشاقم گم بتاں دارم
 گم لفظِ آنالطی را مَن درد زبان دارم
 مَن ہر نمود خود صد نام و نشان دارم
 صد بوالعجبی در مَن ، ایں دارم و آں دارم
 مَن جلعِ اضدادم پنهان و عیاں دارم
 خود شاید و مشہود صد راز نہاں دارم
 مَن عارفِ عوٹیم صد لطفِ بیاں دارم

ہر لحظہ تماشاے در رنگِ جہاں دارم
 گم صورتِ موسیٰ مَن رُبِ ارنی گویم
 مَن کافر بے دینم مَن مسلمِ بادیتم
 مَن طرفہ کہ بے چہم صد طرفہ کہ باچہم
 مَن تر ظہور کن عینِ فیکون ہم مَن
 ہرگز نہ رسد غیرے در حضرتِ ذاتِ مَن
 مَن اول و مَن آخر ، مَن ظاہر و مَن باطن

یا رسول اللہ - اُنظر حالنا



مِرضانِ محبت را دوا کن
 خدا را جانبِ ما چشم و کن
 نہ قیدِ رنج و غم مارا رہا کن
 نگہبے لطف ، ہر کبریا کن
 دو ہر خدا اسے ناخدا کن
 کرمِ ہمہ حال ما ہر خدا کن
 بیا - رحمتِ بحال زار ما کن
 نہ رحمتِ جملہ حاجاتم روا کن
 بحالش لطف ہر مرتضیٰ کن

نگہبے از کرم یا مصطفیٰ کن
 تو جانِ عالی ، رُوحِ جہانی
 ولے از رنج و غم داریم مملو
 تو نورِ کبریائی یا محمد
 یہ طوفانِ غم آمد سستی ما
 غلامانیم گرچہ عاصیایم
 نقاب از چہرہ وا کن جلوہ نما
 تو جملہ قبلہ حاجاتِ مانی
 غریقِ بحرِ عصیانست عوثی -

بہ حال زارِ آنظرِ یابی

اے دلِ مَن دیدہ من، جانِ من، جانانِ من
 من ہی خوانم، نمی دانم، ہمیں یتیم ترا
 اے کہ شانتِ جُز تو لو داند تو دانی یا کہ حق
 آئینہ شد ایں جہاں یتیم ترا من در ہر
 زلف تو والیل آمد رُوئے تو شمس الضحیٰ
 کردہ روشن جہاں را از وجود پاک خود
 آمدہ عوثی بہ حالِ زارِ آنظرِ یابی

○ یا محمد بر تو قرباں، ایں من، ہر آن من
 قبلہ من کعبہ من دینِ من، ایمان من
 شان تو شانِ خدا اے احمد ذیشان من
 جز تو دیگر می نہ بیند دیدہ حیران من
 دید تو دید خدا، گفتار تو قرآن من
 خوش بتاب اے جانِ عالم باہ خوش، تابان من
 رحم کن بہر علی، اے جانِ من، جانانِ من

جانِ جانان

○

اے کہ شانِ بیشالِ روشن از بالائے تو
 بیچ باشد، ہرچہ باشد بیچ چیزے بیچ نیست
 پردہ ظلماتِ اینجاں پر تو گیسوئے تست
 بحر تو صد مرگ باشد گشتگانِ عشق را
 کعبہ پیش کعبہ دل کے مساوتے کند
 از سخن ہائے پراسرار تو غافلِ غیتم
 تا توئی من نیتیم چوں سایہ پیشِ آفتاب
 صورت بے صورتی تست در ہر صورتے
 از کہ پرسی کیست عوثی—جانِ جاں ناداں مشو

دردِ دو عالمِ می نہ گنجِ ذاتِ بے ہمتائے تو
 دردِ دو عالمِ نیست رالا جلوہ زیبائے تو
 روشنی، رہبرِ تاباں عکسِ نقشِ پلئے تو
 زندگی عاشقانِ اے جاں نوحِ والائے تو
 آستانِ آں بود، ایں خاص باشد جائے تو
 گوشِ دارم من ز جاں بر جنبشِ کہنائے تو
 جانِ من، ایں جانِ قربان، برقدِ رحنائے تو
 اے چہاں بے صورتی، کایں جملہ صورتہائے تو
 خود توئی عوثی—ست عوثی—صورتِ والائے تو



حلقے را بر جمالِ خویش شیدا کرده
 نیم بسمل بر در حجره جہاں را کرده
 مصلحت را یابی، گرچه تو پردا کرده
 ز اشتیاقِ خویش جانہارا تو کشتہ کرده
 یامد انچہ پنہاں بود پیدا کرده
 از چہ آوارہ تو ما دیوانگان را کرده
 از جمالِ خویش روشن دیدہ ما کرده
 خود تماشاخانِ تو، ہم خودار تماشا کرده
 اے قدايت جان من، در دیدہ ام جا کرده

اے کہ از مکہ بہ طیبہ آمدہ جا کرده
 خود درونِ حجرہ تو بنشتہ یا مصطفیٰ
 از وفورِ شوق ما بینم بے پردہ ترا
 کردہ نہلائے عالم را بعشقِ خود خراب
 کردہ احساںِ بعالم از عدم آوردہ
 خلوتِ محققِ گزیدی با ابوبکر و عمر
 خوشِ نفس در حجرہ خود یامد خوشِ نفس
 نور تو در ہر دو عالم بہت باہر ذرہ
 جز تو در ہر دو جہاں غوثی نہ بیند یابی

★★★★★

اے جلوۂ جانانہ



شوریدہ سروِ مفتولِ ادارہ و دیوانہ
 جز تو نہ دگر بینم، اے جلوۂ جانانہ
 حیرانِ مرغِ خوبت صد زاہد و صد دانہ
 گہ صورتِ یاراں تو گہ صورتِ بیگانہ
 آباد برائے تو صد مسجد و بتخانہ
 گہ دلقِ گدا داری، گہ خلعتِ شامانہ

از نازِ چہ می پرسی حالِ من، مستانہ
 جز تو نہ دگر دامن، جز تو نہ دگر خوانم
 اے آنکہ اسیرانِ زلفِ تو رسیہ کارند
 تا چند نظرِ پوشی از چشمِ نظرِ بازاں
 بر طرزِ اداسے تو بربادِ دلِ عالم
 من طرزِ تو می دامنِ انداز تو بشاسم

درے کدہ تو ساقی ، در غم تو مئے ساقی
 اے طرف تو بیچونی ، پیدائی ز باچونی
 باہشت و شاہی تو در صورتِ عثمانی
 در اقص تو مستانہ ، در دور تو پیمانہ
 ایں داری واں داری در آں جداگانہ
 در صورتِ غوثی - تو باشان فقیرانہ

ارشادِ غوثی



نہ بدیر کن نگہ نہ بہ کعبہ کن گدائی
 تو رگو کہ خود پرستم بخدا خدا پرستم
 ہمہ جا خداست ظاہر تو بچشم شوق بنگر
 تو بہ تیغ لافنی کن ہمہ غیر حق کہ بینی
 کن و تو کہ بہت غوثی ہمہ ایں تعینات است
 تو بہ صورتِ نظر کن ہمہ شان کبریائی
 ز نگاہم او فتادہ ہمہ مائی شمانی
 کہ ظہور اوست کلّی بہ جان ماسوائی
 ہمہ اویگو تو خواہی ، ہمہ من ہمہ خدائی
 بختختے نظر کن ہمہ ما توئی ، تو مائی

نالہء فراق

بیادِ پیروِ مرشد



نمودہ جلوہ رخسار حیراں ساختی رفتی
 خاکردی ، مرا کشتی ، بہ غمزہ جان و دل بردی
 ما و جان و جگر در یک اداسے دلربا بردی
 ہر ذرہ نمودی جلوہ آں خود سر یکتا
 دیدہ در جہاں کس مثل من یک بے سرو سامان
 کشادہ زلف خود مارا پریشان ساختی رفتی
 کرم کردی ، بدول از دین و ایمان ساختی رفتی
 ز افسون نگہ ، ماراں سریدان ساختی رفتی
 بہ طرز کافری ، صدہا مسلمان ساختی رفتی
 ولے داری مرا صد ساز و سامان ساختی رفتی

چُناں عمور از صیلے عرفاں ساختی رفتی
عجب درمان دل عیسیٰ دوراں ساختی رفتی

شدم وارفتہ از خود اُو من و من جملہ اُو گشتم
بصد درد و الم پُر سوز کردی جانِ خوشی را



لگہے سوئے من شایا لگہے
کہ بینی سوئے من از لطف لگہے
ترا خواہم نخواہم مال و جاہے
طہرت دین و رویت قبلہ لگہے
جزاک اللہ زبہ جادو لگہے
غلام آستانہ پادشاہے
بحال او نظر کن لگہے لگہے

بعشق تو کشم تا چند آہے
بر ایں اُمید خاک آستانم
بجان ماتوئی مقصود جانم
رخ تو کعبہ فرماں تو قرآن
دل و جانم ربود و کرد بسل
گدائی درت صد عز و جاہ ہست
گدائے آستانہ تست خوشی -

بر مصطفیٰ سلائے



بہ ہزار سوز گوید زمن گدا اییائے
بہ دلم بساز جائے و بجاں بکن مقالے
چہ شود بکلبہ دل بینی زلف لگہے
تو ز دست خود عطا کن بہ من خراب جائے
کہ شد است جملہ تنگم ، بہ غلامی تو نامے
کہ زلف تو برآید ہمہ مقصد و کلمے
بہ ہزار دل درودے ، بہ ہزار جاں سلائے
تو تجوز من نشانے تو زمن میرں نامے

کہ بود کہ او ساند بر مصطفیٰ سلائے
بہ فراق میگذازم بہ نواز جاں نوازم
تو کہ جان جانہائی و بچشم حق کینے
کرے بحال زارم برہاں ز خستہ عالم
ہمہ نام بود تلکے دل و جاں فدائے نامت
من اگر کنم خطائے تو کن بہ مکن عتابے
بہ توروز و شب رسانم کہ تو جان و جاں نوازم
توئی جسم و قلب و جانم توئی نام و ہم نشانم

اگر آں جناب پُر حُذر کجا ، بگو نسیا

ز سگ در تو خوشی بہ ہزار جاں غلامے

واللہ یضعف لمن یشاء ۝ قرآن
اور اللہ جس چیز کو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

کلماتِ طبیات (اضافہ جدید)

الیہ یصعد الکلم الطیب ۝ قرآن
اسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں

★★

طبیاتِ غوثی (کتابِ ہذا) کی اشاعت اول (1938) سے پہلے مرقومہ 21 ذی الحجہ 1331ھ سے جو دیوان مرتب کیا گیا، اس کی تیسری اشاعت جو مصنف الحاج حضرت غوثی شاہؒ کے فرزند خلیفہ وجائشین الحاج حضرت مولانا پیر صفوی شاہؒ کی نگرانی میں 1969ء میں ادارہ النور (بیت النور) کی طرف سے جب منصہ شہود پر آئی تو اس میں "اضافاتِ جدید" کے عنوان پر مکرر انتخاب عمل میں آیا گیا تھا، پھر حضرت صفوی شاہ صاحبؒ کے فرزند خلیفہ وجائشین الحاج مولانا غوثی شاہ صاحبؒ کی نگرانی میں کتبِ ہذا "طبیاتِ غوثی" کی چوتھی اور پانچویں اشاعت اور اب اس کی چھٹی اشاعت بھی ویسے ہی اضافاتِ جدید کو من و عن رکھا گیا ہے۔

اضافاتِ جدید

خود تماشا بنی خود ہی تماشا ہو گیا
 آپ میں بندہ بنا اور آپ مولا ہو گیا
 ہر تعین میں نرالا رنگ میرا ہو گیا
 جو نہ تھا کچھ بھی وہ سب مجھے ہو گیا
 میری یہ بے پردگی خود ایک پردہ ہو گیا
 خود ہی پھر کثرت میں وحدت کا منشا ہو گیا
 صورتِ حوثی - کسیں عرفان والا ہو گیا

کیا کموں خود کو کہ میں اپنے میں کیا کیا ہو گیا
 خود میں خود کو دیکھتا ہوں خود کا خود ہوں آئینہ
 سب میری شائیں ہیں میرے روپ میرے ظہور میں
 وہ ہیولہ ہوں کہ مجھ سے ہے جہاں کی سب نمود
 باوجود اس کے میں ہی سب ہوں اور سب ہوں مگر
 خود کو ہر ہر شان میں سمھرایا میں نے ہی الگ
 شکل نامحرم کسیں کرتا ہوں خود پر اعراض

بسمِ عشقِ محمد

جلد ہاں نور کی دکھلا دو جنہیں آپ سے آپ
 ان کو لئے گی ترب میری یہاں آپ سے آپ
 ورنہ میں خود کوئی دیوانہ نہیں آپ سے آپ
 دل میں ہوتی ہے کھنگ میرے کہیں آپ سے آپ
 اس طرح نکلے میری جان حزیں آپ سے آپ
 دل یہ جالی سے لپٹ جائے وہیں آپ سے آپ
 دم بھول پر ہے نکلنے کے قرین آپ سے آپ

دل تڑپتا ہے بہت عرشِ نقیص آپ سے آپ
 بسمِ عشقِ محمد ہوں تڑپنے دو مجھے
 کر دیا ہے مجھے عشقِ نبوی لے عجوں
 چھ گئی ہے کوئی سرنگین محمد کی انی
 عرض ہو حالِ دلی سُر ہو دیرِ احمد پر
 حسرت و یاس و تمنا کا رہے ساتھ جوم
 اب تو حوثی کو دکھا دو رخِ پُر نور حضور

کرتے ہیں تماشے ہم ہر دم تے دُنیا میں
 نقشہ مری صورت کا ہے صورتِ مولا میں
 آجائے صفائی گر کچھ دیدہ بینا میں

ہے بنے ہم اپنے جلوہ کی تمنا میں
 بے مثل سے جہوں ہے وہ لاکھ مگر واعظ
 ہر جا نظر آئے اُس یار کے ہی جلوے

ہیں ہم ہی تماشہ میں اور اہل تماشہ میں
میں سنگ میں رہتا ہوں میں ہی دُرِ یکتا میں
خود کو نہ دکھاتا تو دریا تھا یہ دریا میں
اب رہتے ہیں ہم غوثی اک ہو کے تجلا میں

ہم خود ہیں تماشہ گر اور خود ہی تماشہ ہیں
پوچھو نہ جہاں والو کچھ میری حقیقت کو
دیکھو تو ہے دریا میں دریا سے جدا قطرہ
صدقے سے محمد کے آگے ہیں دو عالم کے

استردادِ آنا



جس وہ بیچوں ہوں بیچونی سے باہوں بن کے آیا ہوں
میں ہی ہوں دونوں عالم میں میں ہی پھر سب سے بالا ہوں
میں ہی ہوں لامکاں اور لامکاں کا میں۔ کہیں خود ہوں
میں ہی سب ہوں میں ہی میں ہوں میں ہی سب کو بنایا ہوں
ہر اک ذرہ ہر اک عالم تجلی ہے مرے رخ کی
میں جاں ہوں میں ہی صورت ہوں میں ہی تن میں ہی سایہ ہوں
مری ہی ذات بے چوں ہے میں ہی ہوں اول و آخر
میں ہوں خود ظاہر سب میں میں ہی خود کو پھپھایا ہوں
میں ہی ہوں لطف میں ہی قہر میں ہی دوزخ و جنت
میں ہی ہوں رنج اور راحت میں ہی سب کو بنایا ہوں
ہے شان لم ید اور شان لم یولد یہ سب سیری
میں ہی وحدت ہوں خود پھر خود میں کثرت کو دکھایا ہوں
میں خود کو جانتا ہوں خود ہے پردہ میرے پردوں کو
مرے اپنے پرے میں میں ہی اپنا پرایا ہوں
ہوئی خواہش جو پیدا مجھ سے مجھ کو اپنے جلوہ کی

جہاں اپنا مفصل دیکھنے دنیا میں آیا ہوں
 نہیں ناقصِ جنم بدلوں تجلی مکرر سے
 تے جلوے میں ہوں ہر دم حق صورت میں آیا ہوں
 بروز اپنا کبھی کرتا ہوں جوں جبریل اور الیاس
 میں قادر ہوں ہر صورت ہر اک عالم پہ چھایا ہوں
 حقیقت کو نہ پوچھو میری والِ حیرت ہی حیرت ہے
 بس اتنا بھی سمجھ رکھو تمہیں جتنا بتایا ہوں
 کہیں بندہ ہوں میں۔ غوثی۔ کہیں مولا ہوں میں غوثی
 میں ہی بے مثل و ریش اپنا میں۔ ہی پھر سب میں یکتا ہوں

۰۰۰۰۰۰۰

بچوں (بے مثل) اسرارِ ادب (لونا نا واپس کرنا) بروزِ بختا ہر لکنا شغل انا۔ شغل انا سے مراد حق تعالیٰ کی میں کو امانت
 برتا ہے جیسے سورج آئینہ میں جوں کا توں دکھائی دیتا ہے یعنی آئینہ سورج نما ہے سورج نہیں اسی طرح عارف بھی حق نما
 ہے حق نہیں۔

شغلِ انا
 ۰

خدائی میں نہیں مجھ سا کوئی وہ خود نما میں۔ ہوں
 خود آئندہ ہوں خود موعود ہوں گویا خدا۔ ہوں
 کہیں کافر ہوں میں۔ انکار کرتا ہوں کہیں اپنا
 کہیں مسلم ہوں میں۔ اسلام لانا مُکلا میں ہوں
 کہیں عابد ہوں کرتا ہوں عبادت آپ اپنی میں
 کہیں معبود ہوں کہتا ہوں رانی انا میں۔ ہوں
 کہیں میں۔ عین ہوں اپنا کہیں میں۔ غیر ہوں اپنا

کہیں عین خدا میں ہوں کہیں بندہ نما میں ہوں
 خدا بندہ نما میں ہی ہوں بندہ حق نما میں ہوں
 میں اپنی صورت و بے صورتی میں دائما میں ہوں
 کہیں ہوں برہمن کرتا ہوں درشن اپنے مندر میں
 کہیں خود بنکے بُت کرتا برہمن پر دیا میں ہوں
 کہیں میں خالق کا خالق ہوں غیر خالق ہوں بالکل
 کہیں اس خالق میں پھر عین ذات اکنتا میں ہوں
 نہیں وہ غیر کہتے ہیں جو مجھ کو کانر و ملہ
 میں ہوں ان سب میں ساری کہیں سارے کھیلتا میں ہوں
 یہ میں میں ہے جو عالم میں وہ میں میں میری ساری ہے
 مگر بااں ہم میں میں میں اپنا نما میں ہوں
 محمد ہوں کہیں میں شیخ اکبر ہوں کہیں غوثی
 عجب پھر ہر تعین میں تعین سے جدا میں ہوں



نبی کے جبر میں منظر ہے چال بیکل بہت ہی ہے
 ترپ رہتی ہے دن بھر بیکلی میں رات کنتی ہے
 فقیری عشق میں احمد کے رچ پوچھو تو شاہی ہے
 بہت ہی بیکلی میں زندگی میری گزرتی ہے
 اور اسکے ساتھ ہی بے چین جاں بھی ہے جگر بھی ہے
 نظریں میں میری ہر صورت جلوہ آکھائی ہے
 بہت ہی اب مرے سر کج حالت میری بگڑی ہے
 خدا مجھے نبی کے عشق میں غوثی لے جاں دی ہے

جگر میں سوز ہے دل میں بکلا ہے آگ بھری ہے
 بہلتی ہی نہیں اپنی طبیعت جڑ محمد کے
 یہ دولت بڑھکے ہے دونوں نہاں کے مال و دولت سے
 کسی پہلو نہیں آرام اب تو جگر احمد میں
 ترستی ہیں بہت آنکھیں ترپتا دل ہے پہلو
 کھینچا ہے میری آنکھوں میں مرے سر کد کا نقشہ
 فقیر بے سر و ساماں ہوں جلدی لو خبر شاہا
 فرشتے جن و انساں ہاتھ اٹھا کر آج کہتے ہیں

دل اچھلتا ہے کہیں ہونٹوں پہ دم ہوتا ہے
نہ مچل رحمتِ عالم کا کرم ہوتا ہے
یابی آپ کا جس جلے قدم ہوتا ہے
یا نبی مجھکو یہ پیدل کا غم ہوتا ہے
نقشہ روئے مدینہ جو حرم ہوتا ہے
اب تو سرکار کا غوثی۔ پہ کرم ہوتا ہے

یا محمد مجھے نُرقت میں اَلَم ہوتا ہے
دل کا رونا یہ قسلی سے نہ کم ہوتا ہے
چشمِ دل حسرت واریاں کو بجھاتا ہوں وہاں
دل تڑپتا ہے بہت اب تو گنگے ریل ریل کر
طوفِ دل کرتا ہے اور آنکھیں فدا ہوتی ہیں
شہ کی نظروں میں ہا کر تے ہیں جاں کر کے فدا

خدائی۔ مصطفائی

خدائی مصطفائی ۔ مصطفائی یہ خدائی ہے
خدا رکھے خدائی فی الحقیقت مصطفائی ہے
تمہاری شکل میں اُحدے کی شکل پائی ہے
کہ اس دربارِ عالی میں ہماری اب رسائی ہے
بچا لیجئے کہ حق سے تم سے اچھی آشنائی ہے
مری یہ بینوائی در حقیقت بانوائی ہے
کرم ہو جائے عولا کا تو اب مشکلفشائی ہے
رسول اللہ کی صورت مرے دم میں سمانی ہے
غزلی یہ نعتیہ رحمت میں تم لے جو بنائی ہے

خدائی دیکھتے ہیں ہم تو ساری مصطفائی ہے
عجز کی شا خوانی میں یہ ساری خدائی ہے
تمہارے اس رخِ روش پہ میں سو جان سے قرباں
چل اب تو لے دل مضطر تجھے ہم لیکے چلتے ہیں
گنگنا کو غریب و ناتواں ہیں پر تمہارے ہیں
مجھے غمِ تنگدستی کا نہیں مداح احمد ہوں
صدایتے ہیں یہ در پر تمہارے عاشق شیدا
مجھے اب دونوں عالم سے نہیں ہے اک ذرا پروا
سداوِ خیل کے طیبہ میں رسول اللہ کو غوثی

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (فرمانِ خدا)

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں

حضرت مصنف حضرت غوثی شاہ کے والد حضرت حاجی عبدالکریم شاہ کرمی اللہ شاہ کا نام جو آپ کے پہلے شیخِ طریقت میں



دکھا کے اس نے جہاں اپنا قرار سب میرا لے لیا ہے
 مشکونِ دم کو نہ چینِ دل کو ، عجیب بے کل بنادیا ہے
 لہی نظر جبکہ اس سے میری رہی خودی پھر ڈرا نہ میری
 یہ عشق کجبت کا بھلا ہو کہیں کا مجھ کو نہیں رکھا ہے
 فنا ہے کیا شے سمجھ لے اس کو بھا ہے کیا چیز پالے اس کو
 اگر سمجھ کچھ خدا لے دی ہے فنا بھا ہے بھا فنا ہے
 تلاش اُس کی ہے عرش پر کیوں دھرا ہے کیا لامکاں کے اندر
 نظر میں پیدا جو ہو صفائی تو دیکھ لے ہر جگہ خدا ہے
 جو کچھ ہے اس کا وہ سب ہے میرا جو کچھ ہے میرا وہ سب ہے اس کا
 جو وہ ہے میں ہوں جو میں ہوں وہ ہے نہ میں الگ ہوں نہ وہ جدا ہے

میں نور ہوں عرش و لامکاں میں ظہور ہوں میں یہ سب جہاں میں
 خدا میں مجھ میں نہیں جدائی خدا کا میں ہوں مرا خدا ہے
 کے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کا کبلا دیا تھا جواب تم لے
 اب اس کو بچا تے نہیں تم جہاں دالویہ کیا ہوا ہے
 میں صدقے اُس مظہر خدا کے ہے نام عبدالکریم جس کا
 ذرا توجہ میں اُس نے غوثی خدا کا جلوہ دکھا دیا ہے

سیرِ حق۔ محوِ عبادت



حقیقت ہے جو بندہ کی وہی مولا۔ کی صورت ہے
 حقیقت میں جو پوچھو تو نہ صورت ہے نہ مورت ہے
 خدا بندہ نہیں ہر گز نہیں بندہ خدا ہر گز
 یہ بات اک جہت سے اُن کی گرچہ یک حقیقت ہے
 حقیقت میں جو پوچھو تو نہیں مفضوب کوئی بھی
 تعین میں مگر مفضوب اور مرحوم رحمت ہے
 حقیقت ایک ہے دیر و حرم شیخ و برہمن۔ کی
 مگر اظہار میں دیکھو جدا ہر اک کی حالت ہے
 عبادت غیر تگیوں ٹھہرے جو غیر اللہ نہیں کوئی
 یہ خود شانِ خدا وندی ہے جو ان عبادت ہے
 نہ ٹھہرا غیر ہی جب پھر کہاں میں کی ہو غیریت
 مگر جب میں یہ ممکن ہے تو آئدی عبادت ہے
 تعینِ عبدیت کا واقعی ہے اٹھ نہیں سکتا
 شیون ذات کی ظاہر میں خود ہی عبد صورت ہے
 تعینِ عبد کا ممکن ہے از روئے شہود اٹھ
 یہ نفس الامر میں اٹھنا تو ناممکن حکایت ہے
 بھلا کوئی ہے کیا شے جو بنے بندہ وہی وہ ہے
 وہی غرضی۔ ہے شکل عبد میں رکھو عبادت ہے

کلام فارسی

دل گرفتارِ الم گشت وہ فریاد آمد
 زند و تسبیح و مصلیٰ ہمہ برباد آمد
 دلبر ما چو باں حسن خداداد آمد
 رحم کن اے بُتِ کافر کہ چہ بیدا و آمد
 واعظا بندہ عشق از ہمہ آزاد آمد
 سوخ گشتن چو دگر صورتِ صیاد آمد
 یار مستانہ کن ہچو پریزاد آمد

چون بشب زلف پریشان توام یاد آمد
 دید زائد چو جلالِ رخ گلِ رُو سے ترا
 شد ز بختانہ و بت گبرو برہمن بیزار
 ز آتشِ بجر تو جان و دل من سوختہ شد
 خوفِ دوزخ نہ بدل و خواہشِ جنت دارو
 بلبل و گل ہمہ بیدام بگشتند اسیر
 ساقیا گرمی صافی است بدہ غوثی - را

محو عشق جان و دل چشم و زبان دگوش بود
 ہوشِ زمنِ رفت چلی جان و دلم بہوش بود
 برود میخانہ ہر دم شود ہر سے نوش بود
 آمد آوازِ اذان و یار درِ آغوش بود
 بود نام یار غوثی - بر زبانِ دمبدم

یار ما در غلہ ما میانم دوش بود
 جان و دل ہر دور بود آن دلربا بابک نگاہ
 از شرابِ عشق اے ساقی پدہ جامِ طہور
 ولے بدبختی کہ شد دہ عین شادی غم بپا

در دل دیوانہ ام چوں عشقِ آؤر جوش بود

رخ ہر جا کہ نم حشر پائی بینم
 جلوہ گر نورِ خدا را بہ خدا می بینم
 چوں رخ روشن او جلوہ نما می بینم
 ہر سرِ گے کہ ترا یاد صبا می بینم
 عالم طور دریں جلے بجا می بینم
 ہم چو پروانہ بروئے تو خدا می بینم

در رہ عشقِ حُب و مِلّایِ بینم
 بادہ نوشی چو کرم بر سرِ نخلانہ عشق
 ہر سرگاہ کرم جان و دلم را قریاں
 بوئے محبوب ز نزد تو بریاید بے حد
 آتشِ بجر چوں سوخت دل و جان من
 اے مہ حسن بتل ایں ہمہ بتلئے جان

روئے محبوب بود درد و جہاں پیش نظر لکھا وقت ۱۱ دعا از تو عطا می بینم
چون منے عشق ہوٹم بھدا اے خوشی مستی ہوٹ رُبا میں کہ چاہی بینم

آمد: (ایا) بود: (تھا) می بینم: (میں دیکھا)

مُسَدِّس اُردو

○

جوش دل میں ہے ادب پاس ہے غش طاری ہے
جبریل آپ ہو اب کہ مری باری ہے
میری فریاد ہے کچھ شکوہ نہیں زاری ہے
چوٹ سی ایک دل لگی دل پہ مرے کلابی ہے

خیر آرام سے سرکا اگر سوتے ہیں
ہم بھی آہستہ ہی کچھ دُور کھڑے روتے ہیں

خوف یہ بھی ہے کہیں آنکھ نہ کھولیں سرکا
غلاب میں ہی ہیں تو کچھ چین سے بولیں سرکا
بیکلی کستی ہے کچھ مجھ سے تو بولیں سرکا
لیٹے لیٹے ہی خدا منہ سے تو بولیں سرکا

اپنے منہ سے جو ذرا کھینچ کے چادر رکھیں
اس بہانہ سے ہم اُن کا بُرخِ افور دیکھیں

لوٹ جاتیں اگر اس شکل سے چہرہ دیکھوں
دل تصدق کروں قدموں پہ جو جلوہ دیکھوں
وار کر جان و جگر نور خدا کا دیکھوں
کچھ خدائی کے تماشاں کا تماشا دیکھوں

بندہ پرورد پہ فدا ہووے جو یہ بندہ و
پھر تو دیکھا ہی کریں لوگ بھی حیراں ہوکر

مُسَدِّس: (وہ اشعار جن کے ہر بند میں چھ مصرعوں ہوتے ہیں)

اس طرح دیکھنے والوں پہ تو مجھے حیرت
اور میں مست رہوں چکے شرابِ وحدت
مستِ عشقِ نبی میں ہو مزے کی حالت
سب ہوں مدہوش ، ہو سرکار سے مجھے غلوت

دہنِ پاک سے احوال جو پوچھیں مجھ سے
رکھ کے سر قدموں پہ بندہ دین یہ عرض کرے

میرے مولا ترا جس دم کہ خیال آتا ہے
بس کلیجے کو مٹوے کوئی رہ جاتا ہے
دلِ جدائی میں تری سینکڑوں دکھ پاتا ہے
ایسا جینا ترے غوثی کو نہیں بھاتا ہے

ہر زلِ جلی تو قربانِ شہنشاہِ زمَن
گلے گلے بہ مَنِ خستہ لگے اگلن

میرے مولا تیری امت کسی ہے حالتِ بگری
اختلاف اس میں پڑا ہے لے خبر اب جلدی
سن خدا کے لیے فریاد مری اور زاری
تجھ پہ قربان ہے شاہِ ترا خادمِ غوثی

یا نبی کشتیِ مُستِ بکفِ بہتِ تبت
اندیسِ درطِ غمِ ضدِ طوفانِ مددے

شاہِ ولایت

(مری کیوں مشکلیں ہر طرح کی آسانی نہ ہوں غوثی -
 لیا کرتا ہوں نام حیدر کرار پہلے سے)
 چرچا ہے جہاں میں سحر و شام علی کا
 ہے چرخ چارم سے سوا بام علی کا
 سب مشکلیں وا کرتے ہیں یہ دستِ خدا ہیں
 بس عقدہ کشائی ہے فقط کام علی کا
 نظارہ ہوا ہے جو مجھے خواب میں شب کو
 آنکھوں میں ہے اب تک رخِ گفام علی کا
 ہوجاتی ہے حل سینکڑوں کی مشکلیں اپنی
 لیتا ہوں جو مشکل میں کبھی نام علی کا
 کیا میری حقیقت ہے تیروں عشق کا دعویٰ
 غوثی - ہوں میں اک بندہ بے دام علی کا

شانِ محبوبِ خدا ہے بخدا شانِ حسین
 کونکا عشر کا نہ دونخ کا ہمیں ڈر کچھ بھی
 دلخ کھائے نہ اٹھائے کبھی نہ غیرت سے
 یالہی یہ دعا تجھ سے ہے روزِ عشر
 میں ہوں بوبکر و عمر و حیدر و عثمان کا غلام
 نور رب ہے یہ رخِ جلوہ فروزان حسین
 واعظا بس نہ ڈرا ہم ہیں غلامانِ حسین
 دیکھ لے غلہ اگر لالہ بستنِ حسین
 لب پہ ہو نام نبی ہاتھ میں دامنِ حسین
 غوثی - مدحِ محمد ہوں شاخِ خوانِ حسین

یا عبدالقادر جیلانیؒ



تم مظهرِ حق ہو ، حق کے ولی یا عبدالقادر جیلانی
محبوبِ خدا دلہندِ نبی یا عبدالقادر جیلانی

دنیا کے الم لے گھیرا ہے ، دن رات مجھے غم رہتا ہے
کس سے میں - کہوں یہ دردِ دل یا عبدالقادر جیلانی *

تم تپ جہاں ہو تپِ عجمِ قربان تم پر جان سے ہم
ہے تمہارے سوا نہ ہمارا یا عبدالقادر جیلانی *

ہے روز کی آفت مجھ پہ ہی ، ہر شام مصیبت ہے دہنی
آفت میں پڑی ہے ، جان مری یا عبدالقادر جیلانی *

تم شاہِ شہاں ، سلطانِ عجم ، غوثی ہے تمہارا اک خادم
رکھو لاجِ دو عالم میں میری یا عبدالقادر جیلانی *

★★★★★

(مصنف کتب ہذا حضرت سیدی غوثی شاہ نے ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں یہ منتخب لکھی)

تقدیس شعر کا ایک ورق

مصنفہ حضرت مولانا صفوی شاہ



میں - عاشق احمد ہوں مجنوں ہوں نہ سودا
یہ دولت بے پایاں تقدیر سے ہاتھ آئی
دل درد محبت سے بھرپور ہے یوں جیسے
اک موج کے دبتے ہی اک اور ابھر آئی
عالم وہ تصوّر کا یوں دل میں جمایا ہے
جس سمت نظر ڈال صورت وہ نظر آئی
وہ ہونگے جہاں ہوگی اک انجمن آرائی
ہم ہونگے جہاں ہوگی کتھانی ہی تثنائی
کیا دل سے کوئی کھیلے جب جان پے بن آئی
کیا خوف ہو رذلت کا اور کیا غم رسوائی
وہ محفل انجم ہو یا چاند ہو یا سورج
رخسارِ محمد سے ہر شے لے ضیا پائی
اک نور کا عالم ہے جس سمت جدمر دیکھو
شویرِ محمد سے ذرّوں لے رجلا پائی
دل ٹوٹ گیا اپنا جی چھوٹ گیا اپنا
ہم ہے غم جاناں ہے اور گوشہ تثنائی
یہ حب محمد سے گستانی ہے لے صغوی -
کیوں سینہ سوزاں سے اک آہ نکل آئی

تقدیس شعر کا ایک اور ورق

سلام بحضور خیر الانام

یہ سلام بہ امتیاز معنویت حقائق نعت پر مبنی ہے جو بحمد اللہ اب مقبول عام ہو چکا ہے۔



بشیراً	ندیراً	سلام	مُنیراً	سلام	عَلِکُم
اندھیروں کو	عظمت کے	راک نور	بھٹا		
انل سے	ہی راس در سے	وابستگی ہے			
بصیرت عطا کی	گئی ہے	تم ہی سے			
جتنے تم نے	چلا اے	حق لے	چالا		
تمہارے	تبسم کا	پرتو	یہ جٹ		
گلستان عالم میں	نکتہ بھی	تم سے			
لگا ہوں	کا نور اور	روحوں کی	راحت		
وہ تم ہی تھے	سو شان سے	آگے جو			
تمہارے ہی	نقش قدم کی	تجلی			
ان عارض پہ	قربان ہوں	چاند سورج			
تمہاری ہی	زلفوں کی	چھاؤں گھٹائیں			
بس اب چوم لوں	برہ کے	دلہیز در کی			
حضور میں	سر ہے	چلا آئے	صوفی		

سر اجا	مُنیرا	سلام	عَلِکُم
ڈرایا	ہنسایا	سلام	عَلِکُم
غلاموں کے	آقا	سلام	عَلِکُم
تجلی	مولانا	سلام	عَلِکُم
او رحمت	سر اپا	سلام	عَلِکُم
نگار	مدینہ	سلام	عَلِکُم
سہار	تمنا	سلام	عَلِکُم
دلوں کا	دلارا	سلام	عَلِکُم
نوید	مسیحا	سلام	عَلِکُم
یہ دنیا و	عقبیٰ	سلام	عَلِکُم
تم اُن کا	اجالا	سلام	عَلِکُم
وہ لب بزم	آسا	سلام	عَلِکُم
یہی ہے	تنہا	سلام	عَلِکُم
اگر ہو	مولا	سلام	عَلِکُم

تطہیر غنزل

عارفانہ سوز و گداز کے ساتھ حضرت مولانا محوی شاہ صاحب کا دوسرا نعتیہ کلام تصوف و توحید کا مذاق معیاری، اس کتاب کا ایک ورق بطور نمونہ برائے استفاضہ پیش ہے۔

نغمہء الٰہیت



زباں سے لب سے عیاں لا الہ الا اللہ
 نظر میں دل میں نہاں لا الہ الا اللہ
 ہر ایک شے سے عیاں لا الہ الا اللہ
 ہر ایک شے میں نہاں لا الہ الا اللہ
 وجود کون و مکں لا الہ الا اللہ
 نمود و بُودِ جہاں لا الہ الا اللہ
 نسیمِ بلغِ رجاں لا الہ الا اللہ
 بہارِ جنتِ جاں لا الہ الا اللہ
 سُبُوئے پیرِ مغل لا الہ الا اللہ
 غارِ دیدہ جاں لا الہ الا اللہ
 مَسْلُوکِ خلوتیں لا الہ الا اللہ
 مُسَرُورِ جلوتیں لا الہ الا اللہ
 چرلغِ راہرواں لا الہ الا اللہ
 سَج و رُخسَرِ نِشاں لا الہ الا اللہ
 عجیبِ رُسْر نہاں لا الہ الا اللہ
 درائے طرزِ بیاں لا الہ الا اللہ
 گئی ہے محوی کی جاں لا الہ الا اللہ
 ہوا نہ کچھ بھی بیاں لا الہ الا اللہ

تطہیر غزل کا اور ورق

ادراک و شہود کی کیفیات کا حامل

(مصنف: حضرت مولانا صفحوی شاہ)



میں مجاہد پہنچ گیا ہوں نہ زمین نہ آسمان ہے
 مری حد و انتہا کیا مجھے لاکھوں مکاں ہے
 مری مستیاں نہ پوچھے کوئی آکے مجھ کو دیکھے
 مرے دل میں کیا نہاں ہے مرے لب سے کیا عیاں ہے
 ترے رہروان منزل ہیں وہ سب ہی مست و بخود
 کہ یہاں نہ راہبر ہے نہ جرس نہ کارواں ہے
 تو ہی تن پہ چھا رہا ہے ، تو ہی کن میں پھپھ گیا ہے
 تجھے بھول بھی سکوں میں یہ خیال ہے گماں ہے
 تری عنایتیں ہیں یہ ترے کرم کا حاصل
 تجھے پارہا ہوں جب سے مجھے ہوش ہی کہاں ہے
 تو نظر کی روشنی ہے ، تو ہی دل کی چاندنی ہے
 ترے پرتو تبسم سے بہار گلشن ہے
 کبھی بے حجاب ہو کر کبھی خود حجاب بن کر
 تو ہی جلوہ کر رہا ہے کبھی یاں کبھی وہاں ہے
 یہ نفس کی آمد و شد ، ہے غرام ناز تیرا
 تو ہی بوستان ہستی ہے تو ہی شام جاں ہے
 غرض ایک تو ہی تو ہے جو نہیں سو تیرا صفحوی
 تری ذات ہی سے اس کی یہ نمود و بود جاں ہے

گلکدہ خیال کا ایک ورق
محبوب ناز نیاں صلی اللہ علیہ وسلم

ادب مولانا غوثی شاہ

○

شہرِ شانِ خوبان
دلدار ————— دلربایاں

سلطانِ تاجداراں
ناز ہمہ جمیناں

دلِ بندِ صد گلستاں
اے جانِ جملہ جانان

تجہ سے بہارِ عالم
تو ہی حیاتِ عالم

سرخیل ————— جنگجویاں
محبوب ————— نازنیناں

سرتاجِ ماہِ رویاں
سرتاجِ کجِ کلاہاں

اے میرِ محفلِ جاں
اے بختِ خوش نصیبیاں

اے صدرِ بزمِ امکان
تقدیرِ جملہ اکواں

اے پیکِ صد گلستان
اے وجہِ دین و ایمان

فردوسِ چشمِ بینا
اے مالکِ غوثینا

پیک (پیامبر) - کج کلا (معتوق) - اکوان (جملہ موجودات)
بخت (قسمت) - دلہند (پیارا) - سرخیل (سرदार، امیر)
جنگجویاں (حق کی راہ میں لڑنے والے)

نُورٌ عَلٰی نُورٍ

نَحْنُ الْمَدِیْنَةُ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلٰی الْاِسْلَامِ مَا بَقِيَْنَا اَبَدًا

تسلسل جا نشینی

سراج الصّادقین الحاج حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینیؒ

جا نشین اوشمس العارفین الحاج حضرت سید کمال اللہ شاہ المعروف مچھلی والے شاہؒ

جا نشین اؤکنز العرفان الحاج حضرت سیدی پیر غوثی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

جانشن اؤبحر العرفان پیر محقق انبہہ الحاج حضرت سیدی پیر صحوی شاہ علیہ الرحمہ

جا نشین اؤکنز الحقائق نبہہ الحاج حضرت سیدی مولانا الحاج غوثی شاہ صاحب مدظلہ عالی

وسجادہ نشین

سیلمہ عالیہ غوثیہ صحویہ غوثیہ کمالیہ (حیدر آباد)

مرکز المراكز صحویہ غوثیہ کمالیہ کے بزرگوں کے اعراس کی تاریخیں

حضرت سید سلطان محمود اللہ شاہ حسینیؒ اور حضرت سیدی مچھلی والے شاہ اور حضرت سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ یہ تین بزرگوں کا عرس شریف ۲۹ / ربیع الثانی کو اور حضرت سیدی صحوی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کا عرس شریف ۱۸ / جمادی الثانی اور حضرت سیدی پیر غوثی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ۴ / شوال کو حیدر آباد میں مسجد کریم اللہ شاہ افضل گنج بہم باذر میں بہت ہی شان و شوکت کے ساتھ بغیر رسم و رواج کے منایا جاتا ہے اور عرس میں شرکت کرنے والے دین و دنیا کی دولت اور روحانی فیض سے مالا مال ہو کر جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام اہل سلسلہ کو ہر سال یہ سعادت حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین حق طاہر و یاسین صلی اللہ علیہ وسلم

کنز العرفان حضرت سیدی غوثی شاہ علیہ الرحمہ کے نبیرہ

الحاج حضرت مولانا غوثی شاہ کا تعارف

حضرت مولانا سیدی محوی شاہ علیہ الرحمہ کے فرزند خلیفہ و جانشین الحاج مولانا غوثی شاہ صاحب بھی اپنے ادا کے نقش قدم پر 25 سال کی عمر ہی سے مسلسل آج تک 21 سال سے منصب رشد و ہدایت پر فائز ہیں اور شریعت و طریقت کی جامعیت کے ساتھ اپنے آبا و اجداد کی شیخ ہدایت کو روشن و برقرار رکھے ہوئے ہیں اور بہت ہی کم عرصہ میں آپ بھی عالمگیر شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ عالمی امن اور ہندو مسلم اتحاد اور بھائی چارگی کے فروغ کے لئے آپ نے 1987ء میں نمائش گروٹز پر ”عالمی مذاہب کا نفرس“ کا انعقاد عمل میں لایا اور پھر قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام کرنے کیلئے مکہ مسجد میں ”قرآن و حدیث کا نفرس“ کا انعقاد عمل میں لایا اور ”عالمی مسلم کانفرنس“ ”آل انڈیا مسلم کانفرنس“ کا انعقاد قلی نقب شاہ اسٹیڈیم میں عمل میں لایا اور آئمہ اربعہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہؒ، حضرت سیدنا امام مالکؒ، حضرت سیدنا امام شافعیؒ اور حضرت سیدنا امام حنبلی بن احمدؒ کے فقہ (قانون شریعت) کی ضرورت اور اہمیت کو فروغ دینے اور عوام کو ان سے واقفیت کرانے کے لئے اردو گھر مغلپورہ میں ”فقہ کانفرنس“ کا انعقاد عمل میں لایا اور پھر قادیانوں کے خلاف ”ختم نبوت کانفرنس“ کا خلوت میدان میں عظیم الشان انعقاد عمل میں لا کر علماء جامعہ نظامیہ اور اپنے اہل سلسلہ اور خود اپنے خطاب سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اس موضوع پر آپ نے ایک کتاب ”خاتم النبیین“ تصنیف فرما کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم بھی کر دیا۔ مولانا غوثی شاہ دہلی زور درشن اور حیدر آباد زور درشن سے کئی مرتبہ مختلف عزائمات کے تحت مخاطب کر چکے ہیں اور کئی بار آل انڈیا ریڈیو سے بھی آپ کی تقاریر نشر ہو چکی ہیں اور آپ کے بیانات تلکو، انگریزی اور زیادہ اردو اخبارات میں ” (۱۰۰) سو سو بار کی ایک لہاری“ حیثیت سے مقبول عام و خاص پڑھے جانے میں آپ کی مقبولیت نہ صرف مسلمانوں سے ہر طبقہ میں ہے بلکہ اصول پیرو و جن گودا غلط کے ہندو بھی آپ کو مقبولیت حاصل ہے۔ اور آپ اس کم عمری میں 40 کتابوں کی تصنیف کر چکے ہیں اور کئی مذہبی معاملات پر رسائل پوسٹرس لکھ چکے ہیں اور ہندوستان کی اکثر مساجد میں آپ کے جوائے فاتحہ اور مید سلاد اللہی کے جوازیں پوسٹرس فریم کئے ہوئے ہیں آپ کو شاعری بھی ورثے میں ملی ہے آپ کی شاعری میں ایک نیا انداز پایا جاتا ہے آپ کے مجموعہ کلام ”عکسہ خیال“ اور حضرت امام حسینؑ پر لکھی گئی کتاب ”حسن حسین“ بکاترہ بہت ہی اچھے انداز میں ”روزنامہ سیاست“ میں شائع ہو چکا ہے آپ کی کتابوں میں چند مشہور تصانیف یہ ہیں: * رسولؐ جیل * عظمت مدینہ * میزان طریقت * تحولات * اسرار الوجود * کتاب سلوک * کتاب الہدیت (نقصر) * فضائل کلمہ طیبہ * فیوض کمال * تذکرہ ابو حنیفہؒ، تذکرہ نعمان * تذکرہ حضرت شیخ اکبر * توصیف کمال * تعلیمات حموی * حج و زیارت مدینہ * پر بیر حاصل کتاب حج گائیڈ نامہ دیارین * تاریخ صوفی * خزانہ درد * نیرنگ حدیث (حدیث چارٹ) مخصوص اہل سلسلہ کے لئے ”حقیقت محمدی“ اور عمل عملیات پر لکھی گئی کتاب تاج الوخائف * جوہر سلیمانی * تسبیحات غوثی * دعائے عرش العرش * آیات برکات * حضرت سیدنا امام حسینؑ کی کتاب فرات العارفین * کبریت احمر کا ترجمہ اور ”عقائد اہل سنت“ پر کتاب زیادہ شہرت حاصل کر چکی ہے اس کے علاوہ قرآنی معلومات اور تاریخ قرآن سے متعلق ایک جامع کتاب ”مخزن القرآن“ آپ نے تصنیف فرما کر قرآن پر کام کرنے والوں میں اپنا نام سر فرست کر لیا ہے آئمہ آنے والی نسلیں مولانا غوثی شاہ کو یقیناً اس عظیم قرآنی انسائیکلو پیڈیا کے کام کے لئے ضرور یاد رکھے گی چنانچہ سعودی عرب کے رابطہ عالم اسلامی کے سربراہی میں جنرل نے آپ کی اس کتاب کی تعریف کرتے ہوئے پوسٹل خط کے ذریعہ مبارکباد دی ہے۔ آپ کے مریدوں و خلفاء کا تعلق بھی بڑے بڑے نامور لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

اہمیت مرکز

جسے جانئین سے بس انکار ہے خدا کی محض اُس پہ پھنکار ہے
جو مسند نشین ہی کو سمجھا نہیں اے اور تعلیم درکار ہے

یہ پیرانِ کامل ہیں نائبِ رسولؐ جو جھٹایا اُن کو گہنگار ہے
جو توہینِ بیعت میں سبقت کیا تو سمجھو غلط اس کا پندار ہے

بغاوتِ مرکز سے جو بھی کیا منافی ہے وہ اور مکار ہے
جو مرکز کی خدمت کا قائل نہیں تو بیشک برا اُسکا کردار ہے

جو تعظیمِ مرکز کا عادی نہیں وہ نسبت سے خالی ہے نادار ہے
جو مرکز سے دل میں کدورت رکھتے وہ باطل کا بندہ ہے عیار ہے

رسولؐ خدا اُس سے ناراض ہیں خدا اُس سے لاریب بیزار ہے
ازل سے علمی کا حامی خدا وہ مرکز کا ہر دم وفادار ہے

از مولانا شاہ غوث محی الدین علمی شاہ
خلیفہ حضرت پیر صحوی شاہ صاحبؒ

مرکز سے دوری

خدا کمرِ قرب ، رسولؐ سے دوری یہ منافقت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
محمدؐ سے قرب حسینؑ سے دوری یہ ضلالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
غوثیؒ سے قرب غوثیؒ سے دوری یہ بغاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
یاجوج ماجوج کا یوں چھا جانا قرب قیامت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

بہین اپنے مرکز پر جان دینا

یہ شرافت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

حضرت علامہ اقبالؒ کی روشنی میں چند فی البدیہہ اشعار جس میں اصلاح کی ضرورت ہے اہل سلسلہ کیلئے دعوتِ فکر



☆ جام بہ جام ☆ اسرار توحید ☆ غرین کمال ☆ کلماتِ کالیہ ☆ رباعیات ابوالخیر مخزومی علیہ الرحمہ

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قبلہ کی چند مشہور تصانیف
☆ کلمہ طیبہ ☆ مقصد بیعت ☆ نور النور ☆ معیت الہ (تصوف)
☆ طببات غوثی (منظومات) ☆ مواعظ غوثی

حضرت مولانا صہبوی شاہ صاحب قبلہ کی چند مشہور تصانیف
☆ سیرِ عبدیت (واقعہ و معراج) ☆ نذرِ مدینہ (نعتیں) ☆ کتاب مسین (پارہ اول پارہ دوم)
☆ تشریحی ترجمہ قرآن - حکمِ برآتا والناس (منظوم ترجمہ قرآن)
☆ گیارہ مجالس ☆ تقدیس شعرِ معہ اضافات ☆ تطہیرِ غزل (مجموعہ کلام)
☆ اشارات سلوک (تعلیمات غوثیہ)
☆ سلسلۃ النور (شجرہ بیعت) ☆ بدعتِ حسنہ ☆ ردِ منافقت

حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب کی تصانیف
☆ میزانِ طریقت ☆ رسولِ جہان ☆ اسرار الوجود ☆ تذکرہ نعمان
☆ تلخیصِ صوفی ☆ قرآن سے انٹرویو ☆ تاجِ الوظائف ☆ مراۃ العارفین
☆ کبریتِ احمر ☆ جوہرِ سلیمانی ☆ عظمتِ مدینہ ☆ حج گائیڈ دیارین
☆ کتابِ سلوک ☆ فیوضاتِ کمال ☆ تعلیماتِ صہبویہ ☆ عقائد اہل سنت
☆ خاتم النبیین ☆ تذکرہ شیخ اکبر ☆ لکدہ خیال ☆ حسنِ حسین ☆ قرآن گائیڈ وغیرہ۔

کثرالعرفان حضرت سیدی غوثی شاہ صاحب قبلہ کی شان میں
حضرت صحوی شاہ صاحب قبلہ کا ۔۔۔۔۔

توصیفی سلام



قتیل • خنجر صبر و رضا سلام علیک
شہید ابرو ناز و ادا سلام علیک
او تو کہ سینہ میں پنہاں تھا تیرے راز نہاں
او معینے آلم نشرح لک سلام علیک
ترے ضمیر پہ ، ہر آن تھا نزول کتب
او رازدار رسول خدا سلام علیک
طلوع تجھ سے ہوئے ، معرفت کے ماہ و نجوم
او مہر نور او شمس الضحیٰ سلام علیک
تجھ ہی سے کھلی گئی ظلمتوں کی تاریکی
وہ تمام او بدرالدجی سلام علیک
دیا ہے درس جو توحید اور تصوف کا
بھلایا جا نہ سکے گا سدا سلام علیک
نگاہِ صحوی تجھ ہی سے سکون پاتی ہے
نظر بھی آ کہ زمانہ ہوا سلام علیک

TAYYABATH-E-GHOUSI

By : HAZRATH GHOUSI SHAH (R.A.)

۶۲-۷۸۶

قرآن اور حدیث کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجابت علم غیب پر اور مرتبین کے چند اہم اعراضات کے لکھی بخش جوابات کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب کی مشہور تصنیف (قیمت :- 50/- روپے)

رَدِّ مُنَافَقَتِ

Radd-e-Munafaqat By : MOULANA SAHVI SHAH (RA)

اور جوازِ فاتحہ، میلاد، یا محمدؐ، عرس، قوالی، زیارتِ قبور، بیت، توسل اور جوازِ زیارتِ قبور پر لکھی گئی حضرت مولانا صحوی شاہ صاحب کی معرکہ الاراء تصنیف

(بار چہارم)
(قیمت :- 25/- روپے)

Biddaath-e-Hasna

By : Moulana Sahvi Shah (RA)

بِدْعَتِ حَسَنَہ

تاریخ قرآن، معلومات قرآن و رموز آیات قرآن اور اسمائے تفاسیر پر چالیس کتابوں کے مصنف مولانا غوثی شاہ کی قرآن سے انٹرویو، کے بعد اس صدی کا عظیم قرآنی کارنامہ "قرآنی انسائیکلو پیڈیا" مع تصاویر مقدسہ بنام

مَخَزَنُ الْقُرْآنِ

Makhzan-ul-Quran By : MOULANA GHOU SAVI SHAH

معلومات قرآن کا خزانہ مفہم قرآن سمیٹنے کا ذریعہ، نادر اور کمیاب مقامات مقدسہ کی تصاویر نے اس کتاب کی اہمیت اور جمال میں اضافہ کر دیا ہے۔ خوبصورت ٹائٹل اور خوبصورت کمپیوٹر پر تنگ کے ساتھ 200 صفحات پر مشتمل قیمت صرف -75/- روپے

کتاب لے کے پتے: حیدر آباد میں حسائی بک ڈپو چھلی کمان اور اور بیت النور، چنگلوڑہ حیدر آباد پر بھی دستیاب ہے

Printers & Publishers :

- SHAH MUBASHIR AHMED SHAHED • SHAH FAZLUR RAHMAN KHALED
- KAREEMULLAH SHAH • IKRAMULLAH SHAH

IDARA-E-AL-NOOR, BAITH-UN-NOOR, Chanchalguda, Hyd. (A.P) INDIA.

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (قرآن)
 اسی (اللہ) کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں۔

TAYYABATH-E-GHOUSI तय्यबाते गौसि తయ్యబాతే గౌసీ



طِبَّاتِ غوثی

منظوم کلام

مصحف

کثر العرفان حضرت سیدی غوثی شاہ صاحبؒ